WWW.NOVELSCLUBB.COM

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سنہرے اپنے

از ادا نور زینب

قسط نمبر ۱۰

باب: گیارہ

www.novelsclubb.com

"ملالِ حیات"

کیا جانتے ہو؟ ملال کیا ہے؟

دُکھ، تکلیف، کرب۔۔۔

افسوس، پچھتاوا اور بہت سی ایسی کیفیات۔

شاید اِسی کو ملال کہتے ہیں۔

یا پھر؟

www.novelsclubb.com

ایک ایسی ذہنی کیفیت۔۔۔

جو تمہیں بدزن کر دے، خود سے۔

اور تم بھلا دو، خود سے منسلک لوگوں کو۔

پھر ایک ایک کر کے،

لمحے سرکیں، گھڑیاں گزریں۔

اور تم اُس کیفیت سے نکل آؤ۔

www.novelsclubb.com

پھر تم آس پاس نظریں دوڑاؤ۔

لیکن اب وہاں،

کوئی نہ ہو۔

تمہاری تسلی کو، تمہاری دلجوئی کو۔

تو یہ بھی ایک ملال ہے۔

اور یہ ''ملالِ حیات'' ہے۔

www.novelsclubb.com

جواب تا عمر،

تمہارے ساتھ ہی پروان چڑھے گا۔

(از خود)

غم اور خوشی کا آپس میں ایک گہرا تعلق ہے۔اِسی تعلق کی بناء پر دُنیا کے تمام رشتے استوار ہیں۔اور یہی رشتے اصل میں زندگی ہیں، جینے کا مقصد ہیں۔دل کے رشتے، دوستی کے رشتے اور سب سے بڑھ کر خون کے رشتے۔مگر زندگی کبھی بھی رُکتی

www.novelsclubb.com

نہیں ہے۔ہر رشتے کی زندگی الگ ہے، بس ہمارا کچھ کردار ہے جو ادا کرنا ہے۔جسے فرض سمجھ کر بھولنا نہیں ہے۔اور یاد رکھنا ہے کہ زندگی واقعی رُکتی نہیں ہے۔

یہی کچھ کیفیات وہاں بھی تھیں۔رعناء کے قصر کے ہر فرد کی زندگی چل رہی تھی

سوائے دور سے وہاں آئے مکینوں کے۔اُن سب کی زندگیاں تو یہاں تھیں ہی

نہیں۔وہ تو فیصل آباد میں تھیں۔لیکن کب تک؟اُن سب کو اپنی اپنی زندگی پٹڑی

پر تولانی تھی۔

سوال یہ تھا کہ کیسے؟

www.novelsclubb.com

سوال تو بہت تھے،جواب نہیں تھے۔جواب تھے تو الفاظ نہیں تھے۔اور جب الفاظ

تھے تو ہمت نہیں تھی۔

⁂

مارچ کا مہینہ شروع ہو رہا تھا اور کراچی کا موسم حسبِ توقع گرم ہونے لگا تھا۔ یہ

ہفتے کا ایک کھلا ہوا دن تھا۔ دوپہر کے تقریباً دو بجے تھے جب قصر کے باہر حناء کی

گاڑی نے ہارن دیا۔

وہ سب جو اپنی اپنی جون میں لان سے لیکر ٹی وی لاؤنج تک آڑھے ترِچھے بیٹھے تھے

www.novelsclubb.com

آواز پر چونکے۔ کوئی اپنے سامنے پھیلے چائے کے کپ اُٹھانے لگا، کوئی ریموٹ

ڈھونڈنے لگا تو کوئی صوفوں کے کشنز سمیٹنے لگا۔ کچن میں کھڑی عُمائمہ جو کھانے کا

انتظام کرتی ڈائیننگ سے کوئی چیز اُٹھا رہی تھی، ہارن کی آواز پر ٹھٹکی۔ نامحسوس

انداز میں گردن موڑ کر شیلف پر پڑی چھوٹی گھڑی کو دیکھا۔ دو بج کر کچھ منٹ۔

"مام۔۔۔"

بغیر آواز کے لب ہلائے اور پھر گلاس وال کے باہر نظر ڈالی۔ پورچ میں کوئی بھی

نہیں تھا۔ نظریں واپس آ گئیں۔ گردن واپس موڑ لی اور بہت ضبط سے ڈھیروں

www.novelsclubb.com

آنسو اندر اُتارے۔ یہ رعناء کے آنے کا وقت ہوتا تھا۔ وہ اکثر اِسی وقت گھر پہنچ جایا

کرتی تھیں۔ لیکن آج نہیں آئی تھیں۔اب نہیں آئینگی۔مائیں چلی جائیں تو واپس

نہیں آتیں۔

شیلف پر سیدھے ہوتے ہوئے دوبارہ نظر اُٹھا کر باہر جھانکا۔ گیٹ سے آگے دور

روش پر حناء کھڑی تھی۔ پھیکا سا مُسکرائی اور کام میں لگ گئی۔

"بات سُنو!"لان کی کُرسیوں میں سے ایک پر بیٹھے عدیل نے روش پر چلتی حناء

www.novelsclubb.com

کے قدم روکے۔وہ حیرانگی سے رُکی اور اُسکی طرف گھوم گئی۔عدیل پر نظر پڑتے

ہی منہ کے زاویے بگڑے۔

''ناٹ اگین!'' بڑبڑا کر آنکھوں پر لگی سن گلاسز اُتار کر ہاتھ میں پکڑ لیں۔ وہ یونی سے سیدھا یہیں آئی تھی۔ ہلکے بھورے رنگ کا سوٹ پہنے، دوپٹہ ایک کندھے پر تہہ کر کے رکھا تھا۔ تین چار انچ کی ہیلز پہنے وہ بڑی شان سے کھڑی تھی۔ بالوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا اور ایک ہاتھ میں بڑا سا بیگ تھا۔

''بولو؟ اور یہ تم ''آپ، جناب'' والی ٹرمز سے پیچھے کیوں ہٹ رہے ہو؟'' وہ اُسکا

www.novelsclubb.com

چہرہ دیکھ رہی تھی۔ دوپہر کی دھوپ ہر سُو پھیلی تھی اور آنکھیں چندھیائی ہوئی تھیں۔

"جو مجھے عزت نہیں دیتا، میں بھی نہیں دیتا۔ سمپل۔" اُس نے کندھے اُچکائے۔

عدیل اب اُسکے سامنے گھاس پر کھڑا تھا اور وہ چند انچ اونچی روش پر۔

حناء کی دونوں بھنویں بے اختیار ماتھے پر چڑھیں۔ سر اثبات میں ہلایا۔

"اِسکا مطلب تمہاری نظر میں عورت اور مرد سے بات کرنے کے ایتھیکس جیسے

کوئی اصول معنی نہیں رکھتے۔" وہی چہرہ لیئے کہا۔ گلاسز والا ہاتھ کراس کر کے

www.novelsclubb.com

بیگ والے بازو کی کہنی تھام لی۔ بیگ بھاری تھا، بازو دُکھنے لگا تھا۔

اِس بار عدیل ہنس پڑا۔

''طنز اچھا کر لیتی ہو۔''مُسکراتے ہوئے تپایا۔

''مسٹر ِواٹ ایور!''ہاتھ جھلایا،''میں اپنی برابری کے لوگوں پر طنز کرتی ہوں،

لیکن پتا نہیں کیوں ہر بار تم پر اپنا اتنا ٹائم ویسٹ کرتی ہوں۔''چہرے پر ناگواری

اُبھری۔

عدیل نے بمشکل ہنسی روکی۔

www.novelsclubb.com

''میں اچھا خاصا ہینڈسم بھی ہوں ویسے۔''گردن گھُما کر ایسے بتایا جیسے بڑے کی

پتے کی بات تھی۔

''اوہ شٹ اپ!'' وہ اور زیادہ زِچ ہوئی،

''تم سے زیادہ ہینڈسم تو میرے سٹوڈنٹس ہونگے۔'' لہجے میں برٹش عنصر نمایاں تھا۔

''اوہ مائی گاڈ! یعنی تم اپنے کسی سٹوڈنٹ کے عشق میں گرفتار ہو۔'' عدیل نے حیرانگی سے کہا اور پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ گردن پیچھے پھینک کر۔ چچ چچ۔۔۔ غلط کیا اُس نے۔ بھلا کوئی مزاق میں بھی ایک تیز زبان والی لڑکی کو باتیں سُناتا ہے۔ یقیناً اُسکی عقل کہیں گئی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

''تم!۔۔۔بند کرواپنی بکواس! ورنہ۔۔''اُسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اِدھر اُدھر نظریں

دوڑائیں۔

''ورنہ میں یہ گملا تمہارے سر پر پھوڑ دونگی!''پیر پٹخ کر سُرخ ہوتے چہرے کے

ساتھ کہا۔لیکن پاس پڑا گملہ اتنا بڑا تھا کہ۔۔۔ سمجھ تو آپ گئے ہی ہونگے۔

''للہُ اکبر!''عدیل پھر ہنسا،

www.novelsclubb.com

"میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہاں پڑے سب گملوں میں سے ایک کو

بھی تم اُٹھا تو کیا ہلا بھی نہیں سکتی۔ شرط لگالو!" ہنستے ہوئے کہا اور پھر اپنا ہاتھ اُسکے

سامنے پھیلایا۔

"Just Go to Hell!"

غصے سے سُرخ چہرہ لیئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا اور تن فن کرتی مڑ گئی۔ پیچھے

www.novelsclubb.com

عدیل کا قہقہہ پھر گونجا۔

"بد تمیز! جاہل!" جاتے جاتے بھی اُسے مزید القابات سے نوازنے سے وہ باز نہیں

آئی تھی۔عدیل بس کھڑا ہنس رہا تھا۔

وہاں کھڑے کھڑے ایک ستائیس سالہ پی ایچ ڈی ڈاکٹر، جو کہ یونی میں میتھس کے

فارمولے سیکنڈوں میں حل کر دیتا تھا، جسکی ذاتی اکیڈمی شہر میں کامیاب تھی، کو وہ

"جاہل" کہہ گئی تھی اور وہ کھڑا ہنس رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

آس پاس کھلتی نئی کونپلوں میں چھپے نئے پھول بھی اُسے دیکھ کر مُسکرا دیئے۔

قدرت نے کہا، بس تھوڑا سا صبر اور!

⁂

وہ اندر آئی، سب سے پہلے بجو اماں کا پوچھتی اُنکے کمرے میں پہنچی اور پھر عُمائمہ کے پاس کچن میں۔

"السلام علیکم پیاری!" اندر آکر اُسے آواز دی اور دونوں بازو پھیلائے۔

"وعلیکم السلام!" وہ اُسکے والہانہ انداز پر مُسکرائی اور آگے بڑھ کر اُسکے گلے لگی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے سرپرائز کیا تمہیں؟" حناء نے پوچھا۔

"میں نے آپکو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔" اُس نے کندھے اُچکائے اور مُسکرائی۔

''خیر ہے۔ کیا کر رہی ہو؟'' وہ بھی مُسکرا دی اور اپنی چیزیں ساتھ لگے ڈائیننگ پر

رکھ دیں۔

''عدیل بھائی سے بحث ہوئی آپکی؟'' عُمائمہ اُسے پیر پٹخ کر وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھ

چکی تھی۔

''آہاں! عدیل، مجھے نام نہیں پتا تھا بائے داوے، ہاں بحث ہی کہہ لو۔'' سر جھٹکا۔

www.novelsclubb.com

منہ کے زاویے بگڑے۔

"کیا پیئینگی؟ چائے؟ کافی؟ بلکہ ابھی جوس ہی لے لیں، کھانا لگا رہی ہوں بس۔"

عُمائمہ نے اُسکی بات پر محض سر ہلایا اور پوچھنے لگی۔ پھر خود ہی جواب اخذ کر کے

فریج کی طرف مڑ گئی۔

حناء مُسکرا دی۔ وہ نارمل ہو رہی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں ہاجرہ اور مناہل بھی اُنکے ساتھ کچن میں تھیں۔ حناء اب بالوں کو

www.novelsclubb.com

سمیٹ کر ہاتھوں میں سلاد کی سبزیاں اُٹھائے مناہل کے ساتھ سلاد بنا رہی تھی۔

ہاجرہ اور عائشہ ٹیبل لگا رہی تھیں۔

حناء کی وجہ سے اُن سب لڑکیوں نے اپنے لیے کھانا باہر لاؤنج میں ہی لگایا تھا اور باقی

بڑوں کا اندر۔

"آپکی فیملی میں کون کون ہیں؟" مناہل نے کھاتے ہوئے پوچھا۔

"مام ہیں، ڈیڈ ہیں، میری ایک بلی ہے اور بس میں۔" حناء مُسکرائی۔

"یعنی آپ اکلوتی اور لاڈلی ہیں۔" مناہل کی آنکھیں چمکیں۔اندر کا کوئی کیڑا جاگ

www.novelsclubb.com

رہا تھا اُسکا۔

''ہاں۔''

''بجو اماں میں اور عدیل واپس چلے جائیں؟''اسفند نے ڈائینگ کی خاموشی توڑی۔

بجو اماں نے نظریں اُٹھا کر گھورا۔

''اماں پیچھے سارا کام رُکا ہوا ہے۔''عدیل نے وضاحت دی۔

''ہم اِس بارے میں بات کرینگے میرے بچو،ابھی تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔میں جانتی

www.novelsclubb.com

ہوں پیچھے بہت سے کام ہیں۔''سنجیدگی سے کہا لیکن آواز کمزور سی تھی۔

وہاں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی البتہ باہر سے اُن لڑکیوں کی ہنسنے اور باتیں کرنے

کی آوازیں وہ صاف سُن سکتے تھے۔

※※※

کافی میکر کے بٹن دبا کر وہ وہیں شیلف کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ بازو سینے پر

باندھ لیے اور پاؤں کراس کیے، وہ فرش کو گھورنے لگا۔ ڈھیلا سا ٹراؤزر اور پوری

www.novelsclubb.com

آستینوں کے ساتھ گول گلے والی شرٹ پہنے، وہ بوجھل آنکھوں کے ساتھ کسی

گہری سوچ میں تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے اور شیو ایک ہفتے کی بڑھی تھی۔

چند منٹ اُسی طرح گھورنے کے بعد وہ واپس کافی میکر کی طرف مڑا۔ گہرا بھورا مایا

کپ میں دھار کی صورت میں گر رہا تھا۔ وہ گردن موڑے اُسے دیکھے گیا۔

"بھائی؟" کچن کے دروازے میں کھڑی مناہل نے بھائی کو عجیب و غریب نظروں

سے دیکھا۔ کچن کے باہر انیکسی میں خاموشی سی چھائی تھی۔

"جی۔" مدھم سی آواز میں کہتا اُسکی طرف مڑا۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا کر رہے ہیں؟" وہ آگے آئی اور نقل اُتارنے والے انداز میں اُسی کی طرح

گردن موڑ کر کپ کو دیکھنے لگی۔ اسفند نے بُرا نہیں منایا۔

''کافی بنا رہا ہوں۔'' وہ اُسی طرح ٹیک لگائے کھڑا رہا۔

''تمہیں کچھ چاہیئے ؟'' بہن کا خیال آیا۔ یہ رات کا پہلا پہر تھا۔ سب اپنے اپنے

کمروں میں تھے۔ کوئی سو چکا تھا تو کوئی بس سونے ہی والا تھا۔

''ہاں پانی چاہیئے تھا۔'' کندھے اُچکائے۔

''اچھا۔ یہ لو۔'' اسفند نے بازو بڑھا کر ساتھ پڑی بوتل اُٹھا کر تھمائی۔ بوتل پر

www.novelsclubb.com

ٹھنڈے پانی کی نمی تھی۔ شاید اُس نے ابھی ہی پانی فریج میں سے نکالا تھا۔ مناہل

حیران ہوئی۔

''آپ ٹھیک ہیں؟''بوتل لے کر تشویش سے پوچھا۔

''میں ٹھیک ہوں۔مجھے کیا ہونا ہے۔''آواز ہنوز مدھم تھی اور آنکھیں بوجھل۔

پھر اُس نے مڑ کر کافی میکر کے نیچے دوسرا کپ رکھا۔سامنے کھڑی مناہل جو ابھی

تک بھائی کی محبت میں اُسے اِس طرح اُداس سا دیکھ کر پریشان ہونے والی تھی،بے

اختیار اپنی مُسکراہٹ روکی۔

www.novelsclubb.com

''میں نے اِس ٹائم کافی نہیں پینی۔''جان بوجھ کر کہا۔

''میں نے تمہارے لیے بنائی بھی نہیں ہے۔''وہ سنجیدہ تھا۔

''پھر؟'' مناہل نے ابرو اُٹھا کر پوچھا۔بس کسی بھی پل وہ ہنسی کا طوفان بن سکتی

تھی۔

''بھابھی اپنی کو بلا لاؤ۔اُسکا دماغی توازن تھوڑا درست کریں۔'' وہ ابھی بھی سنجیدہ

تھا اور مناہل اب ہکا بکا۔

''کیا؟'' اُسکی آنکھیں اور منہ دونوں کھُلے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مناہل میرا دماغ نہ کھاؤ، جو کہا ہے کرو۔" بازو اُسے طرح لپیٹے وہ کافی میکر کی

طرف گھوم گیا۔ مناہل چند لمحے اُسکی پُشت کو تکتی رہی پھر اگلے ہی لمحے اُسکے چہرے

کی چمک بڑھی۔

"میں صدقے واری جاؤں! ابھی بُلا کر لاتی ہوں!" اپنی جون میں واپس آئی۔

بوتل شیلف پر پٹخی اور اُچھل کر اسفند کے گلے میں بازو ڈال کر اُس سے جھول گئی پھر

www.novelsclubb.com

اُسی پھرتی سے اُسکے بال بگاڑے اور بھاگ گئی۔

وہ جب تک واپس مڑا مناہل دروازے سے غائب ہو گئی تھی۔ منہ کے زاویے بگاڑتا

وہ اپنے کام میں لگ گیا۔

※※※

قصر کے دروازے کے سامنے پہنچ کر مناہل نے اپنی مُسکراہٹ روکی۔ وہ ایکسائیٹڈ

ہو رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اسفند عُمائمہ کو مِس کر رہا تھا۔ اور وہ ''بھابھی'' کا لفظ

www.novelsclubb.com

جس سے وہ خود اُسکو ڈانٹتا تھا آج خود اُسے اُسی سے مخاطب کر رہا تھا۔ باہر کھڑی

مناہل ایک بار پھر کھلکھلائی۔ گردن پیچھے پھینک کر ہنسی تو دور اُفق پر پھیلے

اندھیرے کی طرف نظر بھٹکی۔یکدم ہی اُسے خوف آیا۔ہنسی غائب ہوئی اور وہ

تیزی سے لاؤنج کا دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔زیرِلب آیتیں پڑھنے لگی تھی۔

لاؤنج کے اندر بھی ساری بڑی بتیاں بند تھیں۔بس ایک دو کارنر لیمپ جل رہے

تھے۔

آیتہ الکرسی پڑھتے ہوئے وہ بڑی احتیاط سے،بغیر آواز کے دروازہ بند کرتی مڑی ہی

www.novelsclubb.com

تھی کہ کسی سے دھپ سے ٹکرائی۔ڈر تو پہلے ہی رہی تھی۔نتیجہ یہ ہوا کہ مناہل نے

چیخ ماری۔

"پاگل!" کہتے ہوئے اُس نے مناہل کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ ہلکی سی آواز کے

بعد اُسکی چیخ گھُٹ گئی۔ آنکھیں اُبل جانے کو ہوئیں تو اُس نے ہاتھ ہٹایا۔ مناہل

گہرے سانس لینے لگی۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟" عُمائمہ ایک ہاتھ پہلو پر رکھے ایک ہاتھ سینے پر رکھے اپنا

بھی سانس بحال کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میرا دماغ واقعی ٹھیک نہیں ہے۔" گہرے گہرے سانس لیتی مناہل نے بھی

اپنی آواز ہلکی رکھی۔ پھر سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔ اگلے ہی پل وہ دونوں ہنس دیں۔ اپنی

ہی نادانی، بیوقوفی پر۔ ہنستے ہوئے مناہل نے عُمائمہ کا چہرہ دیکھا۔ وہ اب بہت کم ہنستی

تھی۔ کئی کئی دن ایسے ہی گزار دیتی تھی۔ اُسے دیکھ کر دل کٹتا تھا۔ مناہل کی

آنکھوں کی چمک بڑھی۔ عُمائمہ کا موڈ اچھا تھا۔

"کرنے کیا آئی ہو تم یہاں اِس وقت؟" بالآخر عُمائمہ نے پوچھا۔

"اگر یہی سوال میں تم سے کروں؟ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" مناہل نے اُسی انداز

www.novelsclubb.com

میں پوچھا جس میں تھوڑی دیر پہلے اسفند سے پوچھ رہی تھی۔

''نیند نہیں آرہی تھی۔کچھ کھانے آئی تھی۔ تمہیں کچن سے دیکھا تھا،مجھے کیا پتا تھا

ڈر جاؤ گی۔'' کہتی ہوئی وہ واپس کچن کی طرف مڑ گئی۔ مناہل چند لمحے حیرت زدہ

کھڑی رہی۔

''تمہیں بھوک کی وجہ سے نیند نہیں آرہی تھی؟''اُسکے پیچھے ہی چل دی۔

''ہاں۔''عُمائمہ نے کندھے اُچکائے۔

www.novelsclubb.com

''سب جانتے ہیں مجھے آدھی رات کو بھوک لگنے کی عادت ہے اِس میں اتنا حیران

ہونے والی کونسی بات ہے۔''کچن میں آکر اب وہ اوون بند کر رہی تھی۔

"لیکن عُمائمہ اتنے دنوں سے تو تمہیں یہ عجیب بھوک نہیں لگی تھی۔" مناہل کو

اُسکی کھو جانے والی عادت یاد آئی۔ کیا وہ نارمل ہو رہی تھی۔

"ہاں میں بھی حیران ہوں۔ مام کے جانے کے بعد آج ہی نیند نہیں آ رہی تھی۔

ورنہ پچھلے دنوں میں تو میں بھوکی بھی سوتی رہی ہوں۔" مناہل کو اُسکا لہجہ رو دینے

والا محسوس ہوا۔

www.novelsclubb.com

"کیا گرم کیا ہے؟" اُس نے بات بدلی۔ عُمائمہ اب ٹرے نکال رہی تھی۔

''عدیل بھائی شام میں پزا لائے تھے، میں نے اُس وقت نہیں کھایا تھا، وہی گرم کیا ہے۔'' کہتے ہوئے مناہل کو دیکھا۔ اُسکا چہرہ کھل گیا۔ عُمائمہ ہلکا سا ہنسی اور ڈائیننگ پر آگئی۔

''کیوں ہنسی ہو؟'' مناہل نے منہ بنایا۔

''تم پزا دیکھ کر اتنا خوش ہو گی تو ہنسی تو آئے گی نا۔'' ٹرے رکھی اور کُرسی گھسیٹ کر

www.novelsclubb.com

بیٹھ گئی۔ مناہل بھی اُسکے سامنے والی کُرسی پر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ اچانک۔۔۔

''ہائے للہ!'' نعرہ لگایا اور جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔ عُمائمہ اُچھلی۔

''یا خدایا! لڑکی کیا مسئلہ ہے؟''

''اسفند بھائی! اُنہوں نے مجھے تمہیں بلانے بھیجا تھا۔ حد ہو گئی! کچا چبا جائینگے مجھے

وہ۔۔۔یا میرے للہ! کیسے بھول گئی میں!'' اُس نے اپنا سر پیٹا۔ عُمائمہ نے گردن

جھکائی اور ہنس دی، پھر مُسکراتے ہوئے اُسے دیکھا۔

''اب مُسکرا کیوں رہی ہو، اُٹھو!'' مناہل نے ایک ہاتھ میں ٹرے اُٹھائی اور

www.novelsclubb.com

دوسرے ہاتھ سے اُسکا بازو کھینچا۔

※※※

انیکسی کا مرکزی دروازہ بھی مناہل نے اُسی طرح کھولا اور بند کیا جیسے لاؤنج کا کیا

تھا۔ چھوٹے سے لاؤنج میں کوئی لائیٹ نہیں جلی تھی۔ بس کچن کی روشنی دروازے

سے آ رہی تھی اور سیڑھیوں کی دیوار پر لگی فیری لائیٹس جل رہی تھیں۔ وہ کچن

میں آئیں تو دونوں کی نظریں اسفند تک گئیں۔

کچن کی دیوار کے ساتھ ایک صلیب الگ سے لگائی گئی تھی۔ ایسے کہ اُسکے ساتھ دو

www.novelsclubb.com

سے تین چھوٹے مگر جھولنے والے سٹائیلش سے بار سٹولز رکھے تھے۔ آمنے

سامنے۔اُنہی میں سے ایک پر اسفند بیٹھا تھا۔ایک بازو صلیب پر پھیلائے،اُس پر سر

رکھے،وہ شاید سو گیا تھا۔

"پاگل ہو جائے گا میرا بھائی کسی دن تمہارے پیچھے۔"سرگوشی بالکل اُسکے کان کے

قریب کی۔عُمائمہ کا دل کسی نے مٹھی میں لیا۔قدم قدم چلتی آگے آئی۔

"عُمائمہ تمہیں اسفند پر ترس نہیں آتا؟"اُس نے جان بوجھ کر دونوں کا نام لیا۔

www.novelsclubb.com

عُمائمہ کی گردن تک کے بال اُسکے جملے پر کھڑے ہوئے۔

"بس کرو عُمائمہ۔آنکھیں کھولو۔دیکھو اپنے آس پاس۔کتنے ہی چہرے محض

تمہارے نہ کھلنے کی وجہ سے مرجھا رہے ہیں۔اُنہیں مرُجھانے نہ دو عُمائمہ۔"

عُمائمہ کا دل بس باہر آنے کو ہوا۔

مڑ کر مناہل کو دیکھا۔وہ پُراسرار سا مُسکرا رہی تھی۔جیسے عُمائمہ مناہل کا مان رکھ

لیگی۔بالکل ویسے ہی جیسے ہر بار اسفند اُسکا مان رکھتا تھا۔پھر مناہل مڑ گئی۔مڑی تو

www.novelsclubb.com

مُسکراہٹ گہری ہوئی۔

No compromise on

pizza!

عمائمہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی اُس کے قریب پہنچی۔وہ بائیاں بازو پھیلائے اُس

پر سر رکھے ہوئے تھا۔چہرہ دوسری طرف تھا۔بال بکھرے ہوئے تھے۔عُمائمہ

اُسے یونہی دیکھے گئی۔چند لمحے۔پھر گھوم کر اُسکے سامنے والے سٹول کی طرف آگئی

اور آہستگی سے بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

اب اُسکا آدھا چہرہ دیکھ سکتی تھی۔ صلیب کی چوڑائی کم تھی۔ اسفند کا پھیلا ہوا ہاتھ

بالکل اُسکے سامنے تھا۔ سر کے وزن کی وجہ سے ہاتھ کی رگیں اُبھری ہوئی تھیں۔

عُمائمہ کا دل چاہا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر اُسکے بالوں میں انگلیاں پھیرے۔

کچن میں مکمل خاموشی تھی۔ صرف اسفند کے گہرے سانس کی آواز تھی۔ وہ یقیناً

گہری نیند میں تھا۔ عُمائمہ نے دونوں کہنیاں صلیب پر ٹکائیں اور دونوں ہاتھ پکڑ کر

www.novelsclubb.com

گال تلے رکھے اُسے دیکھنے لگی۔

کتنی گھڑیاں گزریں،اُسے اندازہ نہیں تھا۔پھر آہستہ آہستہ عُمائمہ کو گزرے دن یاد

آنے لگے۔رعناء،احمر اور باقی سب۔وہاں بیٹھے اُن اتنے دنوں میں پہلی بار عُمائمہ کو

اپنی غلطیاں یاد آئیں۔اتنے دنوں میں پہلی بار اُس نے خود میں جھانکا۔نظروں کے

سامنے اسفند تھا لیکن عُمائمہ اُسے دیکھتے ہوئے خود کے اندر تک پہنچی ہوئی تھی۔اُسکی

آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔

www.novelsclubb.com

کہاں کہاں، کس کس نے اور کس کس طریقے سے اُسے رعناء کے ٹراما سے نکالنے

کی کوشش کی تھی اور کیسے وہ اُن سب کی کوششوں پر پانی پھیرتی آئی تھی۔وہاں

بیٹھے اُسے واقعی اسفند پر ترس آیا تھا۔ صرف اسفند پر ہی نہیں اُسے اپنی دونوں

چھوٹی بہنوں پر بھی ترس آیا تھا۔ وہ تو بڑی تھی نا، اُس نے تو اُن دونوں کو بھی

سنبھالنا تھا۔ لیکن عُمائمہ نے کیا کیا تھا؟ اُسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔

پھر اُسے نبیل یاد آئے۔ اُسکے باپ نے کیسے سہا ہو گا سب؟ اُنہوں نے کیسے ایک ہی

مہینے میں اپنی من پسند شریکِ حیات کے ساتھ ساتھ اپنے بڑے بیٹے کو کھویا تھا۔

www.novelsclubb.com

اُس وقت اگر اُنہیں ضرورت تھی تو اپنی باقی اولاد کی۔ اپنی بڑی بیٹی کی۔ جو اُنہیں

تسلی دیتی۔ جھوٹی ہی سہی، لیکن تسلی تو دیتی۔ یہاں بھی عُمائمہ نے کیا کیا تھا؟

آنکھوں میں سے اب بے آواز آنسو بہنے لگے تھے۔ وہ ساکت بیٹھی رہی۔

پھر اُسے بجو اماں یاد آئیں۔ پھر رعناء، پھر احمر اور پھر اسفند۔ وہ جس نے ہر قدم پر

عُمائمہ کو سب سے پہلے رکھا تھا، عُمائمہ نے اُسے سب سے آخر میں یاد کیا تھا۔ اور

یہاں اُسکی برداشت کی حد ختم ہو گئی اور وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چُھپا گئی۔ آنسو

www.novelsclubb.com

سسکیوں میں تبدیل ہوئے اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی سسکیاں ہچکیوں میں۔

زندگی میں جب احساسِ جرم آپکو جھنجھوڑتا ہے تو آپکو ایک بار تو ضرور توڑ کر رکھ دیتا

ہے۔

یکدم ہی فضاء سے اسفند کے گہرے سانسوں کی آواز بند ہوئی اور اُس نے چونک کر

آنکھیں کھولیں۔اُسی طرح سر رکھے چند سیکنڈز اُس نے سمجھنے کی کوشش کی کہ وہ

کہاں ہے۔پھر اُسے گھُٹی گھُٹی سی ہچکیوں کی آواز آئی۔وہ اِس آواز کو لاکھوں کی

www.novelsclubb.com

مجمعے میں بھی پہچان سکتا تھا۔اگلے ہی لمحے اُس نے سر اُٹھایا اور دَنگ رہ گیا۔

وہ بالکل اُسکے سامنے بیٹھی دونوں ہاتھوں میں منہ چھپائے بُری طرح رو رہی تھی۔

آنسو ٹھوڑی سے ٹپک کر صلیب پر گر رہے تھے۔اسفند کے دل کو کچھ ہوا۔ نیند

سے بھری آنکھیں پٹپٹا کر دوبارہ دیکھا، شاید کوئی خواب ہو، کوئی سراب ہو۔ لیکن

نہیں یہ حقیقت تھی۔ وہ بوکھلایا۔

''عُمائمہ ؟'' بوکھلایا ہوا سا لہجہ۔ نیند کی وجہ سے آواز اور زیادہ بھاری ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

عُمائمہ چونکی۔ آہستہ سے چہرے سے ہاتھ ہٹائے اور سر جھکا لیا۔ ہچکیاں اب بھی

موجود تھیں البتہ آنسو تھمے۔

"رو کیوں رہی ہیں؟" وہ آگے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

بس اتنی سی بات تھی اور وہ ایک بار پھر نئے سرے سے رونے لگی۔ گردن جھکائے ہوئے ہی چہرہ اُسی طرح چُھپا لیا۔

"یا میرے للہ!" وہ اور گھبرایا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ کچن میں نظریں دوڑائیں اور ٹشوز ڈھونڈنے لگا۔ پورے کچن میں ٹشوز نظر نہیں آئے تو باہر بھاگا۔ ابھی دروازے میں

www.novelsclubb.com

ہی تھا کہ سیڑھیوں میں بیٹھی مناہل نظر آئی۔ وہ یہاں کیا کر رہی تھی۔ بھئی پزے کو اپنی ہاتھ کی صفائی بتا رہی تھی۔ اسفند واپس مڑ گیا۔ پھر کیبنیٹ کھولنے لگا۔

عُمائمہ کی ہچکیاں اب آواز کے ساتھ تھیں۔دوسرے کیبنیٹ میں ٹشو کا ڈبہ نظر

آیا۔اُٹھا کر تیزی سی اُسکی طرف آیا۔

"بس کریں عُمائمہ۔"نرمی سے کہا۔

اُس نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اُسے دیکھا،ڈبہ لیا اور سامنے رکھ دیا۔

"میں۔۔۔میں بہت۔۔بہت بُری ہوں اسفند۔"ہچکیوں کے درمیان بمشکل کہا

www.novelsclubb.com

اور اسفند کا بازو تھام لیا۔وہ سُن ہوا۔پھر وہ آہستگی سے اُسکی طرف مڑی اور اُسکے

بازو کے ساتھ سر ٹکا دیا اور اور زیادہ رونے لگی۔اسفند ساکت تھا۔جیسے یقین نہ آیا

ہو۔جیسے وہ سمجھنے سے قاصر ہو۔

عُمائمہ کے آنسو اب اُسکی آستین میں جذب ہو رہے تھے لیکن وہ ہلا نہیں۔

"میں۔۔میں مام کے بغیر۔۔کیسے؟ کیسے رہو نگی اسفند؟" وہ چُپ رہا۔وہ اِس سوال

کا جواب نہیں جانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور۔۔۔میرا۔۔۔میرا بھائی۔۔" وہ اِس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکی۔اسفند نے

بے بسی سے آنکھیں موند لیں۔عُمائمہ بہت بُرا روتی تھی اور اِس وقت تو کچھ زیادہ

ہی رو رہی تھی۔

وہ اُسکی طرف مڑا اور گہرا سانس لے کر اپنا دوسرا ہاتھ اُس کے جھکے ہوئے سر پر رکھا

اور تھپکنے لگا۔جیسے کسی چھوٹے بچے کو بغیر کچھ کہے بس ایک شفقت بھری تسلی دی

www.novelsclubb.com

جاتی ہے بالکل اُسی طرح اسفند عُمائمہ کے دُکھ اپنے اندر اُتارنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر میں اُسکی ہچکیوں میں کمی آنے لگی اور پھر جب وہ جی بھر کر رو لی تو

اُسکے بازو پر ہی سر ٹکائے آنکھیں موند گئی۔اسفند نے ہاتھ بڑھا کر ٹشو نکالا اور اسے

تھمایا، پھر وہیں اُسکے قریب نیچے بیٹھ گیا۔وہ منہ صاف کرتی وقفے وقفے سے ہچکی لیتی

بہت رو لی تھی آج۔اسفند چُپ چاپ اُسے دیکھے گیا۔

پھر نرمی سے اپنا بازو اُسکے ہاتھ سے چھڑایا اور نیچے بیٹھے بیٹھے ہی اُسکا ہاتھ اپنے دونوں

www.novelsclubb.com

ہاتھوں میں رکھ لیا۔وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا، گردن جھکائے اُسکے ہاتھ کی پُشت پر

اُنگلیاں پھیرنے لگا۔عُمائمہ کی بصارت پھر سے دُھندلی ہوئی۔ایک اور ٹشو نکال کر

آنکھیں صاف کیں۔ منظر پھر صاف ہو گیا۔ وہ اب گردن اُٹھا کر اُسے دیکھ رہا تھا۔

عُمائمہ کا چہرہ مکمل سُرخ تھا۔ رونے سے آنکھیں سوج گئی تھیں اور ہاتھوں میں ہلکی

سی کپکپی تھی۔

"سوری اسفند۔" گلا بیٹھ رہا تھا۔ اسفند نے نفی میں سر ہلایا۔

"آپکی کوئی غلطی نہیں ہے۔ اور یہ معافی تلافی والے تکلف ہماری باتوں میں کیوں

www.novelsclubb.com

آ رہے ہیں؟" وہ گردن اُٹھا کر اُسے دیکھ رہا تھا۔

"اور اب آپ رو ئینگی نہیں۔بہت رو لیا۔" وہ سٹول پر بیٹھی تھی اور وہ نیچے زمین

پر۔لیکن صرف عُمائمہ جانتی تھی کہ وہ وہاں بیٹھا بھی اُسکی نظر میں ایک ایسے مقام

پر تھا جہاں کوئی پہنچنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔وہ نم آنکھوں سے ہلکا سا مُسکرائی اور

سر اثبات میں ہلایا۔گال کا گڑھا ہلکا سا اُبھرا۔

"چلیں اب بتائیں کیا بات ہے جو اتنے دنوں سے آپکو پریشان کر رہی ہے؟" وہ

www.novelsclubb.com

وہیں آلتی پالتی کر کے بیٹھ گیا۔گھٹنے تھک گیے تھے۔ایسے بیٹھنے سے عُمائمہ کا ہاتھ

اُسکے ہاتھ سے دور ہوا۔اب اُسکے ہاتھ میں بس اُسکی اُنگلیاں تھیں۔

"کوئی ایک بات ہو تو بتاؤں، بہت۔۔۔بہت سے دُکھ ہیں۔" وہ پھر سے اٹکی۔آنسو

بہہ گیا۔

"اُونہوں۔" وہ ناراض ہوا،

"روئیں گی تو میں اُٹھ کر چلا جاؤنگا۔" اسفند نے منہ بنایا اور بازو بڑھا کر ٹشو اُسکے

حوالے کیا۔عُمائمہ نے تیزی سے آنکھیں رگڑیں۔

www.novelsclubb.com

"مجھے لگتا ہے کہ جیسے سب برباد ہو گیا ہے۔۔۔سب۔۔سب ختم ہو گیا ہے اور اِس

سب کی وجہ میں ہی ہوں۔" وہ چاہ کر بھی رونا ضبط نہیں کر پائی اور دوسرے بازو کی

کُہنی میں سر دے کر پھر اُسی طرح رونے لگی۔اسفند بے بس سا ہوا۔اُسی طرح اُسکا

ہاتھ تھامے کھڑا ہو گیا۔

"عُمائمہ پلیز ایسے مت روئیں۔"ایک ناکام سی التجا کی۔پھر نرمی سے اُسکا ہاتھ چھوڑ

کر باہر کو قدم بڑھائے۔اب مناہل ہی کچھ کر سکتی تھی۔وہ ابھی بھی وہیں بیٹھی

تھی۔کانوں میں ائیر پوڈز لگائے وہ ہوش و خرد سے بیگانہ سی فون پر جھُکی تھی۔اسفند

www.novelsclubb.com

تیزی سے اُسکی طرف آیا اور اُسکا کندھا ہلایا۔اُس نے چونک کر گردن اُٹھائی۔

"اسفند بھائی؟عُمائمہ چلی گئی؟"ائیر پوڈز نکالتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ابھی نہیں گئی۔"اسفند نے کہااور کچن کی طرف اشارہ کیا۔انداز میں

واضع بے بسی تھی۔

"کیاہوا؟"رازدارانہ انداز میں پوچھااور آگے آگے چل دی۔اسفند جواب دیے

بغیر پیچھے ہی ہو لیا۔

"ہائے!"اُسے دیکھ کر نعرہ لگایا،

www.novelsclubb.com

"کیاہو گیا عُمائمہ؟ایسے۔۔۔ایسے کیوں رو رہی ہو؟یامیرے للہ!آنکھیں دیکھو

اپنی!"تیزی سے اُسکے قریب آئی اور اُسے اپنے ساتھ لگائے تھپکنے لگی۔اسفند دور

ہی کھڑا ہو گیا۔اب اُس سے واقعی دیکھا نہیں جا رہا تھا۔وہ چاہتا تھا کہ عُمائمہ ایک بار

رو لے۔اور اب جب وہ رو رہی تھی تو اُسے شدید دُکھ ہو رہا تھا۔

"اتنے ہنستے کھیلتے موڈ میں تو میں تمہیں چھوڑ کر گئی تھی۔کیا کہا ہے اسفند بھائی آپ

نے میری بھابھی کو جو وہ ایسے رو رہی ہے۔بس کرو عُمائمہ!"اُسے اپنے ساتھ

لگائے وہ اسفند کی طرف مڑی۔اسفند چونکا۔

www.novelsclubb.com

"قسم لے لو جو میں نے تمہاری بھابھی کو رُلایا ہو۔میں تو چُپ کروا کر واکر خود

رونے والا ہو گیا ہوں۔"وہ روہانسا ہوا۔

جملہ مکمل کر کے عُمائمہ کو دیکھا۔وہ اپنا رونا بھول کر ٹکر ٹکر اُسے دیکھ رہی تھی۔

چہرہ مکمل سُرخ تھا۔پھر وہ روتے ہوئے ہنس دی۔وہ ہنسی تو مناہل بھی مُسکرا دی۔

آنسوؤں سے تر چہرہ ہنسا تو اسفند کو لگا کہ جیسے بارش کے بعد تازہ سا گلاب کھل گیا

ہو۔

"دیکھا! اتنی سی بات تھی عُمائمہ کو چُپ کروانا۔بھلا مناہل کوئی کام ادھورا چھوڑ

www.novelsclubb.com

سکتی ہے؟"اُس نے ٹشوز نکال کر عُمائمہ کا چہرہ صاف کیا۔عُمائمہ پھر مُسکرائی۔

''حد ہو گئی ہے، یعنی میں جو اتنی دیر سے اپنے نمبر بنانے کی کوشش میں تھا وہ سب

عُمائمہ کے آنسوؤں کے ساتھ ہی بہہ گیا ہے؟''مصنوعی ناراضگی سے نفی میں سر

ہلاتا اُن تک آیا۔

''عُمائمہ سچ میں تم نے ہم سب کو بہت پریشان کیا ہے۔''وہ وہیں ٹیک لگائے کھڑی

ہو گئی اور اُسکے بال ٹھیک کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

''میں نے جان بوجھ کر۔۔''اُسکا گلا اب بیٹھ گیا تھا۔اسفند نے بات کاٹی۔

''چلو اب زیادہ ہماری بجو اماں بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جیسے تمہیں جانتے

نہیں ہیں۔'' اسفند بات کرتے ہوئے عُمائمہ سے تائید لیتا رہا اور پھر مڑ کر فریج میں

سے پانی نکالا۔ گلاس بھرا اور عُمائمہ کو تھمایا۔

''کافی کہاں ہے اسفند بھائی؟'' مناہل مُسکرائی۔

''اور تمہیں تو بھوک بھی لگی تھی نا۔'' وہ اب اُنہیں شرمندہ کرنا چاہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

''اوہ!'' اُس نے منہ بنایا۔

''وہ تو اوون میں تھی۔'' کہتے ہوئے بوتل مناہل کو دی اور جا کر اوون کھولا۔ کافی کا تو

پتا نہیں کیا بن گیا ہوا تھا۔

''یہ اب بس گرانے کے قابل ہے۔'' مناہل نے کندھے اُچکائے۔ اسفند مگ

نکالنے لگا۔

''میرا پزا کہاں ہے؟'' آواز بحال ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

''صفا چَٹ!''اُس نے ہاتھ جھاڑے، ''اُس پر تو میں نے فاتحہ بھی پڑھ دی!''

سکون سے کہا۔ عُمائمہ مُسکرا دی۔ پھر غور سے اُسکا چہرہ دیکھا وہ کوئی اشارہ کر رہی

تھی۔ عُمائمہ سمجھ گئی۔

''اسفند بھائی! عُمائمہ کو بھوک لگی ہے۔''وہ جو اُنکی طرف کمر کر کے کھڑا کافی کے

مگ دھو کے ہاتھ پونچھ رہا تھا واپس مڑا۔

www.novelsclubb.com

''تو دیکھ لو فریج میں، کچھ نہ کچھ تو ہو گا ہی کھانے کو۔''عام سے انداز میں کہا۔

''اسفند یہاں قریب میں ہی میرا فیورٹ پزا پوائینٹ ہے۔''روئی ہوئی آواز، گلابی

ہوتا چہرہ اور ہلکی سوجی ہوئی آنکھیں۔اسفند کسی ٹرانس میں گیا۔

وہ اگر اُس وقت کچھ اور بھی مانگتی اور اسفند کے پاس اختیار ہوتا تو وہ ہر چیز اُسی طرح

اُسکے قدموں رکھ دیتا جیسے تھوڑی دیر وہ خود بیٹھا تھا۔

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔''سر کو خم دیا،''لیکن چابی میرے پاس ایک بھی گاڑی

www.novelsclubb.com

کی نہیں ہے۔''اب لہجہ ٹھہرا ہوا تھا۔عُمائمہ کی مسکراہٹ سمٹ نہیں رہی تھی۔

گال کا گڑھا واضع تھا۔

''چابیاں لاؤنج میں ہی ہیں۔آپ لے کر جانے والے بنیں بس۔'' مناہل بھی

مُسکرائی۔

''ٹھیک ہے۔چلو پھر۔'' کہہ کر اسفند کچن سے نکل گیا۔باہر آ کر گہرا سانس لیا، شکر

کا کلمہ پڑھا اور پھر مُسکرا دیا۔وہ بہت دنوں بعد اِس طرح مُسکرائی تھی۔

''عُمائمہ تھینک یو!'' وہ اچھلی اور اُس سے ملی۔پھر انیکسی کے دروازے کی آواز

www.novelsclubb.com

آئی۔اسفند باہر نکل گیا تھا۔وہ دونوں بھی تیزی سے اُٹھیں اور باہر کو بھاگیں۔

اب سین کچھ یوں تھا کہ چوکیدار اور ڈرائیور جو گیٹ کے باہر ہی تھے وہ باہر جانے

کی اجازت تو کیا، اُس وقت اُنہیں گیٹ کھولنے بھی نہیں دے رہے تھے۔ پندرہ

بیس منٹ اکیلے اسفند نے اُن سے بحث کی اور پھر اگلے پندرہ بیس منٹ اُن تینوں

نے مل کر اُنہیں اپنی بات پر راضی کیا۔ بالآخر اُنہیں گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اسفند نے

اُنہیں پوری سیکیورٹی کی یقین دہانی کروائی اور ڈرائیووے پر کھڑی گاڑیوں کے

www.novelsclubb.com

قریب آ گیا۔ وہاں دو تین گاڑیاں کھڑی تھیں۔ نبیل کی گاڑی، رعناء کی گاڑی جو

شوروم سے ریپئر ہو کر آ گئی تھی البتہ اوپر کور چڑھا تھا اور ایک نبیل کے شوروم کی

وہی لینڈ کروزر۔ مناہل نے چابی اسفند کی طرف اُچھال دی۔ عُمائمہ کی آنکھیں

چمکیں۔لبوں پہ مُسکراہٹ سجی تھی۔

اسفند بھی مُسکرایااور چابی کا بٹن دبایا۔ فضاء میں گاڑی کی آواز پیدا ہوئی،لان کی ملگجی

روشنیوں میں گاڑی کی روشنیاں جل کر بُجھیں۔

(لینڈ کروزر سے کون ڈرتا ہے؟ہم اپنی پھپھو سے ڈرتے ہیں۔)

www.novelsclubb.com

اسفند کے زہن میں اُسکا اپنا ہی جملہ گونجا۔آسودہ سا مُسکرایااور آگے بڑھ گیا۔

''اب اِس سے پہلے کہ بجو اماں اُٹھ کر آئیں، آپ لوگ تشریف لے آئیں۔'' گاڑی

میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ دونوں ایکسائیٹمینٹ میں کھلکھلائیں اور پھر تیزی سے گاڑی

میں سوار ہوئیں۔ عُمائمہ آگے اور مناہل پیچھے۔

یہی اصول تھا۔

یہی قاعدہ تھا۔

www.novelsclubb.com

اور یہی رہنا تھا۔

گاڑی سڑک پر رواں تھی۔ کونسی سڑک تھی۔ کونسا پہر تھا؟اُن تینوں میں سے کوئی

بھی نہیں جاننا چاہتا تھا۔

مناہل پچھلی سیٹ پر بیٹھی تقریباً پوری ہی کھڑکی سے باہر لٹک رہی تھی۔ عُمائمہ

اسفند کے ساتھ والی سیٹ پر آنکھیں موندے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ بازو سینے پر

باندھ رکھے تھے۔ کھڑکی کھول رکھی تھی۔ ہوا سے بال اُڑ رہے تھے۔ لیکن آنکھیں

www.novelsclubb.com

پُر سکون تھیں، چہرہ پُر سکون تھا۔ آج وہاں وہ بے تاثریت نہیں تھی جو اتنے دنوں

سے اُس پر طاری تھی۔ وہاں آج صرف سکون دہ خوشی تھی۔ گاڑی ڈرائیو کرتا

اسفند گاہے بگاہے اُس پر نگاہ ڈال کر مُسکراتا اور پھر سامنے دیکھنے لگتا۔

آج اُسے اندازہ ہو رہا تھا کہ عُمائمہ فیصل آباد آ کر کیسا محسوس کرتی تھی۔ وہ کیسے ہر

چیز کو دل دے بیٹھتی تھی۔ کیونکہ وہ وہاں کے ایک مکین کو اپنا دل دے بیٹھی تھی۔

قدرت اُس پر مہربان تھی۔

www.novelsclubb.com

اور جب قدرت مہربان ہوتی ہے تو یقین مانو تمہیں کسی اور چیز کی ضرورت محسوس

نہیں ہو سکتی۔

※※※

''بجو اماں! آپ نے کوئی بات کرنی تھی نا۔''

یہ اسماعیل ہے۔ مخاطب بجو اماں ہیں۔ لیکن نظریں مناہل پر ہیں۔ جو بجو اماں کے

صوفے کے پیچھے کھڑی اُنکے بالوں میں برش چلا رہی ہے۔ اُس نے نگاہ اُٹھا کر

دیکھا، ٹھٹکی، رُکی پھر معمول پر آ گئی۔ اندر کا کیڑا۔

www.novelsclubb.com

''کر لینگے بات بھی، تم سب کونسا کہیں بھاگے جا رہے ہو۔'' پُر سکون سے انداز میں

کہا۔

"کیا؟" مناہل سے انتظار نہیں ہوا۔ بنا آواز لب ہلا کے پوچھا۔

اسماعیل نے کندھے اُچکا دیے اور مُسکرایا۔ مسٹری بھری مُسکراہٹ۔

"کیا ہو رہا ہے بھئی یہاں؟" سُہیل بھی وہیں آ گیے۔ قصر کے لاؤنج میں خوبصورت

سی صبح پھیلی تھی۔ شائستہ ہاجرہ کو لے کر انیکسی صاف کروا رہی تھیں۔ عُمائمہ اور

عائشہ، آصفہ کے ساتھ ناشتہ بنانے میں لگی تھیں۔ آمنہ اور جویریہ عدیل کے ساتھ

www.novelsclubb.com

لان میں بیٹھی تھیں۔

"ہونا کیا ہے، بس تمہاری اولادوں کو ایک بار پھر دماغی درستگی کی ضرورت پیش

آ رہی ہے۔" وہ ابھی بھی پُر سکون تھیں۔ ڈانٹنا تھا تو بھئی غصہ کیوں نہیں ہو رہی

تھیں؟ اُسے اب خطرے کی بُو آنے لگی تھی۔

سُہیل مُسکرائے۔ کچھ کہنے کیلے لب کھولے ہی تھی کہ فون بجا۔ جیب سے فون

نکال کر کان کو لگایا اور پھر ایک دو منٹ تک وہاں خاموشی چھائی رہی۔

www.novelsclubb.com

"اسماعیل! اسفند کو بُلاؤ۔" فون بند ہوتے ہی پاس بیٹھے اسماعیل کو مخاطب کیا۔ دو

انگلیوں سے کنپٹی سہلائی۔

''کیا ہوا؟''بجو اماں نے بیٹے کا چہرہ پڑھا۔ہر انداز غور سے دیکھا۔

''اسفند آ لے اماں، بتاتا ہوں۔''

''جی پاپا؟''اُسی پل اسفند لاؤنج میں داخل ہوا، عدیل اور اسماعیل بھی ساتھ ہی

تھے۔

''اسفند جو لاسٹ میٹینگ تم چھوڑ کر آئے تھے، اُس میں ہم نے کچھ شئیرز بیچے

www.novelsclubb.com

تھے۔ہے نا؟''رُک کر اُسے دیکھا۔وہ سب وہیں ٹِک گیے۔ماحول میں یکدم ہی

پریشانی اُتر آئی تھی۔ مناہل نے بال بنا کر برش وہیں ٹیبل پر رکھا اور بجو اماں کے

ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"جی پاپا، وہ میں نے اچھے خاصے پرافٹ پر سیل کیے تھے اور سارا پیپر ورک بھی

کمپلیٹ تھا۔" اسفند کے ماتھے پر بل پڑے۔ وہ اُنکے سامنے والے صوفے پر بیٹھا

تھا۔

www.novelsclubb.com

''وہ شئیرز ہم نے ہمدانی کو بیچے تھے اور اتنے دنوں سے ہماری غیر موجودگی کی وجہ

سے اُس نے وہ سب آگے مارکیٹ ویلیو سے بھی لو پرائیس میں بیچ دی ہیں۔''

اُنہوں نے پریشانی سے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

''واٹ؟ کس کو بیچ دی ہے؟''اسفند کا دماغ اُڑا۔ وہ اپنی طرف سے ہر چیز معمول پر

رکھے ہوئے تھا۔

www.novelsclubb.com

''یہ مجھے نہیں پتا، کوئی ڈارو غیرہ کر کے نام بتا رہا تھا۔ لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے کہ وہ

کس کو بیچ رہا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ وہ اتنی لو مارکیٹ ویلیو میں کیسے بیچ سکتا ہے؟''

بجو اماں سمیت اب سب اُنہیں خاموشی سے سُن رہے تھے۔مردوں کے معاملے

تھے۔وہ وہاں کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔

"پاپا مسئلہ پرائس کا نہیں ہے۔مسئلہ تب ہو گا اگر ہمدانی نے ہمارے کسی حریف کو

شئیر زدی ئے ہوں۔"وہ پریشان ہو چکا تھا۔

"لیکن اسفند تم نے کانٹریکٹ سائین کرتے وقت دھیان رکھنا تھا کہ اصل مالکان

www.novelsclubb.com

کی اجازت کے بغیر آپ شئیرز آگے نہیں بیچ سکتے۔"عدیل نے فکر مندی سے

دیکھا۔

"اُس وقت۔۔۔میری ایسی کنڈیشن نہیں تھی کہ میں اتنی گہرائیاں سوچ کر اُنکا

سدِّباب بھی کر کے آتا۔"اُس نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"اور مجھے کیا پتا تھا کہ وہ اتنی جلدی متنفر ہو جائینگے؟"

"بیٹے اُس وقت کسی کی بھی دماغی حالت ٹھیک نہیں تھی۔فکر نہیں کرو۔سب

ٹھیک ہو جائے گا۔"بجو اماں نے اثر زائل کرنا چاہا۔اسفند نے سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

''میرا خیال ہے کہ اب مجھے خود واپس چلے جانا چاہیے۔حالات مزید بگڑے تو باقی

کے شئیرز بھی اپنی ویلیوز کھو دینگے۔'' سہیل کا چہرہ پریشانی سے سُرخ ہو رہا تھا۔

ماتھے پر لکیریں برقرار تھیں۔

''میں پتا کرتا ہوں کہ شئیرز بیچے کس کو ہیں، پھر آپکو بتاتا ہوں۔'' فون نکالتا ہوا

اسفند اُٹھ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"افضل کو بھی بُلاؤ، واپسی کی تیاری کرو۔ پیچھے سب کچھ ٹھپ ہونے والا ہے۔" اُن

سب کو مخاطب کیا اور آخری جملہ بڑبڑاتے ہوئے وہ بھی اسفند کے پیچھے ہی باہر نکل

گی ئے۔

بزنس کے معاملے اب فونز کی حدود سے آگے نکل چکے تھے۔

※※※

www.novelsclubb.com

''مناہل! تمہیں آصفہ چچی بُلا رہی ہیں۔''عصر کی سُنہری دھوپ ہر طرف پھیلی

تھی اور مناہل یونہی لان کے پودوں کے پاس بھٹک رہی تھی جب اسماعیل نے دور

سے آواز دی۔

''اچھا!''دور سے ہی کہا۔پھر جیسے کچھ یاد آیا۔اُسکی طرف مڑی۔وہ انیکسی کی

طرف جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''اسماعیل! اِدھر آؤ!''پیچھے سے آواز دی۔دوسری طرف اسماعیل کے لبوں پر

مُسکراہٹ رینگی۔وہ جانتا تھا اُسکے اندر کا کیڑا اُسے سکون سے نہیں رہنے دیگا۔

''مجھے بُلا رہی ہو؟'' دور کھڑا مڑا۔ مُسکراہٹ غائب کر لی۔

''ہاں!'' اُس نے کہا اور ہاتھ سے آگے آنے کا اشارہ کیا۔

''بولو؟ کیا بات ہے؟'' پاس پہنچ کر سرسری سا انداز اپنایا۔

''کیا تم بیمار ہو؟'' تشویش سے پوچھا۔

''نہیں تو۔'' اُس نے فوراً ہی اپنا ماتھا چھوا۔ ''کیوں؟'' وہ حیران ہوا۔

www.novelsclubb.com

"تم تمیز سے پیش آ رہے ہو اور صبح سے عجیب سے ہو رہے ہو۔ کیا تمہیں خود نہیں

لگ رہا؟" کندھے اُچکائے اور ابرو سُکیڑیں۔ اسماعیل نے ہنسی روکی۔

"نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اپنی آنکھوں کا علاج کرواؤ جا کے۔ بلکہ نہیں،

دماغ کا کراؤ۔" ہاتھ جھلا کر کہا۔

مناہل نے خلافِ توقع بُرا نہیں منایا۔

www.novelsclubb.com

"تم بجو اماں کو کیا کہہ رہے تھے صبح؟ کونسی بات تھی؟" مُدعے پر آئی۔

''اصل میں مناہل پتا کیا؟ یہاں آؤ۔'' رازدارانہ طریقے سے بُلایا۔ وہ مزید سرکی۔

''وہ جو ہاجرہ آپی کی دوست ہے نا نئی بنی، یار پھپھو کی دوست۔۔۔ کیا نام تھا اُسکا۔۔

''وہ سوچنے لگا۔

''حناء!'' مناہل نے نام بتایا اور آنکھوں کی چمک بڑھی۔ بالآخر بات کھُلنے والی تھی۔

www.novelsclubb.com

''ہاں! حناء، بس اُسے دیکھے ہوئے کافی دن ہو گئے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہم اب دو تین دن تک واپس چلے جائیں، ہائے مناہل میں سوچ رہا ہوں اب میرا کیا ہو گا؟

اتنی دور دل لگانے کا بہت نقصان ہے۔"اُسکے چہرے پر تکلیف جیسے آثار تھے۔

مناہل کا دل بند ہونے کو ہوا۔وہ تو کچھ اور سوچ رہی تھی۔

"اسماعیل؟"اپنی آواز اُسے سرسراتی ہوئی محسوس ہوئی۔چہرے کا رنگ جو

دھوپ کی وجہ سے گلابی ہو رہا تھا اب سفید ہو گیا تھا۔

"ہاں مناہل،مجھے لگتا ہے کہ مجھے وہ اچھی لگنے لگی ہے۔کیا ہوا جو وہ مجھ سے بڑی

www.novelsclubb.com

ہے۔دل کے معاملوں میں عمریں نہیں دیکھی جاتیں۔"اسماعیل کا چہرہ ایسا تھا جیسے

ابھی رو دیگا اور مناہل کا چہرہ مانو ایسے کہ کاٹو تو لہو نہیں تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہے ہو؟ پاگل؟ ہوش۔۔ہوش میں تو ہو؟"آواز کپکپائی۔

"واقعی! ابھی ہی تو ہوش میں آیا ہوں! یقین کرو مناہل! وہ سامنے آتی ہے تو ایسا لگتا

ہے ہر طرف بہار آگئی ہو۔"

"کیا یہی بات بجو اماں نے کرنی تھی؟"آواز پر قابو پالیا تھا۔

"ہاں شاید۔"اُس نے کندھے اُچکائے۔

www.novelsclubb.com

''پھر۔۔۔میرا کیا ہو گا اسماعیل؟''حتی المقدور نارمل رہی۔اندر تو جھکڑ چل رہے

تھے۔

''کیا مطلب؟''وہ حیران ہوا۔

اور اُسکی اتنی حیرانگی پر مناہل کو لگا کہ جیسے سارا آسمان اُسکے سر پر آ گرا ہو۔لمحوں میں

آنکھوں میں پانی آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

''مجھے ماما ئبلا رہی تھیں نا؟''وہ نظریں چُرا گئی۔

''ہاں۔''وہ مُسکرا کر ایک طرف ہو گیا۔ مناہل آگے بڑھ گئی۔آنکھیں بس کسی بھی

پل چھلک سکتی تھیں۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسماعیل ایسا بھی کر سکتا ہے۔

لیکن اسماعیل نے تو کبھی اُسے اُمید نہیں دی تھی۔اُس نے سوچا۔اُس نے تو کبھی

اعتراف نہیں کیا تھا۔اعتراف تو کبھی مناہل نے بھی نہیں کیا تھا جو وہ اُسکا احترام ہی

کر لیتا۔

www.novelsclubb.com

''مجھے ساتھ لیے بغیر کل تم گھومنے گئی تھیں نا۔اب دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا

کرتا ہوں۔آہ شکل دیکھنے والی تھی تمہاری۔ چچ چچ میری پیاری مناہل۔''

دور جاتی مناہل کو دیکھ کر بڑبڑایا۔

※※※

"ہمدانی نے عزیز نامی بندے کو شئیر زبیچے ہیں۔" رات کے کھانے کی میز پر اسفند نے سنجیدگی سے اُن کے سروں پر بم پھوڑا۔

"عزیز ڈار؟" سُہیل نے لقمہ واپس رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"جی پاپا عزیز ڈار۔"

"میں فرحان کو کہہ کر اُسکا ڈیٹا نکلوا چکا ہوں۔" وہ اگر پریشان تھا تو چہرے پر اب

کہیں بھی پریشانی نہیں تھی۔ وہاں اب صرف سنجیدگی تھی۔ ایسی سنجیدگی جس سے

اچھا بھلا انسان ڈر جائے۔

"پھر؟" افضل نے تشویش سے پوچھا۔ ٹیبل پر موجود باقی سب کسی پلے میں بیٹھے

تماشائیوں سا کردار ادا کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"وہ امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولاد ہے۔ ایک دو قتل بھی کر چکا ہے۔ تیس سال کی

عمر میں اُس پر نوے سے زیادہ کیسز ہیں۔ منشیات فراہم کرنا، اغواء کرنا، سمگلینگ

کرنا جیسے جرائم اِن کیسز میں شامل ہیں۔" وہ کسی نیوز کاسٹر کی طرح بول رہا تھا۔

وہاں صرف اُسکی سنجیدہ آواز گونج رہی تھی۔

اُن سب تماشائیوں سے اب لقمے نگلنا مشکل ہوا۔

"یعنی مختصراً یہ کہ وہ ایک کرمنل ہے۔امیر کرمنل، جسے آپ کرمنل ثابت نہیں

کر سکتے۔" عدیل نے خلاصہ کیا۔

www.novelsclubb.com

''وہ کوئی عام سمگلر نہیں ہے۔وہ بچوں اور لڑکیوں کی سمگلنگ کرتا ہے۔''وہ پھر

بولا۔ڈائینگ کی خاموشی میں اب خوف اُترا۔وہ سب جانتے تھے کہ وہ ناچاہتے

ہوئے بھی ایک بڑی مصیبت میں پھنس چکے ہیں۔

''اِسکا کوئی حل بھی ہو گا؟''اسماعیل پہلی بار بولا۔

''اسفند ہم ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ کانٹریکٹس کی تبدیلی کا کیس فائل کر کے

www.novelsclubb.com

سگنیچرز کروالیں؟''افضل نے مشورہ دیا۔

"نہیں افضل تایا، کیسز سے اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ایسے کتنے ہی کیسز روز اُس

پر ہوتے ہونگے۔ہم کیس کر کے مزید اُسے اپنے پیچھے نہیں لگا سکتے۔ہم اکیلے مرد

نہیں ہیں۔ہمارے ساتھ ہمارا پورا خاندان ہے۔ہم ایسے کسی انسان کو بلاوجہ اپنا

دُشمن نہیں بنا سکتے۔" ٹیبل پر بیٹھے ہر فرد نے اُسے گردن اُٹھا کر دیکھا تھا۔وہ ہاتھ

میں چمچ اُٹھائے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کمپنی کے آدھے شئیرز اُسکے پاس ہیں۔اِسکا مطلب یہ ہے کہ وہ آدھا شراکت دار

ہے۔ہم یہ کر سکتے ہیں کہ بات چیت سے مسئلے کا حل نکالیں۔اور شئیرز واپس خرید

لیں۔مجھے یقین ہے کہ وہ اب ہمیں ڈبل ویلیو میں واپس کریگا۔لیکن اِس سب سے

نکلنے کا ایک یہی صحیح طریقہ ہے۔" بات مکمل کر کے وہ کھانے کی طرف متوجہ

ہو گیا۔وہ مسئلے کا حل سوچ کر آیا تھا۔وہ فیصلہ کرنا جانتا تھا۔درست فیصلہ۔

زندگی میں آپ عمر کے ہندسوں کی وجہ سے بڑے نہیں ہوتے، بلکہ آپ اُس وقت

ہی بڑے ہو جاتے ہیں جب آپ درست فیصلہ کرنا سیکھ لیتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کل شام کی فلائیٹس بُک کروادی ہیں۔جتنی جلدی ہم وہاں پہنچیں اُتنا ہی

اچھا ہو گا۔" عدیل نے اعلان کیا۔

عُمائمہ نے پہلی بار گردن اُٹھا کر اُسے دیکھا۔وہ سنجیدہ سا چاول کھانے میں مصروف

تھا۔چہرے پر کوئی تاثُر، کوئی پریشانی نہیں تھی۔وہ اسفند تھا۔عُمائمہ کیوں بھول

جاتی تھی کہ وہ اپنے تاثرات چھُپانے میں مہارت رکھتا تھا۔اُسکے چہرے پر کچھ

ڈھونڈتی عُمائمہ نے نظریں واپس موڑ لیں۔ناکام نظریں۔

"بجو اماں آپ ابھی یہیں رہینگی۔میں یا اسفند آپکو کچھ دنوں تک آکر لے جائینگے۔

www.novelsclubb.com

عُمائمہ، عائشہ اور جویریہ اکیلی ہو جائینگی ہم سب کے جانے سے۔"

بجو اماں نے سر ہلا دیا۔ وہ دونوں اگر بڑے تھے تو بڑا بن کر دکھا رہے تھے۔ عُمائمہ

نے لب بھینچ کر بہت سے آنسوؤں کو روکا۔

ابھی ہی تو وہ مُسکرانے لگی تھی۔ ابھی ہی تو وہ رعناء کے ٹراما سے نکل رہی تھی۔ کیا

بس اتنی سی ہی دیر کا ساتھ تھا؟ کیا بس؟ اب دوبارہ وہی دُکھ اُس پر حاوی ہو جائینگے؟

بہت سے سوال ایک ساتھ اُٹھے۔ جواب بھی وہ جانتی تھی۔ سوچوں کو جھٹک کر

www.novelsclubb.com

کھانا کھانے لگی۔

"مناہل! ہاجرہ! پیکینگ کر کے سونا۔ ویسے بھی تم سب نے آدھی رات تک جاگنا ہے۔" آصفہ نے ہدایت دی۔ دونوں نے سر ہلایا۔ اور کوئی چارا نہیں تھا اب۔

ڈائننگ پر پھر عجیب سی خاموشی چھا گئی۔

یہ کیسی خاموشی تھی؟

پریشانی سے چیختی ہوئی خاموشی؟

www.novelsclubb.com

وہشت ناک خاموشی سے پہلے کی پُر سکون خاموشی؟

یا پھر۔۔۔طوفان سے پہلے کی خاموشی؟

کون جانے!

※※※

کھانے کے بعد وہ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گی ئے تھے۔اُن سب نے

پیکینگ کرنی تھی۔عُمائمہ بھی اپنے کمرے میں آگئی تھی۔ایک بار پھر اُسے محسوس

www.novelsclubb.com

ہوا کہ جیسے اُسکے پاس کوئی لفظ، کوئی احساس باقی نہیں رہا تھا۔

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے یکدم ہی اُسے وحشت سی ہوئی تو اُٹھ کر کھڑکی کے

پردے ہٹائے اور سلائڈر کھول کر وہیں کھڑی ہو گئی۔اُسکے کمرے کی کھڑکی سے

انیکسی کی طرف جاتی روش نظر آتی تھی۔وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ گردن دائیں

بائیں گھُمائی۔یہاں سے آدھا ڈرائیو وے نظر آتا تھا۔سب اندر تھے۔لان کی بتیاں

جلی ہوئی تھیں لیکن سب خاموش تھا۔عُمائمہ بازو سینے پر باندھے وہیں کھڑی

www.novelsclubb.com

ہو گئی۔ کتنی دیر کھڑے رہنے کے بعد واپس بیڈ تک آ گئی۔دفعتاً دروازہ کھٹکا۔

"آ جائیں۔" کھویا ہوا سا لہجہ۔

''السلام علیکم!'' ہاجرہ مُسکراتی ہوئی اندر آئی۔

''وعلیکم السلام ہاجرہ آپی!'' وہ بھی مُسکرائی۔

''کیسی ہو عُمائمہ؟'' آنکھیں چمکیں۔

''میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟''

''کیا ہم شروع سے شروع کر رہے ہیں؟'' مسٹری بھری مُسکراہٹ لیے ہاجرہ نے

www.novelsclubb.com

بھنویں اُچکائیں۔ یہ عُمائمہ اور اسفند کا مزاق تھا جو وہ سب جانتے تھے۔

عُمائمہ کو کسی فلیش بیک کی طرح اسفند یاد آیا۔ چہرہ لمحوں میں سُرخ ہوا۔ پھر وہ

مُسکرائی۔

"آپ نے شروع کیا تھا ویسے۔" کھسیانی سی ہوئی۔

"ہم سب کل جا رہے ہیں عُمائمہ۔" وہ جو ابھی تک کھڑی تھی عُمائمہ کے پاس ہی

بیڈ پر بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"میں جانتی ہوں۔" مُسکراہٹ سمٹ گئی۔

''اور پھر بھی تم یہاں بیٹھی ہو۔ یار اُٹھو بس کرو عُمائمہ!'' لہجے میں ناراضگی عود آئی۔

''آپ لوگ پیکینگ کر لیتے پھر میں وہیں آ رہی تھی۔'' اُس نے نظریں چُرائیں۔

''عُمائمہ کیا پھپھو ہم سب کو پیاری نہیں تھیں؟'' ہاجرہ نے اُسکے ہاتھ تھام لیے۔

''وہ تو کبھی پھپھو بنی ہی نہیں، اُنہوں نے تو آمنہ سے لے کر عدیل اور اسفند تک

www.novelsclubb.com

سب کو اپنا دوست بنایا ہوا تھا۔ ہم میں سے کوئی بھی اُنکی کمی پوری نہیں کر سکتا۔ یہ

ایک خلا ہے جواب ہم نے سہنا ہے۔ لیکن ہم صبر بھی تو کر سکتے ہیں نا۔" ہاجرہ کی

آنکھیں نم ہوئیں۔

"لیکن پتا ہے کیا عُمائمہ، جو اپنے للہ کے پاس چلے جاتے ہیں نا اُنکا صبر آ ہی جاتا ہے۔

لیکن جو اپنے یہاں ہوتے ہوئے بھی بیگانے ہو جائیں اُنکا صبر کبھی نہیں آتا۔"

عُمائمہ نے نگاہیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اس اتنے عرصے میں اگر ہم نے پھپھو کو مِس کیا ہے تو ہم سب نے تمہیں بھی

بہت مِس کیا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ ہم وہی عجیب سی دیوار کھڑی رکھ کر ہی واپس

چلے جائیں۔ تم سمجھ رہی ہو نا؟" اُسکے ہاتھ دبائے اور تائید لینا چاہی۔ عُمائمہ نے نم

آنکھوں سے سر ہلایا۔

"یہ ہوئی نا بات! چلو اُٹھو اب سب نیچے ہی ہیں۔" ہاجرہ کھڑی ہو گئی۔

"تھینک یو ہاجرہ آپی!" وہ ابھی اُٹھی اور اُسکے گلے لگ گئی۔

"چلو اب سینٹی نہ ہو نا خدا کا واسطہ ہے!" اُسکا کندھا تھپکا۔ وہ ہنس دی۔

www.novelsclubb.com

دونوں سیڑھیاں اُتر کر آئیں تو سب وہیں لاؤنج میں بیٹھے تھے۔عائشہ نبیل کا سر دبا

رہی تھی اور جویریہ اُنکے کندھے۔وہ ابھی ابھی شوروم سے واپس آئے تھے۔

بجواماں بھی وہیں تھیں۔آصفہ شائستہ محوِ گفتگو تھیں اور مرد حضرات ٹی وی پر چلتی

سیاست کی طرف متوجہ تھے۔اُن سب کو وہیں چھوڑے عُمائمہ ہاجرہ کے آگے

آگے ہی کچن میں آگئی۔

www.novelsclubb.com

"اوہ مائی گاڈ!" کچن میں آکر اُسکے منہ سے چیخ نما آواز نکلی۔

وہاں موجود اسفند، مناہل اور اسماعیل نے اپنے اپنے کام روک کر اُسے دیکھا۔ وہ

دونوں ہاتھ منہ پر رکھے کھڑی تھی۔ آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھُلی ہوئی تھیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟" منہ سے ہاتھ ہٹا کر پھیلائے۔

"بیکینگ!" سکون دہ جواب صرف اسفند ہی دے سکتا تھا۔

"لیکن اتنا گند؟" دو قدم آگے آئی اور پھر کچن میں کسی چیز کے کچلنے کی کرنچ جیسی

www.novelsclubb.com

آواز آئی۔ اسفند نے ہنسی روکنے کو لب پیوست کیے اور مڑ گیا۔ عُمائمہ نے آواز پر

آنکھیں چھوٹی کیں۔ پھر جیسے کوئی خیال آیا۔ اگلے ہی لمحے اُس نے بھنویں اکھٹی

کیں اور ضبط سے آنکھیں بند کیں۔

''اسماعیل! میں نے تمہیں کہا تھا کہ انڈے کے چھلکے نیچے مت پھینکو!'' مناہل نے

ساتھ کھڑے اسماعیل کے کندھے پر ہاتھ میں پکڑا چمچ رکھ کر مارا۔

''آہ! تم پاگل ہو؟'' وہ کراہا۔ ''لگتا ہے یہ!'' چمچ کی برف اشارہ کیا اور اپنا بازو

www.novelsclubb.com

سہلانے لگا۔

"اِس لیے مارا ہے میں نے۔" ناک سکوڑ کر کہا۔ وہ صبح سے اُس سے ایسے ہی بدلے

لے رہی تھی۔ آیا بڑا کسی اور کو پسند کرنے والا۔

"کس کا آئیڈیا تھا یہ؟" وہ اُکتائی۔

"تم سب کا دماغ تو پہلے ہی خراب ہے لیکن یہ آئیڈیا دینے والے کی عقل بالکل ہی

گھاس چرنے گئی ہے۔" بڑبڑاتے ہوئے وہ اپنا پاؤں اُس کُچلے ہوئے چھلکے سے اُٹھا کر

www.novelsclubb.com

جوتا ہاتھ میں پکڑ کر جھاڑنے لگی۔

"اسفند کا آئیڈیا تھا۔" ہاجرہ نے پیچھے سے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

جوتا جھاڑتا ہاتھ رُکا۔چند لمحے۔ گردن اُٹھا کر دیکھا۔وہ دوسری طرف مڑے کپ

کیکس کے زائچوں میں مکسچر اُنڈیل رہا تھا۔

"تو شیف بننے کا پہلا اصول اپنے کچن کی صفائی ہوتا ہے۔"کندھے اُچکاتی ڈائینگ

کے طرف مڑی۔اسفند مُسکرایا۔

اب اُنکو یقین آرہا تھا کہ وہ نارمل ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

''بھئی ہم تو ٹھہرے پھوہڑ۔آپ آگئی ہیں تو کچھ ہیلپ ہی کروادیں۔''اُسی طرح کھڑے کہا۔وہ جو آرام سے بیٹھ کر اُنہیں دیکھنے کا ارادہ بنا رہی تھی اسفند کی آواز پر رُکی۔

''اب سب کچھ ہو تو گیا ہے۔''اُس نے مکسچر کی طرف اشارہ کیا۔

''ابھی کہاں؟''مناہل نے بھی حصہ لیا۔

www.novelsclubb.com

''ابھی تو تم کہہ رہی تھیں کہ یہ سب گند ہے تو یہ بھی تو سمیٹنا ہے۔''اسماعیل بھی

چہکا۔اصل میں صفائی کا کام اُن دونوں کا ہی تھا جسے اب وہ عُمائمہ پر ڈالنے والے

تھے۔

''اور ابھی ٹاپنگ بھی بنانی ہے۔''ہاجرہ نے اضافہ کیا۔اسفند مڑا اور اُسے دیکھ کر

بھنویں اُچکائیں۔عُمائمہ مُسکرادی اور اُنکی طرف آگئی۔وہ سب ایک دوسرے کو

www.novelsclubb.com

مکمل کرتے تھے،اِس بات میں کوئی شک نہیں تھا۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ عُمائمہ اور اسماعیل سارا پھیلاوا سمیٹ رہے تھے۔ مناہل کو

برتن دھونے پر لگا دیا تھا۔ ہاجرہ اور اسفند کپ کیکس کی ڈیکوریشن کی تیاریاں کر

رہے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹہ مزید لگا اور کپ کیکس تیار تھے۔ وہ چاکلیٹ اور ونیلا

فلیور کے ہاٹ چاکلیٹ کی ٹاپنگ والے چوکور شکل کے کیکس تھے۔ لاؤنج میں اُن

سب کو یرغمال بنا کر بٹھایا گیا تھا کیونکہ اسفند نے اُنہیں وہ کپ کیکس کھلانے تھے۔

www.novelsclubb.com

پہلی بار بنائے تھے نا!

کپ کیکس کی ڈیکوریشن دیکھ کر سب سے زیادہ ایکسائیٹڈ آمنہ اور جویریہ ہوئی

تھیں۔آمنہ تو اسفند سے لپٹ گئی تھی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ بھائی اپنے اچھے کپ

کیکس بھی بنا سکتا تھا۔

قصر میں ایک بار پھر اُن سب کی کھلکھلاہٹیں گونجیں۔وہاں ایک بار پھر رعناء کو یاد

کر کے مُسکرایا گیا اور آنسو اندر اُتارے گیے۔جانے والوں کے ساتھ جایا نہیں جاتا۔

www.novelsclubb.com

یہ حقیقت تھی۔اُن سب نے تسلیم کر لی تھی۔

※※※

کیا جانتے ہو؟

وقت کیا ہے؟

یہ ایک ایسی ریت ہے۔۔

جو سرک رہی ہے، تمہارے ہاتھ سے۔

لمحہ لمحہ، زرہ زرہ!

www.novelsclubb.com

لیکن کیا میں تمہیں وقت کی اصلیت بتاؤں؟

تو چلو سُنو۔۔۔

جب تم چاہتے ہو کہ یہ رُک جائے،

تو یہ مزید تیزی سے گزرتا ہے۔ تیز اور تیز!

اور جب تم چاہتے ہو کہ یہ گزر جائے

تو یہ وہیں رُک جاتا ہے۔ ساکت، جامد۔

www.novelsclubb.com

کیونکہ یہ تو تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔ ہے نا؟

لیکن تم اِس بات سے بے خبر ہو۔

کیا واقعی؟

مانوس سا اندھیرا ہر طرف پھیلا اور پھر وہاں اُجالا ہوا۔ اُجالے سے گزرتے ہوئے

قصر کا ہر ایک فرد چلچلاتی کراچی کی دھوپ تک کا سفر کرتا رہا اور پھر اپنے اگلے سفر

کے منظر تک پہنچ گیا۔

www.novelsclubb.com

منظر اب کچھ یوں تھا کہ سارے بیگز پیک ہو کر پورچ کی چھاؤں میں پڑے تھے۔

مکین ابھی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے۔ عصر ابھی بھی تازہ تھی۔ اُن سب کی

فلائٹ شام کی تھی۔ مغرب سے پہلے اُنہوں نے قصر سے روانہ ہو جانا تھا۔ بس کچھ

دلوں کو اِس جملے سے خوف سا آ رہا تھا۔

لان کی گھاس کی نمی اب سارے دن کی دھوپ برداشت کر کر کے ختم ہو چکی

تھی۔ کیاریوں میں لگے گلابوں کی کونپلوں میں چھُپے پھول اب مزید چھُپے نہیں

رہے تھے۔ ہلکی ہوا میں بار بار اپنی خوشبو گھول کر اپنی موجودگی کا احساس دلا کر وہاں

www.novelsclubb.com

کھڑے اسفند کو مُسکرانے پر مجبور کر رہے تھے۔

وہ بھورے رنگ کی پولو شرٹ اور کالی پینٹ میں ملبوس تھا۔ بالوں کا بس ایسے ہی

سمیٹا تھا اور داڑھی کو فرینچ کٹ میں تراش لیا تھا۔ ہونٹوں پر بلاوجہ ہی مُسکراہٹ

تھی اور بھوری آنکھوں میں چمک کی وجہ وہ جانتا تھا۔

چلو اب زیادہ بنو مت! تم بھی جانتے ہو۔

وہ سُرخ پھولوں پر جھکا اور ایک ہاتھ بڑھا کر نرم پتیوں کو چھوا۔ وہ سُرخ تازہ گلاب

www.novelsclubb.com

شاید آج ہی کھلے تھے۔ نرم، شفاف اور اپنے رنگ میں یکتا۔ چند لمحے پتیوں کو ہاتھ

سے مسلتا رہا، پھر سیدھا ہو گیا اور اپنی انگلیوں کی پوروں کو سونگھا۔ اب خوشبو

پوروں سے بھی آنے لگی تھی۔ ہلکی سی ہی سہی لیکن آ رہی تھی۔ وہ مُسکرایا۔ سر اُٹھا

کر قصر کی طرف دیکھا۔ دور پورچ سے روش تک وہ چلتی آ رہی تھی۔ ہاں۔۔

عُمائمہ!

ہاتھوں میں کافی کے دو مگ تھے۔ چہرے سے ہشاش بشاش لگ رہی تھی۔ اسفند کی

مُسکراہٹ گہری ہوئی۔ دونوں ہاتھ کراس کر کے پیچھے باندھ لیے اور گردن اُٹھا کر

www.novelsclubb.com

اُسے آتا دیکھنے لگا۔ دُنیا بھر کی مصروفیات کہیں غائب ہو گئی تھیں۔

''ایک چیز ابھی پینڈنگ تھی اسفند میاں!'' وہ حق جتلانے والا انداز اور ٹھوس سا

شریر لہجہ۔ اسفند کو لگا اُسکے سامنے رعناء ہی کھڑی تھیں۔ وہ ہنسا۔ عُمائمہ کو سنبھلنا

پڑا۔

''یہ کچھ زیادہ ہی ہو رہا ہے اب۔'' ایک مگ اُس سے لے لیا۔ وہ مُسکرائی۔

''میں کافی کی بات کر رہی تھی۔'' وہ واپس اپنے انداز میں آئی۔ اب اسفند کو وہ

www.novelsclubb.com

کھوئی ہوئی عُمائمہ لگی۔

''میں بھی کافی کی ہی بات کر رہا ہوں۔ صبح سے یہ تیسرا مگ ہے۔''

اندر قصر سے آتی آصفہ، شائستہ کی اپنی اولادوں کو ڈانٹتی آوازیں، آمنہ اور جویریہ

کے بے اختیار قہقہے، اسماعیل، مناہل کی نوک جھونک اور باقی مردوں کی سیاست کی

آوازیں، سب کہیں دور چلی گئی تھیں۔ کہیں غائب ہو گئی تھیں۔ وہاں صرف

سُنہری دھوپ تھی اور کھلے ہوئے گلابوں کی مہک کے ساتھ ساتھ کافی کی بھینی

بھینی خوشبو۔

www.novelsclubb.com

"خیر ہے۔اب دو دن کافی نہیں پیئینگے تو زیادتی پوری ہو جائے گی۔" گال کا گڑھا

واضع ہوا۔وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔اسفند عُمائمہ سے چند انچ ہی اونچا

تھا۔اتنا سا کہ عُمائمہ کو ٹھوڑی اُٹھا کر اُسے دیکھنا پڑتا تھا۔

"بالکل اب محبت میں اتنا تو میں کر ہی سکتا ہوں۔" کندھے اُچکائے۔پھر اسفند نے

دیکھا کہ اُسے دیکھتی اُن بڑی بڑی آنکھوں میں پہلے بے پناہ حیرت آئی اور پھر

www.novelsclubb.com

چمک۔اب عُمائمہ کا رنگ اسفند کے دائیں طرف کھلے گلابوں کی طرح ہو گیا تھا۔

اسفند نے ہنسی روکنے کو کافی کا گھونٹ بھرا۔

''آگے کا کیا ارادہ ہے؟'' بات بدل دی۔

''کیا مطلب؟'' عُمائمہ اب وہاں تھی، لیکن وہاں نہیں تھی۔

''کہاں ایڈمیشن لینا ہے؟ یا پھپھو کی جگہ سنبھالنی ہے؟''

''جیسا سب کہینگے کر لونگی۔ ابھی میرا ایڈمیشن لینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔'' وہ اب

اُسکا چہرہ نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ کنفیوز ہو چکی تھی۔ بس اب وہاں رُکنا محال ہو رہا

www.novelsclubb.com

تھا۔

''عُمائمہ۔''نرمی سے پکارا۔اُس نے نظریں اُٹھائیں۔وہ اب سنجیدہ تھا۔مُسکراتی

آنکھوں والی سنجیدگی۔

''اب آپ روئینگی نہیں۔پھپھو کے غم سے ہم سب مل کر نکلے ہیں۔جو کچھ بھی

ہوا،میں احمر کی بات کر رہا ہوں۔اُس میں آپکا کوئی قصور نہیں ہے۔''وہ رُکا۔کافی کا

گھونٹ بھرا۔

www.novelsclubb.com

''انسان جب غلط راستہ چُن لیتا ہے تو اُسکا خُمیازہ بھی خود بھگتتا ہے۔بس سمجھیں

کہ احمر کے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے۔خود کو اُسکے گلٹ سے نکال لیں۔جب تک

آپ خود کو شش نہیں کرینگی، میں یا کوئی بھی اور کچھ نہیں کر سکتا۔" وہ پلک

جھپکائے بغیر اُسے دیکھ رہی تھی۔

"سمجھ رہی ہیں نا؟" اسفند کو لگا وہ کھُلی آنکھوں سے سو گئی تھی۔ دور کچن کے گلاس

سے دیکھتی ہاجرہ نے عُمائمہ کو ایسے کھویا ہوا دیکھا تو قہقہہ لگا کر ہنسی۔ وہ بھی ایک بار

عُمائمہ کی اِس عجیب حالت سے ایسے ہی ڈری تھی جیسے اسفند ڈر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''جی۔''ہلکی سی آواز میں کہااور کافی پینے لگی۔اسفند گہرا سانس لے کر رہ گیا۔وہ

شرط لگا سکتا تھا کہ عُمائمہ کو اُسکا کہا ایک لفظ بھی یاد نہیں تھا۔کیونکہ وہ بس اُسے دیکھ

رہی تھی،سُن نہیں رہی تھی۔

''کافی اچھی بنی ہے۔''اثر زائل کرنا چاہا۔

''جی اچھی بنی ہے۔''کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

www.novelsclubb.com

''میں جاؤں؟''اسفند کو لگا اب وہ جاگ جائے گی۔

''جی جائیں۔'' وہ نہیں جاگی۔اسفند کو واقعی خوف آیا۔ مُسکرا کر اُسے دیکھا اور ایک

طرف سے کو آگے بڑھ گیا۔وہ بھی ساتھ ہی مڑی۔کافی کا مگ دونوں ہاتھوں میں

تھام رکھا تھا۔دوپٹہ گلے میں ڈال رکھا تھا اور چُٹیا میں سے کٹے ہوئے بال نکل کر

چہرے کے گرد پھیلے تھے۔

''اسفند میاں اب اِس عجیب سی عادت کے ساتھ تم نے ساری زندگی گزارنی

www.novelsclubb.com

ہے۔'' چلتے چلتے آخری گھونٹ اندر اُتارا اور بڑبڑایا۔

بالکل یہی سرگوشی دور کچن میں کھڑی ہاجرہ نے بھی کی۔

الفاظ۔۔۔امر ہو گی ئے!

※※※

بجو اماں لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔ایک ہاتھ میں تسبیح تھی،دوپٹہ سر پر ٹکا تھا اور ایک

ہاتھ کی مُٹھی بنا کر گال تلے رکھے وہ اپنے سامنے اپنی اولادوں کو بوکھلایا ہوا دیکھ رہی

تھیں۔پورے قصر میں واحد وہ تھیں جو پُر سکون تھیں۔

www.novelsclubb.com

"آمنہ!ایک بار پھر باتھ روم سے ہو کر آؤ!" یہ اسفند تھا۔وہ خود فون پر جھکا تھا۔

آمنہ بھائی کی آواز پر اُٹھ گئی۔

''مناہل میرا فون اور چارجر یاد سے رکھ لینا!''آصفہ بیگم نے کمرے میں سے آواز

دی۔

''عائشہ یار مجھے تھوڑے چاول ڈال کر لا دو۔'' یہ اسماعیل تھا۔وہ ساتھ بیٹھی عائشہ کا

کندھا جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہہ رہا تھا۔وہ اِس سے پہلے دو بار اُسے کھانا دے چکی تھی اور

اب اُٹھنے سے انکاری تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاجرہ آپی! میں انیکسی میں دیکھ آئی ہوں۔ وہاں کوئی چیز نہیں ہے۔ اب آپ

یہاں دیکھ لیں۔" عُمائمہ لاؤنج میں داخل ہوئی اور نعرہ لگایا۔ پھر سانس بحال کرنے

کو سیدھا صوفوں میں سے ایک پر ڈھیر ہوئی۔

چند سیکینڈ اُسی طرح گرے رہنے کے بعد سیدھی ہوئی۔ پھر چونکی۔ اسفند ساتھ

بیٹھا فون پر لگا تھا۔ عُمائمہ کا دل بند ہوا۔ وہ بالکل کسی گدھے کی طرح آکر صوفے پر

www.novelsclubb.com

بیٹھی تھی۔ اُسکے دیکھنے پر اسفند نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا اور مُسکرایا۔ عُمائمہ پر

گڑھوں پانی پڑا۔ جواباً ہلکا سا مُسکرائی اور کھڑی ہو گئی۔

"تمیز تو ہے ہی نہیں ہے نا عُمائمہ تمہیں!" خود کو کوستی ہوئی کچن کی طرف بڑھ

گئی۔ اسفند کو پیچھے اپنی ہنسی روکنے کی سخت تگ و دو کرنی پڑی۔

"آجاؤ! گاڑی آگئی ہے!" عدیل نے لاؤنج کے دروازے سے نعرہ لگایا۔ کچن کے

دروازے میں ہی تھی کہ اُسکی آواز آئی وہیں سے مڑی اور باہر نکل گئی۔

"مجھے بھی اٹھا اسفند!" بجو اماں کا ہاتھ اسفند نے تھام لیا۔

www.novelsclubb.com

گاڑیاں پورچ سے ڈرائیووے تک کھڑی تھیں۔وہ سب لڑکے اب سامان ڈکیوں

میں رکھ رہے تھے۔وہاں تین گاڑیاں تھیں۔ایک نبیل کی سِوک،ایک لینڈ کروزر

اور شوروم سے منگوائی ہوئی ایک اور سوِک۔

دونوں گاڑیاں نکل گئیں تو آخری گاڑی میں اسفند،عدیل اور ہاجرہ سوار ہوئے۔

گاڑی ڈرائیور نے چلانی تھی۔اسفند آگے تھا اور وہ دونوں پیچھے۔بجواماں کے ساتھ

www.novelsclubb.com

وہ تینوں روش پر کھڑی تھیں۔عُمائمہ نے بجواماں کا بازو تھام رکھا تھا وہی جو تھوڑی

دیر پہلے اسفند کے ہاتھ میں تھا۔اُسے رونا آرہا تھا لیکن وہ مُسکرا رہی تھی۔سب سے

زیادہ رونا اُسے مناہل سے مل کر آیا تھا لیکن مجال ہے جو اُس نے ایک بھی آنسو باہر

آنے دیا ہو۔

"اب آپ روئینگی نہیں۔"

بس وہ اِسی جملے پر عمل کر رہی تھی۔

گیٹ بند ہوا تو وہ جاگی۔ سب چلے گئے تھے۔ یکدم ہی سارا قصر خاموش ہو گیا تھا۔ وہ

www.novelsclubb.com

بجو اماں کا بازو تھامے ہی اندر آ گئی۔ لاؤنج بھی اب خاموش تھا۔ اب وہاں چاولوں پر

بحث کرتا اسماعیل بھی نہیں تھا اور نہ ہی ہدایات دیتا اسفند۔ سب خالی تھا۔

※※※

(کیا جانتے ہو؟وقت کیا ہے؟)

وہ سب فیصل آباد کے سب سے بڑے ائیر پورٹ پر کھڑے بیٹھے انتظار کر رہے

تھے۔اچانک عدیل نمودار ہوا اور دور سے اشارہ کر کے اُنہیں گاڑی آجانے کی

اطلاع دی۔چند ہی لمحوں میں وہ تینوں لڑکے اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو

www.novelsclubb.com

لیئے باحفاظت گاڑیوں میں سوار تھے اور گاڑی سڑک پر رواں تھی۔آدھے گھنٹے

بعد وہ بجو اماں کے عالیشان بنگلے کے سامنے کھڑے تھے۔رات کا دوسرا پہر شروع

ہو رہا تھا۔کراچی کے مقابلے یہاں موسم ابھی بہتر تھا۔

"السلام علیکم!"افضل اور شائستہ آگے تھے۔لاؤنج میں قدم رکھتے ہی بلند آواز

میں سلام کیا۔

سارا سامان لاؤنج میں ایک طرف لگا کر وہ سب صوفوں پر گرے۔

www.novelsclubb.com

"مناہل! پانی لے کر آؤ سب کے لیے۔"

(یہ ایک ایسی ریت ہے۔۔۔

جو سرک رہی ہے، تمہارے ہاتھ سے

لمحہ لمحہ، زرہ زرہ!)

www.novelsclubb.com

بجو اماں ڈائینگ کی سربراہی کُرسی پر بیٹھی تھیں۔آج آس پاس کوئی ٹیب کوئی لیپ

ٹاپ نہیں تھا جس پر رعناء چہکتی ہوئیں اُن کے ساتھ ناشتہ کر رہی ہوتیں۔وہ

خاموشی سے پراٹھے کا لقمہ توڑ رہی تھیں۔

"بجو اماں آپکی چائے۔"عُمائمہ کی آواز پر چونکیں۔وہ بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے،

دوپٹہ ایک کندھے اور کمر کے درمیاں سے گراز کر اُسے گرہ لگائے ٹیبل پر ناشتہ لگا

www.novelsclubb.com

رہی تھی۔عائشہ، نبیل اور جویریہ دائیں بائیں بیٹھے تھے۔

"ڈیڈ ہمیں آپ ہی لینے آیا کریں۔ میں ڈرائیور کے ساتھ نہیں آؤنگی اب۔"

جویریہ یونیفارم میں ملبوس تھی۔ بالوں کی اونچی پونی بنائے وہ رعناء جیسے ہی ٹھوس

لہجے میں ضد کر رہی تھی۔ اُن تینوں بیٹیوں کا اندازِ گفتار رعناء پر گیا تھا۔ اب جب

رعناء نہیں تھیں تو زیادہ محسوس ہوتا تھا۔

"اُونہوں! جویریہ ڈیڈ اُس وقت آفس ہوتے ہیں۔ کچھ دنوں تک ٹائمینگ چینج ہو

www.novelsclubb.com

تو میں خود آجایا کرونگی لینے۔" عُمائمہ پراٹھا سینکتے ہوئے گردن موڑے بغیر اونچی

آواز میں کہہ رہی تھی۔

''اِٹس اوکے میرا بچہ، میں آجاؤنگا اپنے بیٹے کو لینے۔''مُسکرا کر ساتھ بیٹھی جویریہ کا

سر چوما۔عائشہ کو دیکھ کر چُپ رہنے کا اشارہ کیا۔

''لیکن ڈیڈ۔۔۔''اُس نے بولنا چاہا۔بجو اماں نے روکا۔

''وہ ڈری ہوئی ہے عائشہ۔کچھ دنوں تک ٹھیک ہو جائے گی۔''اُسکے پاس سرگوشی

کی۔

www.novelsclubb.com

''کچھ ڈر ساری زندگی نہیں جایا کرتے۔''دوسری طرف ہی مڑی عُمائمہ بڑبڑائی۔

(لیکن کیا میں تمہیں وقت کی اصلیت بتاؤں؟

تو چلو سُنو۔۔۔)

"سر! ہمدانی انٹر پرائیزرز سے کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے ہیں۔اُنہیں میٹینگ

روم میں لے جاؤں یا۔۔۔"سیکریٹری نے اپنے ازلی انداز میں کہا۔

www.novelsclubb.com

"اُنہیں یہیں لے آؤ سحر۔" وہ پاور سیٹ پر براجمان تھا۔ آفس کا اٹیر ئیر ہلکے اور

گہرے بھورے رنگوں کا امتزاج تھا۔ پاور سیٹ پر بیٹھا اسفند آج سُرمئی رنگ میں

ملبوس تھا۔ کرین رنگ کی ڈریس شرٹ اور سُرمئی پینٹ کوٹ پہنے، بال جیل سے

سیٹ کیے، وجیہہ لیکن سنجیدہ سا اسفند۔

"کافی بھی۔" وہ دروازے تک پہنچی تو اسفند نے پیچھے سے آواز دی۔ وہ ہلا کر باہر

www.novelsclubb.com

نکل گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں کمرے میں عجیب سی سرد مہری چھائی تھی۔اُن سب کے الفاظ،

نظریں اور چہرے،سب برف جیسے تھے۔ گرم تھے تو بس کافی کے مگ۔

"میں جان سکتا ہوں کہ ہمدانی صاحب خود کیوں نہیں آئے؟"

دونوں کہنیاں کُرسی کے ہتھوں پر ٹکائے،ہاتھوں کو باہم ملائے وہ کُرسی کے ساتھ

ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ ملک سے باہر ہیں۔ دو ہفتوں تک تو نہیں آ سکتے۔" وہ تین لوگ تھے۔ اُن میں

ایک لڑکی تھی۔ اسفند کے لبوں پر تلخی بھری مُسکراہٹ آئی۔ پھر چہرہ سنجیدہ کیا اور

آگے کو ہو بیٹھا۔ اب وہ اُن تینوں کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"میں آپ سے کوئی بھی بات کرنے میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔ ہم آپ کے ساتھ

کیے سارے کانٹریکٹس ختم کر رہے ہیں۔ ہمدانی کو انفارم کرنا تھا بس۔" سنجیدہ

www.novelsclubb.com

چہرے کا انداز سرد تھا۔

اُسکے جملے پر سامنے بیٹھے تینوں نفوس کے چہروں پر سائے سے لہرائے۔سب ختم کر

دینے کا مطلب عام الفاظ میں تھا:

"آپ یہاں سے دفع ہو جائیں اور آئیندہ اپنی شکل نہ دکھائیں۔"

چند ہی منٹوں بعد وہ تینوں آفس ہی کیا، فرم کی بلڈ نگ سے بھی باہر تھے۔وہ گئے تو

اسفند نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔دو انگلیوں سے کنپٹی سہلائی پھر ریوالونگ چیئر

www.novelsclubb.com

کے ساتھ سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

(جب تم چاہتے ہو کہ یہ رُک جائے،

تو یہ مزید تیزی سے گزرتا ہے۔ تیز اور تیز!)

"پاپا، ماما میں نے اِس بار اسماعیل کے لیے کچھ لیا ہے۔" ڈنر ٹیبل پر چھائی خاموشی کو

عدیل کی چہکتی آواز نے توڑا۔

سب سے پہلے گردن اُٹھانے والا اسماعیل ہی تھا۔

www.novelsclubb.com

''میں جانتا ہوں!''اسفند نے مُسکرا کر دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کیے۔باقی سب نے

بھی حیرانگی سے دونوں کو دیکھا۔

''میں نے اسماعیل کیلئے گاڑی بُک کروائی ہے۔کل پرسوں آجائے گی۔''اُس نے

کندھے اُچکا کر ایسے بتایا جیسے عام سی بات ہو۔اسماعیل کو اپنے کانوں پر یقین ہی نہ

آیا۔ہاجرہ نے ایکسائیٹمینٹ میں کھانا چھوڑ دیا۔

www.novelsclubb.com

''للہ میرے بچوں کو نصیب کریں!''آصفہ مُسکرائیں۔

''کیا واقعی؟''وہ ابھی بھی بے یقین تھا۔

''ہاں !کالے رنگ کی کرولا۔''اسفند نے اپنا حصہ ڈالا۔اسفند کی بات پر ہاجرہ اور

مناہل نے اکھٹے چیخ ماری۔اسماعیل کے چودہ طبق روشن ہو گیے۔آنکھوں میں نمی

اُبھری۔پھر اُٹھ کر عدیل کی طرف لپکا۔

''تھینک یو سو مچ بھائی !''بھائی کے کندھے سے لپٹ کر کہا۔پھر فوراً ہی اپنی جون

بدلی۔

www.novelsclubb.com

''ویسے بھی پچھلی گاڑی بھی آپکی وجہ سے ہی چوری ہوئی تھی۔''آخر میں اُسکے

کندھے پر مکا جڑا۔

''آہ! یہ نہ بھولو ابھی چابی تمہیں ملی نہیں ہے!''عدیل نے اپنا بازو سہلاتے ہوئے

مُسکراہٹ دبائی۔

''اچھا اچھا معافی۔''واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔

وہ سب ہنس دیے۔

''سلامت رہو میرے بچو!''شائستہ بس رونے والی تھیں۔

www.novelsclubb.com

(اور جب تم چاہتے ہو کہ یہ گزر جائے،

تو یہ وہیں رُک جاتا ہے۔ ساکت جامد۔)

قصر میں ابھی ظہر بھی نہیں اُتری تھی۔ بجو اماں آج لان میں تھیں۔ مالی آئے ہوئے

تھے اور وہ اُنکے سر پر کھڑیں سارا لان صحیح کروا رہی تھیں۔ عُمائمہ ہاتھ میں اخبار اور

ٹاولز اُٹھائے، گلاس کلینر پکڑے ساری چیزیں چمکانے میں مصروف تھی۔ اوپر

www.novelsclubb.com

والے لاؤنج میں قدم رکھتے ہی وہ کسی اَن دیکھے، مانوس سے احساس کے تحت اپنی

کمرے کے بالکل ساتھ بنے ایک چھوٹے کمرے کی طرف متوجہ ہوئی۔ قدم

خود بخود ہی اُس جانب اُٹھے۔ہاتھ میں پکڑی چیزیں راستے میں آتے ٹیبل پر رکھیں

اور دروازے کا ناب گھُما کر اندر داخل ہوئی۔

پُرانی کتابوں،رنگوں اور صفحوں کی خوشبو اُسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔دروازے میں

ہی کھڑے اُس نے خوشبو کو اندر تک اُتارا اور اندر آ گئی۔

وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔کسی سٹور روم جتنا۔چاروں دیواریں جا بجا پینٹنگز سے پھر

www.novelsclubb.com

ہوئی تھیں۔ہر تصویر دوسری سے مختلف تھی اور اِس بات کی گواہی دے رہی تھی

کہ آرٹسٹ بہتری کی طرف جا رہا تھا۔ایک کونے میں کینوس اور رنگوں کے ڈبے

اوپر نیچے کر کے رکھے تھے۔دیوار کے ساتھ کینوس سٹینڈ کھڑے کر کے رکھے تھے

اور کچھ ہو نہی پڑے تھے۔البتہ ایک کینوس سٹینڈ پر پینٹینگ تھی اور اوپر کپڑا ڈال

رکھا تھا۔سفید رنگ کا اُجلا کپڑا۔وہ مسکرائی اور اُس تک آئی۔

ہاتھ بڑھا کر ایسے ہی اُس پر اُنگلیاں پھیرتی رہی۔پھر آہستہ سے کپڑا کھینچ دیا۔وہاں

ایک چہرہ پینٹ کیا تھا۔مُسکراتا ہوا مردانہ چہرہ۔

www.novelsclubb.com

شیو ہلکی بڑھی تھی۔اُنکھوں کی چمک تک کو اچھے سے پینٹ کیا تھا۔مُسکرانے سے

آنکھوں کے گرد لکیریں سی بنتی تھیں۔بال ماتھے پر گر رہے تھے اور گالوں پر ہلکا

سُرخی مائل رنگ تھا۔ہر رنگ،ہر نقش مکمل تھا۔کوئی بھی مصور ایک ہی جھلک

دیکھ کر بتا سکتا تھا کہ وہ پینٹینگ صرف ایک جذبے سے چُور ہو کر بنائی گئی تھی۔

محبت!

وہ اسفند تھا۔عُمائمہ کا اسفند۔

www.novelsclubb.com

(کیونکہ یہ تو تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔ہے نا؟

لیکن تم اِس بات سے بے خبر ہو۔

کیا واقعی؟)

یونیورسٹی کاریڈور میں چلتی حناء اپنے ہاتھ میں پکڑے فون پر جھکی تھی۔ پھر اُس نے

سکرین پر ٹیپ کیا۔

"حناء میم، بجو اماں آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ آپ کس دن فری ہیں؟" کانوں میں

www.novelsclubb.com

گلے ائیر پوڈز میں عُمائمہ کی آواز گونجی۔

''میں اِس ویک اینڈ آجاؤنگی پیاری۔ مے بی میرے ساتھ اُمِ مریم بھی آئے، وہ کافی

دنوں سے ملنا چاہ رہی ہے۔'' اُس نے ایک اور میسیج ریکارڈ کر کے بھیج دیا۔

''اوکے!'' چند سیکینڈز بعد عُمائمہ کا جواب موصول ہوا۔ حناء مُسکرا دی۔ فون بیگ

میں ڈال دیا۔ ابھی اُسے لیکچر پر فوکس کرنا تھا۔

※※※

www.novelsclubb.com

''سر! اسفند عباسی کی ساری انفارمیشن اِس فائل میں ہے۔ میں ہمدانی کے سٹاف

کے ساتھ اُسکا آفس بھی دیکھ آئی ہوں۔ وہ خطرناک نہیں ہے۔ البتہ چالاک بہت

ہے۔"اُسکی آواز میں فتح جیسی کھنک تھی۔وہ اپنے باس کی سب سے قریبی امپلائی تھی۔

"اُسے چالاک نہیں، سمجھدار کہتے ہیں ڈیئر۔"مقابل کی آواز عام سی تھی البتہ لہجے میں شوخی اور سرد پن کا عنصر یکساں موجود تھا۔

"لیکن آپ تو ابھی اُس سے ملے ہی نہیں ہیں۔"سیکریٹری متجسس ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"اوہ کم آن!"ہاتھ جھلایا۔"تم مل آئی ہو،اُس سے ہم نے یہی انداز لگایا ہے۔ہم بھی مل لینگے۔نہ ہی اسفند عباسی کہیں بھاگا جا رہا ہے،اور نہ ہی عزیز ڈار۔"وہ

صوفے پر بیٹھا تھا اور سیکریٹری اُسکے پیچھے کھڑی تھی۔آخر میں وہ مُسکرایا تھا۔اُسے

اپنا نام بہت پسند تھا۔

※※※

''اِس ویک اینڈ سیف ہمارے ساتھ ڈنر کریگا۔''ناشتے کی میز پر تیزی سے توس

کھاتے اسفند نے اعلان کیا۔پلیٹیں رکھتی ہاجرہ کے ہاتھ تھمے۔

www.novelsclubb.com

''سیفی بھائی؟''مناہل اور اسماعیل نے اکٹھے پوچھا۔شائستہ آصفہ بھی حیران

ہوئیں۔

''ہاں۔وہ اسلام آباد گیا ہوا تھا۔میری گاڑی شوروم میں ہی تھی تو ہم نے یہی

ڈیسائیڈ کیا کہ وہ گاڑی پر ہی آجائے۔''پلیٹ سے گردن اُٹھائی۔

''ہاجرہ آپی آپ ایک بار کال کر کے کنفرم کر لیجیے گا۔''وہ جو ابھی بھی اُسے

گھورے جا رہی تھی سنبھلی۔چہرہ سُرخ ہوا۔

''ہاں اوکے۔''کہہ کر ڈائینگ روم سے باہر نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

''اسماعیل! جلدی کرو کتنا کھاؤ گے؟ہم لیٹ ہو رہے ہیں!''وہ بیگ کندھے پر

ڈالے اُسکے سر پر کھڑی تھی۔ہرے رنگ کے سوٹ میں ملبوس،دوپٹہ سر پر لے

رکھا تھا اور پاؤں میں جاگرز پہنے وہ یونی جا رہی تھی۔ پچھلے دس منٹ وہ اسماعیل کو

کوس رہی تھی لیکن وہ بھی اُتنے ہی آرام سے ناشتہ کر رہا تھا۔

"فوزیہ ریاض نہیں آئینگے؟" شائستہ نے اسفند کو مخاطب کیا۔ اسماعیل مناہل کا اپنا

مسئلہ تھا۔ وہ خود حل کریں۔

"نہیں میرا نہیں خیال۔ وہ اکیلا ہی اسلام آباد گیا ہوا تھا۔ ہاجرہ آپی کو کہیں نا کال کر

www.novelsclubb.com

کے پوچھ لیں۔" آخری لقمہ منہ میں رکھا۔

''اسماعیل مجھے بھی ڈراپ کر دینا، پاپا آج لیٹ جائینگے۔''اُس نے نیپکین اُٹھالیا۔

جیسے ناشتہ ختم کر لیا تھا۔اُنہیں آئے ایک ہفتے سے زیادہ ہونے کو تھا اور اسفند کی

سپور ٹیج ابھی تک اُسکے پاس نہیں تھی۔لہذا وہ لفٹس پر ہی گزارہ کر رہا تھا۔

''جی بھائی۔''اب اسماعیل کو واقعتاً جلدی پڑی تھی۔مناہل کی خیر تھی،اسفند اگر

لیٹ ہو گیا تو اسماعیل سے چابی واپس۔بس یہی ڈر تھا اُسے۔

www.novelsclubb.com

مناہل اُسکی تیزی پر مُسکرائی۔جیسے کہہ رہی ہو:

''تم اِسی قابل ہو!''

⁂

یہ ہفتے کا ایک گرم سا دن تھا۔ کراچی میں گرمی اب دن بدن زیادہ ہوتی جا رہی

تھی۔ جس دھوپ میں ابھی صرف دو ہفتے پہلے ہی بیٹھنا سکون دہ لگ رہا تھا، اب وہی

دھوپ کھڑے کھڑے اچھے خاصے انسان کا خون نچوڑ لیتی تھی۔

قصر کے سامنے اُسکی گاڑی رُکی تو ڈرائیور نے حناء کو دیکھ کر فوراً گیٹ کھول دیا۔ حناء

www.novelsclubb.com

کے ساتھ اُمِ مریم بھی تھی۔

گاڑی کی چابی نکالتی، ڈیش بورڈ سے فون اور پیچھے سے اپنا بیگ اُٹھاتی وہ باہر نکلی۔ وہ

کالی جینز پر گھٹنوں تک آتی شرٹ میں ملبوس تھی۔ دوپٹہ گردن کے ساتھ لپیٹ کر

لے رکھا تھا۔ ایک پلو آگے اور ایک پیچھے۔ پاؤں میں پینسل ہیلز تھیں اور سفید

رنگت میں گرمی کی وجہ سے سُرخی پھیلی تھی۔ پورچ کی چھاؤں میں عُمائمہ اور

عائشہ اُسکے استقبال کو کھڑی تھیں۔ حناء مُسکرائی اور اُن تک آئی۔

www.novelsclubb.com

"کیسی ہیں میری پیاریاں۔" وہ ہشاش بشاش سی تھی۔ ہمیشہ کی طرح۔ ہنس مُکھ سا

چہرہ اور لہجے میں نمایاں برٹش عنصر اُسکی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کرتا تھا۔

''ہم ٹھیک ہیں میم! آپ کیسی ہیں؟'' عائشہ مُسکرائی۔

''عائشہ دیٹس ناٹ فئیر!'' اُس نے بھنویں اُچکائیں۔

''تم ابھی تک مجھے میم کہہ رہی ہو۔ آپی کہہ لو، آپا کہہ لو، میم مت کہو پلیز۔''

عائشہ ہنس دی۔ پھر اُمِّ مریم سے ملی۔

''باقی سب کہاں ہیں؟'' مریم نے عُمائمہ سے ملتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

''وہ سب واپس چلے گئے۔'' عُمائمہ مُسکرا رہی تھی۔ گال کا گڑھا واضع تھا۔

''کہاں؟'' وہ حیران ہوئی۔ عائشہ کو اُسکی حیرانگی عجیب لگی۔

''واپس فیصل آباد چلے گئے سب۔ تم نے اُن میں سے کسی سے ملنا تھا کیا؟ مجھے تو لگا

تم عُمائمہ سے ملنے آئی ہو۔'' وہ طنز کیے بغیر نہیں رہ سکی۔ بھلا دوست ہو، دوست

ہی رہو، رشتوں میں کیوں گھُس رہی ہو۔

اُسکی بات پر مریم کا چہرہ بُجھ سا گیا۔ جیسے اُسے بُرا لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

''میں تو ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔کافی ہنگامہ تھا لاسٹ ٹائم۔اب سب خالی خالی سا

ہے اِس لیے۔''اُسکا لہجہ بھی بدلا۔اب عُمائمہ کو بُرا لگا۔عائشہ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے

تھا۔اُس نے سوچا۔

''عائشہ اِنہیں اندر لے کر جانا ہے یا یہیں سے واپس بھیج دیں؟''اُس نے آنکھیں

بڑی کر کے گھورا۔

www.novelsclubb.com

''شیور!''دونوں ہاتھ پھیلا کر مُسکرائی اور اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

چونکہ وہ جانتی تھیں کہ بجواماں نے حناء سے کوئی بات کرنی ہے اِس لیے اُمِّ مریم کو

لے کر کچن میں چلی گئیں اور بجواماں حناء کے ساتھ اپنے کمرے میں آ گئیں۔

"بجواماں ایسی بھی کیا بات ہے؟" اُنہوں نے رازدارانہ طریقے سے اُندر جانے کا کہا

تو وہ حیران ہوئی۔

"سب خیریت ہے؟" اُنکا بازو تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں میرا بچہ سب خیریت ہی ہے۔" اُنہوں اُسکا ہاتھ تھام لیا۔

''کیا آپ پریشان ہیں؟'' وہ وہیں بیٹھ گئی اور دوسرا ہاتھ بھی اُنکے جھریوں زدہ ہاتھ

پر رکھ دیا۔

''کافی سمجھدار ہو۔یونہی تو نہیں میری رعناء کی دوست رہیں۔'' وہ مُسکرائیں۔حناء

بھی مُسکرادی۔

''میں تم سے ایک اجازت چاہتی ہوں بیٹے۔'' اُنکا لہجہ سنجیدہ ہوا۔حناء چونکی۔

www.novelsclubb.com

''کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں ایک ماں ہوتے ہوئے تمہارا نام اپنے بیٹے کے

نام کے ساتھ جوڑنے کی بات کروں؟''

حناء کا سانس رُکا۔چند لمحے وہ اُنہیں گھورتی رہی۔پھر نظریں چُرا کر گردن جھکا دی۔

گہرا سانس لیا اور مُسکرا کر اُنہیں دیکھا۔

"میں اجازت دیتی ہوں اماں۔"

بجو اماں کے کندھوں سے منوں بوجھ ہٹ گیا۔ایک آرزو مند سانس فضاء کے سپرد کی اور بات شروع کی۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہاری فیملی وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔سوائے اِسکے کہ تم اکلوتی اور لاڈلی ہو۔مجھے تم شکل و صورت سے بھی کم،اپنی سمجھداری اور انداز سے زیادہ

پسند ہو۔" وہ رُکیں۔ حناء کا ہاتھ جو اُنکے ہاتھوں کے درمیان تھا وہ ٹھنڈا ہو رہا تھا۔

وہ چاہے ایک میچور لڑکی تھی، اپنے تاثرات کو قابو کرنا جانتی تھی لیکن اپنے رشتے کی

بات پر بُری طرح کنفیوز ہو رہی تھی۔

"میں تمہیں اپنے عدیل کیلے مانگنا چاہتی ہوں۔ تم اجازت دو کہ میں تمہارے گھر

آؤں اور اپنے گھر میں بھی بات پھیلاؤں؟" بجو اماں اُسکے چہرے کا ہر تاثُر غور سے

www.novelsclubb.com

دیکھتی کہہ رہی تھیں اور حناء کے زہن میں بس ایک نام گردش کا رہا تھا

"عدیل"۔اُس سے براہِ راست دو تین بار ہی بات ہوئی تھی اور ہر بار کا تجربہ اتنا

خوشگوار تو نہیں تھا کہ وہ جھٹ ہاں کر دیتی۔

"بجو اماں میں آپکا دل نہیں توڑنا چاہتی۔لیکن میں اتنی جلدی فیصلہ بھی نہیں کر

سکتی۔مجھے سوچنے کیلیے وقت دیں۔"وہ سنبھل چکی تھی۔

"بالکل میرا بچہ۔میں نے یہ بات عدیل سے بھی پہلے تم سے کی ہے۔مجھے میری

www.novelsclubb.com

بیٹیاں زیادہ عزیز ہیں۔"اُنہوں نے اُسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

''اماں میرے لی ئے میرے مام ڈیڈ زیادہ معنی رکھتے ہیں۔ میں خوش ہوں کہ آپ

نے مجھے اِس قابل سمجھا۔ لیکن میں اپنے مام ڈیڈ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ

کرو نگی۔'' وہ واقعی سمجھدار تھی۔

''تو پھر کیا تم مجھے اپنے گھر والوں کے بارے میں نہیں بتاؤ گی؟'' وہ مُسکرا دیں۔ حناء

نے بھی مُسکرا کر سر ہلایا۔ وہ اعتبار کرنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

※※※

''حناء سفیر ملک''

حناء کے والد سفیر ملک پاکستان نیوی کے آفیسر تھے۔وہ اپنے عہدے پر وفادارانہ

طریقے سے قائم تھے جب اُنکی زندگی میں ایک شریکِ حیات مقدس سفیر کا اضافہ

ہوا۔وہ اُس وقت اٹھائیس انیتس کے خوبرو مرد تھے۔آرمی کی ٹریننگ ویسے ہی

نوجوان کو رہن سہن کا سلیقہ سکھا دیتی ہے۔مقدس جو پہلے ہی اپنی خالہ کے بیٹے پر

فدا تھیں،گھر والوں کی مرضی شامل ہونے کے بعد اور خوش ہوئیں۔اور جب سفیر

www.novelsclubb.com

ملک اپنی ٹریننگ پوری کر کے عہدے پر فائز ہوئے تو اُنکی شادی کر دی۔

شادی کے تین سال بعد اُنکی زندگی میں حناء سفیر ملک آئی۔ سفیر چونکہ اپنی ڈیوٹیز

کی وجہ سے گھر سے دور ہی ہوتے تھے تو اِس عرصہ میں مقدس کی والدہ نے فیصلہ

کیا کہ وہ اُن دونوں ماں بیٹی کو اپنے پاس واپس امریکہ بُلا لیں۔ سفیر ملک مان گئے۔

بات پہلے صرف اُنکی بیوی کی تھی لیکن اب اُنکی بیٹی بھی تھی اور وہ نہیں چاہتے تھے

کہ اُنکی بیٹی کی تربیت اچھے طریقے سے نہ ہو۔

www.novelsclubb.com

حناء صرف دو سال کی تھی جب وہ لوگ امریکہ شفٹ ہو گئے تھے۔ پھر حناء سفیر

ملک نے اپنی زندگی کے بارہ تیرہ سال امریکہ میں ہی گزارے۔ اِسی عرصے میں

سفیر ملک کی پوسٹنگ ہو گئی اور حکومتِ پاکستان نے اُنہیں اُنکی قابلیت پر گھر، گاڑی

اور فیملی کا تحفظ دینے کا فیصلہ کیا۔

اِس بات پر سب سے زیادہ خوش حناء ہی ہوئی تھی۔اُس نے بارہ سال سے اپنے

باپ کو صرف سکرینوں میں ہی دیکھا تھا۔وہ یہ تو جانتی تھی کہ اُسکا باپ دیکھنے میں

کیسا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اُنکا لمس اُنکی خوشبو کیسی ہے۔

www.novelsclubb.com

حناء اُس وقت پندرہ سال کی تھی جب اُس نے واپس اپنے پاکستان میں قدم رکھا۔

زندگی کے تیرہ سال بعد اُس نے اپنے باپ کو محسوس کیا تھا۔اپنے باپ کا کندھا پایا

تھا۔ مقدس سفیر اُن باپ بیٹی کو دیکھتیں تو اُنکی آنکھیں بھر آتیں۔ وہ اپنے ماں باپ

کی اکلوتی اور لاڈلی اولاد تھی۔ اور اب وہ چھبیس کی ہونے والی تھی۔ سفیر ملک اب

اپنی سروس مکمل کر چکے تھے۔ اُن دونوں کی زندگی کا محور وہی تھی۔ اُسی کی ضد پر

وہ یونی میں پڑھا رہی تھی۔ وہ دونوں حناء کی شادی کی بات آپس میں کرتے بھی

کتراتے تھے، کیونکہ وہ اُسے کھونا نہیں چاہتے تھے۔ حناء یہ بات اچھے طریقے سے

www.novelsclubb.com

جانتی تھی۔ وہ بجو اماں کو اجازت تو دے چکی تھی لیکن اب اگلہ مرحلہ اُسے اپنے ماں

باپ سے اجازت طلب کر کے طے کرنا تھا۔ عدیل کی بات تو بہت بعد میں آتی

تھی۔زندگی میں کوئی نیا رشتہ شروع کرنے سے پہلے آپکے والدین آپکی پہلی ترجیح

ہوں تو یقین کریں آپ اپنے فیصلے پر کبھی پشیمان نہیں ہونگے۔

※※※

عصر ڈھل رہی تھی جب فیصل آباد میں موجود بجواماں کے آنگن کے گیٹ پر سیف

نے اسفند کی گاڑی کا ہارن بجایا۔

www.novelsclubb.com

کچن میں لگی ہاجرہ بُری طرح اُچھلی۔وہ اسفند کی گاڑی کی آواز پہچانتی تھی۔اُس نے

جان بوجھ کر اتنی زیادہ دیر ہارن پر ہاتھ رکھا تھا۔

ہاجرہ بڑبڑاتی ہوئی واپس کام میں لگ گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ لاؤنج میں موجود سیف کے قہقہے سُن سکتی تھی۔عدیل اور

اسماعیل اُسکے ساتھ تھے۔آصفہ اور ہاجرہ کچن میں تھیں اور مناہل اور شائستہ گیسٹ

روم سیٹ کر رہی تھیں۔سیف نے اتوار کو آنا تھا لیکن وہ ہفتے کو ہی آگیا تھا۔یہ بھی

اُس نے جان بوجھ کر کیا تھا۔حالانکہ صبح ہی اُسکی ہاجرہ سے بات ہوئی تھی،اُس

www.novelsclubb.com

وقت تو اُس نے نہیں بتایا۔

''سیفی بھائی آ گئے ہیں۔''چند ہی لمحوں میں مناہل آن ٹپکی تھی اور ہاجرہ کے کان

کے ساتھ چپکی کھڑی تھی۔

''مجھے آواز آ رہی ہے۔''کبابوں کے مکسچر کو گولائی میں ڈھالتے ہوئے کہا۔اشارہ

سیف کی ہنسی کی طرف تھا جو لاؤنج میں گونج رہی تھی۔

''تو پھر مل آئیں۔سلام دُعا کریں۔''مناہل نے کندھے اچکائے۔ہاجرہ نے گھورا۔

www.novelsclubb.com

''اچھا اچھا۔۔۔یعنی اکیلے میں ملینگی۔ناٹ بیڈ۔''آنکھیں مٹکائیں۔

"مناہل! نکل جاؤ باہر!" اِس سے پہلے کہ ہاجرہ کوئی چیز اُٹھا کر مارتی مناہل کچن سے

باہر تھی۔

※※※

مغرب کے بعد افضل، سُہیل اور اسفند آ گیے تو اُن لڑکیوں نے پھرتی سے کھانا لگا۔

سربراہی کُرسی پر کوئی نہیں تھا۔ وہ بجواماں کی جگہ تھی۔ کرُسی احترامً خالی چھوڑی

تھی۔ باقی سب اِس طرح بیٹھے تھے کہ ہاجرہ کے سامنے اسماعیل تھا اور اُسکے ساتھ

سیف۔ ہاجرہ کے دائیں بائیں اسفند اور مناہل تھے۔ اور وہ جانتی تھی کہ وہ بُری

www.novelsclubb.com

طرح پھنس چکی تھی۔سامنے بیٹھے اسماعیل کی نظریں اور ساتھ بیٹھی مناہل کی

سرگوشیاں۔وہ بڑی مشکل سے ضبط کر رہی تھی۔رہی سہی کثر سیف کو کوئی چیز

دیتے ہوئے اسفند کے ٹھوکے پوری کر رہے تھے۔ہاجرہ کی ایسے شکل دیکھ کر سیف

اپنی ہنسی روکنے سے قاصر تھا۔

"ہمارے گھر کی رینوویشن ہو گئی ہے۔اگر آپ سب کو اعتراض نہ ہو تو انٹیریئر میں

www.novelsclubb.com

ہاجرہ کی مرضی اور پسند سے کروانا چاہتا ہوں۔" کھانا کھاتے ہوئے بڑوں کو متوجہ

کیا۔

''بھئی ہمیں کیا اعتراض ہو گا۔رہنا تم دونوں نے ہے۔''شائستہ مُسکرائیں۔

''ماما اُسکا مطلب ہے کہ وہ ہاجرہ کو ساتھ لے جائے؟ڈیزائینز وغیرہ پسند کروانے

کیلے؟''عدیل نے اُسکی بات پوری کی۔شائستہ اب چُپ رہیں۔

ہاجرہ ابھی تک شل سی بیٹھی تھی۔وہ جانتی تھی کہ سیف اُسے پسند کرتا ہے۔دور

اندر کہیں وہ بھی کرتی تھی۔لیکن وہ اُسکی زندگی کو ڈومینیٹ کرنے لگی تھی یہ ہاجرہ

www.novelsclubb.com

نہیں جانتی تھی۔وہ بڑا پن اور اہمیت جو اُسے اپنے گھر میں ملتی تھی وہ اُسکی اُمید

سیف سے نہیں رکھے ہوئے تھی۔ لیکن للہ نے اگر اُسے یہاں اہمیت دی تھی تو

اپنے گھر میں بھی اُسے ہی اہمیت ملنی تھی۔

مناہل کو البتہ اُسکی شکل دیکھ کر ہنسی کا دورہ پڑا تھا۔ وہ جلدی جلدی نوالہ نگلنے لگی۔

"ہاں تو ایک یا دو دن کی ہی بات ہے۔ ہاجرہ کے ساتھ مناہل بھی چلی جائے۔ گھر

بھی دیکھ آئینگی اور ڈیزائینز بھی سیلیکٹ کر لینگی۔ سیف اب کوئی غیر تھوڑے ہی

www.novelsclubb.com

ہے، میری ہاجرہ کا شوہر ہے، اپنی بیوی کی حفاظت تو کر ہی سکتا ہے۔" افضل نے

جیسے مسئلے کا حل نکالا۔

اب حیران ہونے کی باری مناہل کی تھی۔وہ پلکیں جھپکائے بغیر کبھی سیف کو تو کبھی

افضل کو دیکھ رہی تھی۔اتنی اہمیت؟ مناہل کو؟

افضل کی بات پر سیف مُسکرا دیا۔یونہی تو نہیں وہ ہاجرہ کے خاندان کی عزت کرتا

تھا۔وہ ایک دوسرے کو سمجھنے والا، محبت میں ایک دوسرے کیلے لڑ مر جانے والا

ایک آئیڈیل خاندان تھا۔

www.novelsclubb.com

ہاجرہ کی پھٹی پھٹی سی نگاہیں جھک گئیں۔آنکھوں میں ہلکی نمی اُبھری۔باپ نے

اُسے مان دیا تھا۔شوہر کے سامنے اپنے خاندان کی عزت رکھی تھی اور باقیوں کو

اُسکے شوہر کا مرتبہ بھی واضع کر دیا تھا۔

"سیفی بھائی! پھر ہم کب جائینگے؟" مناہل اب ایکسائیٹڈ تھی۔

"نیکسٹ ویک چلینگے۔ابھی مجھے یہاں کچھ کام ہیں۔" وہ اب مسلسل مُسکرا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

بار بار نظر اُٹھا کر ہاجرہ کو دیکھتا۔لیکن وہ گردن جھکائے کھانے میں مصروف تھی۔

"پاپا اگر ہم عُمائمہ کو بھی ساتھ لے جائیں؟" چند لمحے خود کو کمپوز کیا اور پھر گردن

اُٹھائی۔اب وہ بالکل نارمل لگ رہی تھی۔اسفند چونکا۔

"ہاں ضرور۔اُسکا بھی تھوڑا ماحول بدلے گا تو اچھا رہیگا۔ویسے بھی اسفند نے کچھ

دنوں تک جانا ہے کراچی۔بجو اماں سب سے زیادہ اپنے اِسی لاڈلے کو یاد کر رہی

ہیں۔لے آئیگا عُمائمہ کو بھی ساتھ۔" افضل نے یہاں بھی حل پیش کیا۔اسفند

www.novelsclubb.com

خاموش رہا۔مناہل کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ چیختی، ناچتی اور قہقہے لگاتی۔وہ

دونوں اب سرگوشیوں میں مصروف تھیں۔

⁂

یہ منظر حالیہ دن کی دوپہر کا ہی ہے جہاں رعناء کے قصر میں وہ سب ڈائننگ کے

گرد براجمان تھیں۔مریم کا منہ ہنوز لٹکا ہوا تھا جبکہ ہاجرہ اب پہلے جیسی ہی تھی۔

''بجو اماں آپ واپس کب جائینگی؟''مریم نے کھانا کھاتے ہوئے پوچھا۔وہ سب

اپنی اپنی جگہ چونکیں۔یہ اب کچھ زیادہ ہی ہو رہا تھا۔عُمائمہ کو بھی بُرا لگا۔

www.novelsclubb.com

''ابھی تو میرا جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے بچے۔''سکون سے جواب دیا۔

''کیوں پوچھ رہی ہو مریم؟''عائشہ بھلا کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔

"ویسے ہی۔" اُس نے کندھے اُچکائے۔ عائشہ کا دل کیا اُسے اٹھا کر باہر پھینک

آئے۔ وہ ایک درمیانے سے قد کی لڑکی تھی۔ مغرور سی ناک اور بھنوؤں کو تراش

کر اور زیادہ پتلا کر رکھا تھا۔ بالوں کو ہر وقت پونی ٹیل میں باندھ رکھتی تھی اور اکثر

سر پر دوپٹہ اوڑھتی تھی۔ دوپٹے کی وجہ سے ٹیل خاصی اونچی محسوس ہوتی تھی۔

عُمائمہ کو بھی اُسکا سوال بُرا لگا تھا لیکن وہ خود بھی خاموش رہی اور عائشہ کو بھی چُپ

www.novelsclubb.com

رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ اُسکی دوست تھی اور مہمان بھی۔ حناء اُسکی باتوں کی وجہ سے

دل ہی دل میں اُسے دوبارہ یہاں لانے سے انکار کر چکی تھی۔وہ ایک نیگیٹو لڑکی

تھی۔اور بُری چیزیں دماغوں پر جلدی حاوی ہو جانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر، شام کی چائے کے بعد وہ اور حناء مغرب کے وقت

روانہ ہو گئی تھیں۔لیکن عُمائمہ اب اُسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

''باقی سب کہاں ہیں؟''

www.novelsclubb.com

''تمہارا کزن بہت روڈ نہیں ہے؟''

اُسکے ذہن میں امِّ مریم کے جملے ہی گونج رہے تھے۔وہ اسفند کے بارے میں

شروع سے ہی تبصرے سُنتی آئی تھی۔کوئی اُسے سنجیدہ کہتا یا پھر بہت سے لوگ

اُسے ریزروڈ کہتے۔روڈ کسی نے نہیں کہا تھا۔عُمائمہ جانتی تھی کہ اِس سے پہلے اُس

نے اسفند کے بارے میں بُرا نہیں سوچا تھا۔لیکن مریم نے اُسے ایسا سوچنے پر مجبور

کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

※※※

بجو اماں کے آنگن میں رات کے کھانے کے بعد اب چائے کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

سیف نے تھوڑی دیر تک چلے جانا تھا۔

"سیف بیٹے گھر کیسے جاؤ گے؟" سُہیل نے باتیں کرتے کرتے پوچھا۔

"ٹیکسی بُک کروالی ہے انکل۔" وہ ابھی بھی مُسکرا رہا تھا۔ سُہیل کے ماتھے پر بل پڑے۔

www.novelsclubb.com

''ارے بھئی ٹیکسی کیوں؟ عدیل یا اسفند میں سے کوئی چھوڑ آئے گا۔اب تم اسفند

کی گاڑی اسلام آباد سے ڈرائیو کر لے لا سکتے ہو تو یہ نکمے تمہیں دو گلیاں چھوڑ کے گھر

نہیں چھوڑ سکتے۔''بس اِسی جھاڑ کی کمی رہ گئی تھی۔سیف ہنسا۔

''میں چھوڑ آؤنگا!''اسماعیل چہکا۔

''تم تو رہنے ہی دو۔ابھی ایک ہفتہ پہلے ہی تمہیں گاڑی ملی ہے۔پاپا میں چلا

www.novelsclubb.com

جاؤنگا۔''عدیل نے پہلے اُسے گھورا پھر اُنکی طرف متوجہ ہوا۔

تھوڑی ہی دیر میں مناہل اور ہاجرہ چائے لے آئی تھیں۔ہاجرہ بظاہر تو سنجیدہ تھی۔

مگر وہ سیف کی مُسکراہٹ اور تنگ کرتی نظروں پر اُسے کھا جانے والی نظروں سے

گھور رہی تھی۔اور یہ سب مناہل کیلئے ایک نئی انٹرٹینمینٹ جیسا تھا۔

زندگی میں کچھ رشتے آپکو انعام کی طرح عطاء کیے جاتے ہیں۔قدرت جب انعام

دینے پر آتی ہے تو وہ چیز آپکی سوچ سے بھی زیادہ خوبصورت ہوتی ہے۔

www.novelsclubb.com

※※※

ڈائینیگ روم میں آج خاموشی تھی۔آج اتوار تھا۔اتوار کو کون جلدی اُٹھتا ہے بھلا۔

مناہل جو بجو اماں کی ڈانٹ ڈپٹ کی وجہ سے اُٹھ جاتی تھی اب وہ بھی لمبی تان کر سو

رہی تھی۔یہی حال باقی سب کا بھی تھا۔یہ دو ہفتے اُنکے گھر کے معاملات سے لے کر

بزنس تک بہت ہی بزی گزرے تھے۔اتوار ایک ریلیف تھا۔

صبح کی اُس مقدس خاموشی میں بھی کچن سے مسلسل چمچ کے کانچ کے ساتھ لگنے کی

www.novelsclubb.com

آوازیں آرہی تھیں۔تھوڑا آگے جا کر دیکھو تو وہ اسفند تھا۔سفید رنگ کی ڈریس

شرٹ پر سُرخ دھاریاں تھیں۔کف لنکس چمک رہے تھے۔بال اور داڑھی

تراشیدہ سی تھی۔ٹائی کو گلے میں یو نہی ڈال رکھا تھا اور کوٹ ندارد تھا۔ایک ہاتھ

میں لگ تھا اور دوسرے سے وہ تیزی سے کافی پھینٹ رہا تھا۔چند لمحوں بعد چمچ

راک دیا اور چالہے پر پڑا گرم پانی اُٹھا کر مگ میں اُنڈیلنے لگا۔کافی کی مہک سارے

میں پھیل گئی۔

''خالی پیٹ کافی نہ پینا۔''کافی کا مگ لبوں تک لے جاتے جاتے ٹھٹکا۔رعناء کی آواز

www.novelsclubb.com

کہیں سے اُسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔وہ آسودہ سا مُسکرایا اور مگ واپس رکھا۔پھر

نظریں کچن میں دوڑانے لگا۔کچھ نہیں ملا تو کیبنیٹ کھولنے لگا۔پہلے ہی کیبنیٹ

میں کوکیز کا جار نظر آ گیا۔اسفند کی آنکھیں چمکیں۔یہ مناہل نے اپنی طرف سے

چھُپایا ہوا تھا۔یا شاید وہ چھپانا بھول گئی تھی۔خیر اب کیا ہو سکتا تھا۔ہاتھ بڑھا کر جار

اُٹھایا،دوسرے ہاتھ سے مگ اُٹھایا اور ڈائینگ میں آ گیا۔

ٹیبل پر پہلے ہی اُسکا لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔گاڑی کی چابی،والٹ وغیرہ بھی وہیں رکھے

تھے۔ایک کرسی پر کوٹ لٹکا رکھا تھا۔ایسں الگ رہا تھا کہ وہ کافی دیر سے یہاں کام

www.novelsclubb.com

کر رہا تھا اور اب آفس جانے کی تیاری میں تھا۔

دوسری سے تیسری کو کیز کھاتے ہوئے وہ بے اختیار ہنسا۔اُسے مناہل یاد آئی تھی۔

اُس نے بڑی محنت سے یہ کوکیز ڈائیٹ کنٹرول اجزاء سے بنائی تھیں۔اور اتنی آسانی

سے وہ بنی بھی نہیں تھیں۔ایک ہفتے تک تو اُسے وہ سارا مکسچر پھینکنا پڑا تھا۔آصفہ

شائستہ کی ڈانٹ الگ۔

اُسکی سوچوں کا تسلسل پاس پڑے فون کے بجنے سے ٹوٹا۔لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا

www.novelsclubb.com

کر سکرین دیکھی۔کوئی نیا نمبر تھا۔سامنے پڑے ٹشو باکس میں سی ٹشو کھینچ کر اُس پر

کوکی رکھی اور فون اُٹھالیا۔

''السام علیکم اسفند عباسی!''فون اُٹھاتے ہی دوسری طرف سے کہا گیا۔اسفند کے

ماتھے پر بل پڑے۔

''وعلیکم السلام''حیرانگی بھرا لہجہ۔

''موصوف کو عزیز کہتے ہیں۔عزیز ڈار۔''اُسکے لہجے میں کچھ ایسا تھا جس سے اسفند

چونکا پھر اگلے ہی لمحے وہ مُسکرا دیا۔وہ انتظار کر رہا تھا اُسکی کال کا۔

www.novelsclubb.com

''موصوف کا نام تو بہت سُنا ہے۔میرا خیال ہے یہاں معاملہ کام کا ہے۔''اسفند

نے ٹشو پر رکھی کوکی اُٹھالی۔

''بھئی بڑے ہی بے مروت واقع ہوئے ہو تم تو، نہ حال پوچھا نہ کچھ اور سیدھا کام کی

طرف آرہے ہو۔''اُسکا لہجہ ایسا ہوا جیسے وہ دونوں بچپن کے ساتھ ہوں۔

''بھئی کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔''اسفند ہنسا۔اُسی کے جیسا لہجہ اپنایا۔کُرسی سے ٹیک لگا

لی۔ماتھے کے بل غائب ہو گئے تھے۔

''ایم امپریسڈ! ہمیں لگتا ہے ہمیں تمہارے ساتھ کام کرنے میں بہت مزہ آنے والا

www.novelsclubb.com

ہے۔''وہ ''مجھے''کو ''ہمیں''کر کے بات کرنے کا عادی تھا۔

''مزہ تو آئے گا لیکن یہ نہیں پتا کہ تمہیں یا مجھے۔'' کو کی ختم کر کے اب وہ کافی کا مگ

اُٹھا رہا تھا۔

''کافی سمجھدار ہو۔'' وہ ہنسا۔

''کیوں فون کیا ہے؟'' اسفند نے اُسی لہجے میں پوچھا۔ وہ پُر سکون تھا۔

''ہم تم سے ملنا چاہتے ہیں اسفند عباسی۔ کچھ معاملات ہیں جو ہم نے ڈسکس کرنے

www.novelsclubb.com

ہیں۔'' وہ بھی پُر سکون تھا۔

''شیور۔''اسفند کو لگا تھا کہ وہ ملنے سے پہلے نخرے وغیرہ کریگا۔

''میں ایڈریس۔۔۔''

''ہم ایڈریس جانتے ہیں۔ہم کل کسی بھی وقت آجائینگے۔''

"You know working day's formality"

اسفند کو لگا وہ منہ بگاڑ کر بول رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جیسی تمہاری مرضی۔ملتے ہیں پھر۔"اسفند نے کافی کا آخری گھونٹ پیا اور فون

بند کر دیا۔

فون بند کر کے چند لمحے سوچا۔پھر گہرا سانس لیا اور فون پر اُنگلیاں چلانے لگا۔

"ہیلو فرحان!"

رابطہ جُڑتے ہی کہا اور کافی کا مگ ٹیبل پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔پھر وہاں کی فضاؤں نے

www.novelsclubb.com

اسفند کو تقریباً آدھے گھنٹے تک فون پر باتیں کرتے سُنا۔وہ پورے ٹیبل کے گرد چکر

لگاتا باتیں کر رہا تھا۔

"مجھے اِس شخص پر رتّی برابر بھی اعتبار نہیں ہے۔"

درودیوار نے اسفند کا عزیز ڈار سے پہلی غائبانہ ملاقات کے بعد کیا گیا تبصرہ سُنا۔

※※※

شام ابھی تازہ تھی۔اب صبح والی خاموشی کہیں بھی نہیں تھی۔کچن میں کھڑی ہاجرہ

چائے بنا رہی تھی۔لیکن وہ چائے بنانے کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

کندھے اور کان کے درمیان فون اٹکا رکھا تھا اور وہ مقابل کی کسی بات پر ہنس رہی

تھی۔ایک ہاتھ سے چائے کا برتن اُٹھا رکھا تھا اور دوسرے سے چائے کا سٹینر۔

ایک دو منٹ بعد ایک ہاتھ فارغ ہوا تو فون ہاتھ میں لے لیا اور ایک ہاتھ سے کپ

اُٹھا اُٹھا کر ٹرے میں رکھنے لگی۔

یکدم کوئی احساس ہوا۔ کسی تیسری آنکھ کا احساس۔ کیمرے کا احساس۔ مُسکراہٹ

سمٹی۔ بات کرتے کرتے گردن اُٹھائی۔ کوئی بھی نہیں تھا۔

کندھے اُچکا کر واپس متوجہ ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

※※※

وہ آج سفید ڈریس پینٹ میں ملبوس تھا۔ سفید کوٹ کے نیچے کالی شرٹ اور کالی ہی

ٹائی، جس میں سفید دھاریاں تھیں۔ وہ ابھی ابھی آفس آیا تھا۔ اور اُسکے آتے ہی

سیکریٹری اُسکی طرف لپکی تھی۔

"سر! آپکے مہمان ویٹ کر رہے ہیں۔"

اسفند چونکا۔

www.novelsclubb.com

"عزیز ڈار؟" ابرو اُچکائیں۔ وہ اُسکی اتنی جلدی آمد کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

''یس سر! وہ ویٹنگ روم میں ہیں۔''

''اوکے!'' کہہ کر اسفند اُسی طرف مڑا۔

ویٹنگ روم کا دروازہ دھکیلا تو اُسکی تیز سی پرفیوم کی مہک نے اسفند کے ماتھے پر بل

لائے۔ وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھا تھا۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھے فون پر لگا تھا۔

مہرون کلر کا پینٹ کوٹ پہنے، چمکدار بوٹ لیے وہ صوفے پر پھیلا ہوا تھا۔ سر پر

www.novelsclubb.com

کالے رنگ کے ایک ایک انچ جتنے تراشیدہ سے بال تھے۔ ایک کان میں سلور رنگ

کی بالی لٹک رہی تھی اور چہرہ پُر سکون تھا۔

آہٹ پر سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔اسفند نے دیکھا کہ اُسکی آنکھوں کی چمک بڑھی اور

پھر وہ مُسکرا دیا۔

''بھئی تم تو اچھی خاصی نیند پوری کر کے آفس پہنچتے ہو۔''عزیز اپنی جگہ سے کھڑا

ہو گیا۔اسفند ہنسا۔ابھی صبح کے ساڑھے سات بج رہے تھے۔

''خیر ہم جانتے ہیں ہم جلدی آگ ئے ہیں۔''وہ اُسکی طرف بڑھا اور بڑی گرمجوشی

www.novelsclubb.com

سے اُس سے ملا۔اسفند حیران ہوا۔

"بیٹھو تمہارا ہی آفس ہے۔" الگ ہو کر وہ پھر اُسی طرح بیٹھ گیا اور ایک ہاتھ سے

اسفند کو اشارہ کیا۔

"تم کافی عجیب ہو۔" پہلا تبصرہ جو اسفند نے اُسکے منہ پر کیا تھا۔ وہ ہنسا۔

"ہم نے تمہیں سمجھدار کہا تھا اور تم عجیب کہہ رہے ہو۔ یہ زیادتی ہے۔" اُس نے

منہ بنایا۔

www.novelsclubb.com

"ویسے ہمیں بُرا نہیں لگا۔ ہمارے بارے میں یہ تبصرہ ہم بچپن سے سُنتے آرہے

ہیں۔"

اُسکا چہرہ جذبات کی تصویر تھا۔ کم از کم اسفند کو ایسا ہی لگا تھا۔

"کافی یا چائے؟" اسفند اب اُسکے ساتھ والے صوفے پر بیٹھا تھا۔

"بلیک کافی۔" وہ پھر مُسکرایا۔ اُسے مُسکرانے کی عادت تھی شاید۔

اسفند نے سر ہلایا اور کریڈل اُٹھا کر ہدایات دینے لگا۔

"ہم کام کی بات۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"نہ نہ!" اُس نے بات کاٹی۔

"پہلے تو ہمیں تم سے ایک شکوہ ہے۔"

اسفند پُر سکون تھا۔

"بھئی یہ آفس جتنا تمہارا ہے اُتنا ہی ہمارا بھی ہے۔ تمہارے سٹاف نے تو ہم سے بالکل بھی اپنوں والا سلوک نہیں کیا۔" ہاتھ میں پکڑا فون اُس نے سامنے میز پر رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"وہ ابھی تمہیں جانتے نہیں ہیں۔" اسفند سنجیدہ تھا۔ عزیز ڈار کا رویہ اُسے اُلجھن میں ڈال رہا تھا۔ وہ اگر اداکاری کر رہا تھا تو اسفند نے اُسے بہترین اداکار مان لیا تھا۔

''ٹھیک ہے۔اب تم کام کی بات پر آ سکتے ہو۔''اُسکے لہجے میں شوخی تھی۔

''ہمارے ففٹی پرسنٹ شئیرز تمہارے پاس ہیں۔ہمدانی نے ہم سے مشورہ کیے بغیر

تمہیں بیچے ہیں۔میں تقریباً ایک مہینہ آفس سے دور رہا ہوں۔یہ سب اِسی وجہ

سے ہوا ہے۔''اسفند نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔عزیزا بھی بھی مُسکرا رہا تھا۔اُسی

پل سیکریٹری کافی لے آئی۔ٹرے میز پر رکھی اور اُسی تیزی سے باہر نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

''اِن سب باتوں میں بس ہمیں یہ نہیں پتا تھا کہ تم ایک مہینہ آفس نہیں آئے۔

حیرانگی کی بات ہے کہ تم جیسا سمجھدار آدمی ایک مہینہ آفس کیوں نہیں آیا۔'' وہ

پوچھ رہا تھا۔

''میری پھپھو کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔'' اسفند کے چہرے پر واضع کرب تھا۔

''اوہ۔۔۔افسوس ہوا۔'' وہ ٹیک چھوڑ کے آگے کو ہوا اور اُسکا کندھا تھپکا۔ پھر کافی

www.novelsclubb.com

کا مگ اُٹھا لیا اور پیچھے کو ہو کر بیٹھ گیا۔ مُسکراہٹ اب البتہ اُس نے غائب کر لی تھی۔

اسفند نے سر کے خم سے تعزیت وصول کی۔

"تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟" عزیز ڈار کو پہلی بار اسفند سے ہمدردی محسوس ہوئی۔

کافی کا کڑوا گھونٹ بھرا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم ہمارے شئیرز ہمیں واپس بیچ دو۔" لہجہ اب پھر پُر سکون تھا۔

پُر سکون اور سنجیدہ۔

وہ ہنسا۔

www.novelsclubb.com

"اسفند عباسی! ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہمیں تمہارے ساتھ کام کرنے کا مزہ آئے

گا۔اب کام تو تب ہی ہو گا نا جب ہم شئیر زواپس نہ کریں۔ہم شئیر زواپس نہیں

کرینگے، ہم تمہارے ساتھ کام کرینگے۔"اٹل سا لہجہ۔

اسفند مُسکرایا۔وہ اداکار ہی تھا۔ایسا اداکار جو حالات کے مطابق اپنی پوری ذات کا

نقشہ بدل لیتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تم پر اعتبار نہیں ہے عزیز۔لیکن اگر تم میرے ساتھ کام کرنا چاہتے ہو تو

تمہیں میرے اصولوں کے مطابق چلنا ہو گا۔"

"کیا ہو گیا ہے یار، کام کے معاملوں میں عزیز سے زیادہ اصولوں کا پکا اور کوئی ہو ہی

نہیں سکتا۔ بات جہاں تک اعتبار کی ہے تو وہ تو مجھے بھی خود پر نہیں ہے۔" اُس نے

کافی کا مگ واپس رکھ دیا۔ جیسے بات ختم۔ ملاقات ختم۔

"میں انتظار کرونگا۔" وہ کھڑا ہوا تو اسفند بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ عزیز مُسکرایا اور سر کو خم

دیا۔ پھر اُسی گرمجوشی سے اسفند سے ملا اور دونوں باہر کو بڑھ گیے۔

www.novelsclubb.com

اسفند کی اَن چھوئی کافی اُسکے اگلے قدم سے ناواقف سی پڑی ٹھنڈی ہو رہی تھی۔

※※※

"میں نے آپکو کہا تھا نا کہ وہ شئیرز واپس نہیں کریگا۔" اسفند اب سُہیل کے آفس

میں بیٹھا تھا۔ افضل بھی وہیں تھے۔ عزیز ڈار سے ہوئی بات کی پوری روداد وہ سُنا چکا

تھا۔

"میں اُسکی بزنس پوزیشن دیکھ چکا ہوں۔ اُس نے واقعی کوئی دو نمبری نہیں کی۔"

افضل نے کہا۔

www.novelsclubb.com

"اسفند اگر تم مطمئن ہو تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم اکیلے نہیں ہو ہم تمہارے

ساتھ ہیں۔" سُہیل نے اجازت دی۔

"ٹھیک ہے پاپا۔ فکر نہ کریں سب اچھا ہو گا۔" وہ مُسکرا دیا۔ وہ مطمئن تھا۔ اُسکے

پاس اُسکے بڑے تھے جو اُسکے ساتھ کھڑے تھے۔ اُسے اور کچھ نہیں چاہئے تھا۔

※※※

"کوئی کہہ رہا تھا کہ دو تین دن تک آپکو لینے آ جاؤ نگا۔" بجو اماں کا لہجہ روٹھا ہوا تھا۔

"اماں میں بہت بزی تھا نا۔" اسفند نے صفائی دینی چاہی۔

www.novelsclubb.com

"کوئی یہ بھی کہہ رہا تھا کہ بجو اماں میں اپکو بہت مِس کرو نگا۔ لیکن ایک کال بھی

نہیں کی۔" وہی لہجہ۔

''بجو اماں مان جائیں نا۔''اُس نے پھر کوشش کی۔

''کوئی تو یہ بھی کہہ رہا تھا کہ میں بجو اماں کو رعناء کی کمی محسوس نہیں ہونے دونگا۔''

اب اُنکی آواز بھرّا گئی۔

اُن سب کو گیے دو ہفتوں سے زیادہ ہو گئے تھے اور وہ اُن سب سے زیادہ رعناء کو یاد

کر رہی تھیں۔وہ سب جب وہاں تھے تو رعناء کم یاد آتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

''اماں ایسے مت کریں پلیز۔مجھے سب کچھ چھوڑ کر آنا پڑے گا۔''اسفند کے گلے

میں کچھ اٹکا۔وہ اپنے کمرے میں تھا۔عام سے حلیے میں،لیپ ٹاپ سامنے میز پر

رکھے وہ کافی کا مگ لیے بیٹھا تھا۔سکرین پر بجو اماں اب اپنے آنسو پونچھ رہی تھیں۔

''اماں پلیز۔۔۔''اسفند نے منت کی۔

''تو پھر تُو آجا سب چھوڑ کر۔مجھے تم سب بہت یاد آرہے ہو۔مجھ بوڑھی کا بھی تو

www.novelsclubb.com

خیال کرو۔میں اپنے بچوں کی جُدائی نہیں سہہ سکتی میرے بچو۔''وہ رونا ضبط کر رہی

تھیں۔

''ٹھیک ہے بجو اماں۔ مجھے کل کا دن دیں۔ میں آ جاتا ہوں۔ باقی سب کہاں ہیں؟''

اسفند نے بات بدلی۔

''عُمائمہ کچن میں ہے۔ عائشہ اور جویریہ کو کچھ چیزیں لینی تھیں وہ نبیل کے ساتھ

گئی ہیں۔'' گیلی سی سانس اندر کھینچی۔ اسفند مُسکرایا۔ وہ اِسی لیے اُداس ہو رہی تھیں

کیونکہ وہ دونوں بھی گھر نہیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

''میری ایک بات سُن۔'' اُنہیں جیسے کچھ یاد آیا۔ آواز کو سرگوشی نما کیا۔

''جی اماں۔'' اسفند بھی متوجہ ہوا۔

"میں نے حناء سے عدیل کے رشتے کی بات کی ہے۔ لڑکی بہت اچھی ہے اور مجھے

لگتا ہے عدیل اُسے پسند بھی ہے۔" ایسے بتایا جیسے بڑا ہی قیمتی راز ہو۔ اسفند ہنسا۔

"عدیل سے تو پوچھ لیں۔ کیا پتا اُسے کوئی اور لڑکی پسند ہو۔"

"تجھے کیسے پتا؟" اُنہوں نے آنکھیں چھوٹی کر کے گھورا۔

"میں تو ویسے ہی کہہ رہا تھا۔ مجھے نہیں پتا۔" اسفند کو بات اُلٹی پڑ گئی۔

www.novelsclubb.com

"کوئی نہیں کی ہوئی اُس نے ! کی بھی ہے تو اُسے بتادے زیادہ ہواؤں میں نہ

اُڑے۔" وہ اپنی جون میں واپس آئیں۔

"نہیں ہے کوئی بھی اماں۔" وہ پھر ہنسا۔ اتنے دنوں بعد آج وہ کھل کر ہنسا تھا۔

اسفند اُنہی سب کی وجہ سے تو جیتا تھا۔

※※※

www.novelsclubb.com

"اُسکا آفس اُسکی کمزوری نہیں ہے سیلین۔" عزیز اپنے گھر کی سٹڈی میں تھا۔

راکنگ چیئر کے ساتھ ٹیک لگائے وہ کرسی مسلسل جھُلا رہا تھا۔ کانوں میں ائیر پوڈز

لگے تھے جن میں سے سیلین کی آواز آ رہی تھی۔

"پچھلے مہینے اُسکی پھپھو للہ کو بیماری ہو گئی تھیں اور بلیومی اُس آدمی نے پورا مہینہ

آفس کو شکل بھی نہیں دکھائی۔" وہ حیران تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں یار! وہ شادی شدہ نہیں ہے۔" اُس نے ہاتھ جھلایا۔

"وہ پیسے سے چلنے والا انسان نہیں ہے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے وہ ہر چیز کو اگنور کر

سکتا ہے اپنے خاندان کے آگے۔ اسفند عباسی کی کمزوری اُسکا خاندان ہے۔" وہ

مُسکرایا۔

زندگی میں پہلی بار عزیز ڈار نے کسی کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا۔

www.novelsclubb.com

※※※

قسط نمبر گیارہ

باب نمبر بارہ

"راہ گیر"

کبھی ہم سوچتے ہیں کہ

یونہی دشتِ تنہا میں

محبت کرنی بھی ہو تو، ارادہ کر ہی لیتے ہیں۔

کہ نیت باندھ لیتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

مگر رُکو!

محبت فرض تھوڑی ہے؟

محبت قرض تھوڑی ہے؟

جو جب چاہو تو ہو جائے۔

جو جب چاہو تو کھو جائے۔

محبت راہ چلتا اِک

مسافر ہے میرے یارو!

کہ جس کو چُن لے یہ خود ہی

اُسی کے ساتھ چل جائے۔

محبت راہ چلتا اِک

گھڑیال ہے مانو!

جو پل بھر میں سرک جائے۔

www.novelsclubb.com

جو پل بھر میں بکھر جائے۔

محبت راہ چلتا اِک ''راہ گیر'' ہے جانو!

جو جب چاہو تو رُک جائے۔

جو جب چاہو تو گُم جائے۔

(از خود)

کتاب کے پنوں کا رُخ اُس شہر کی طرف ہوا جو روشنیوں کا شہر ہے۔ جسے وہاں کے اپنے مکین ہی اکثر ''کراچی'' کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ اگر اِسی کراچی کی روشنیاں بُجھ جائیں تو سارا پاکستان بُجھ سکتا ہے۔

www.novelsclubb.com

پنوں پر ثبت الفاظ نے حرکت کی اور وہ کراچی کے ایک مشہور علاقے تک پہنچ گئے۔ ہاں وہی علاقہ جسے تاریخ میں اگر یاد کیا جائے تو اِس بات سے یاد کیا جاتا ہے کہ جب برصغیر میں انگریزوں کی حکومت آئی تو اُنہوں نے عوامی مسائل اور شور سے

دور بھاگنے کے لیے ایک الگ کالونی بنائی اور وہاں مقیم ہونے لگے۔ یہ علاقہ سمندر کے سب سے قریب تھا اور اِس کے نام کا مطلب ''چوٹی کے نیچے واقع آبادی'' تھا۔ یعنی آج کے کراچی کا کلفٹن۔ آج کا کلفٹن بھی شاہانہ انداز رکھتے ہوئے کراچی کا مشہور ترین اور مہنگا ترین علاقہ جانا جاتا ہے۔ یہاں کے بڑے بڑے بنگلے عام انسان کو ایک بار تو گردن اُٹھا کر خود کو دیکھنے پر مجبور ضرور کر دیتے ہیں۔ کلفٹن اور ڈیفینس کے علاقے میں کچھ زیادہ فرق معلوم نہیں ہوتا۔

الفاظ حرکت کرتے گئے اور ایسے ہی ایک بنگلے کے اندر تک سفر کرنے لگے جہاں تم دیکھو گے کہ سفیر ملک اپنے ہلکے سُرمئی بال لیے سربراہی کرسی پر براجمان تھے۔ بڑے بیضوی میز کے دائیں طرف مقدس سفیر ملک بیٹھی تھیں اور بائیں جانب حناء سفیر ملک۔ مقدس سفیر، سفیر ملک کے برعکس زیادہ جوان معلوم ہوتی تھیں۔ سپید چہرہ مکمل برٹش تھا اور گالوں اور آنکھوں کے گرد جھریاں سی پڑتی تھیں۔ البتہ چہرے کی چمک میں سُرخی ابھی تک موجود تھی۔ سفیر ملک اپنے جھریوں زدہ

www.novelsclubb.com

ہاتھوں سے بریڈ سلائیس پر بٹر لگا رہے تھے۔ حناء یونیورسٹی جانے کیلیے تیار سی بیٹھی تھی۔ دوپٹہ تہہ کر کے کرسی کے پیچھے لٹکا رکھا تھا۔ بالوں کو مصنوعی طور پر سیدھا کر کے دونوں کندھوں سے آگے گرا رکھا تھا۔ وہ سامنے بیٹھی ماں کو اشارے کر رہی تھی۔ اگر دیکھو تو مقدس سفیر بھی اشارے کر رہی تھیں۔

"بات تم شروع کرو!"

"نہیں آپ کریں!"

"میں کیسے کروں؟"

ہاں ایسے ہی اشارے۔ سفیر ملک دونوں کی حرکات ملاحظہ کرتے مُسکرا رہے تھے۔

"سفیر! حناء نے ہم سے کوئی بات کرنی ہے۔" بالآخر وہ بولیں اور سارا مدعا حناء پر ڈال دیا۔

www.novelsclubb.com

''ہم سے نہیں ''آپ'' سے کہیں۔ بات ہمیشہ کی طرح آپ پہلے سے جانتی ہیں۔''

سفیر مُسکرا دیے۔ چھری اور سلائیس پلیٹ میں رکھ دیا۔

''ڈیڈ! بجواماں نے میرا رشتہ مانگا ہے۔'' حناء نے لگی لپٹی بغیر، مُسکراتے ہوئے سنجیدہ آنکھیں لیے کہا۔ وہ سب رعناء کے توسط سے بجواماں کی فیملی کو کچھ حد تک جانتے تھے۔

سفیر ملک کا دل کانپا۔ البتہ چہرہ وہی رکھا۔ ہشاش بشاش سا فوجی رعب والا مُسکراتا چہرہ۔

''اُنہوں نے بڑے اچھے طریقے سے مجھے کہا ہے کہ میں آپ سے پوچھوں کہ وہ گھر آئیں یا نہیں۔'' حناء نے باپ کا جھریوں زدہ ہاتھ تھام لیا۔ وہ جانتی تھی کہ اُنکے اندر کیا چل رہا ہو گا۔ سفیر مُسکرا کر اُسے دیکھے گیے۔

''میں نے اُن سے کہا ہے کہ میں آپ دونوں کی مرضی سے سب کرونگی۔ اگر آپ کہیں تو میں اُنہیں منع کر دونگی۔'' حناء نے اُنکے نہ بدلتے ہوئے تاثرات دیکھ کر کہا۔

''میرا بیٹا'' سفیر نے دوسرے ہاتھ سے اُسکا ٹھنڈا ہوا ہاتھ تھام لیا۔

''مجھے آپ پر فخر ہے۔ آپ میری زندگی کا سارا اثاثہ ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ بیٹیاں پرائی ہی ہوتی ہیں۔ کیوں مقدس؟'' گردن موڑ کر بیوی کو دیکھا۔ وہ مُسکرائیں۔

''رعناء کو ہم سب کافی عرصے سے جانتے تھے۔ اُنکی فیملی بھی اچھی ہے۔ فیصلے للہ نے کرنے ہیں ہم تو بس وسیلے ڈھونڈنے میں لگے ہیں۔ آپ اُنہیں کہیں وہ آجائیں۔ ہم دیکھ لینگے۔'' سفیر نے اُسکا ہاتھ تھپتھپایا۔

حناء کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ مسکراہٹ ہنوز قائم تھی۔

''ٹھیک ہے ڈیڈ!''

بہت سا بوجھ اُسکے کندھوں سے ہٹ گیا تھا۔وہ یہاں سے اُٹھ کر سب سے پہلی کال بجو اماں کو ہی ملائے گی اِس بات کا یقین وہاں کی فضاؤں کو بھی تھا۔

☆☆☆

سُرمئی سی قدرتی روشنی سارے اُفق پر پھیلی تھی۔یا ابھی پھیل رہی تھی۔شہرِ فیصل آباد کے مشہور گھنٹہ گھر کے گرد بنا بازار جو کہ مختلف سمتوں میں آگے دور دور تک پھیلی سڑکوں میں تبدیل ہو جاتا تھا اِس وقت خاموش پڑا تھا۔سُرمئی آسمان پر چہکتی چڑیاں ابھی انسانوں کی آوازوں اور کاموں کی پریشانیوں سے آزاد سی اِدھر اُدھر اُڑ رہی تھیں۔سرسراتی ہوائیں وہاں کی سحر کے ماحول کو اور زیادہ فسوں انگیز بنا رہی تھیں۔گھنٹہ گھر کے گرد کچھ لوگ پچھلی صبح کبوتروں کے لیے دانا گرا کر گیے تھے۔وہی دانے چُگتے معصوم پرندے اپنے دن کا پہلا رزق پا کر خدائے برتر کے آگے شکر گزار تھے۔وہیں ایک تیز سا ہوا کا جھونکا آیا اور سڑک پر گرے کئی

پتوں کو اپنے ساتھ اُڑا کر لے گیا۔ وہی اڑتے پتے سفر کرتے ہوا کے زور پر آگے بڑھے اور ایک ایلائیٹ سے علاقے میں پہنچ گیے۔

فیصل آباد ایک ایسا شہر ہے جہاں ایک کونہ بالکل دیہات لگتا ہے تو وہیں دوسرا کونہ بے پناہ ماڈرن کالونیوں اور سوسائیٹیز سے بھرا ہے۔ کسی کونے میں غربت انتہاء کو پہنچ گئی ہے تو کہیں سفید پوش لوگوں نے زندگیوں کو خوبصورت بنا رکھا ہے۔ کہیں لوگ جھگیوں میں رہنے پر مجبور ہیں تو کہیں ایک ہی بلڈنگ میں ایک انسان نے چار چار اپارٹمینٹس خرید رکھے ہیں۔

ہوا کا جھونکا تیز ہوا اور اُن پتوں نے بجواماں کے عالیشان بنگلے کا رُخ کیا۔ گھنٹہ گھر کی سوئیاں بھی حرکت کرتی رہیں اور آگے بڑھتی رہیں۔ اب وہاں ہر طرف چہل پہل تھی۔ پرندوں کی نہیں۔ انسانوں کی۔ کاروبار کی۔ سکول، کالج جانے والوں کی۔ رزق تلاشنے والوں سے لے کر اُمراء تک کی۔

ہوا کے دوش پر اُڑتے پتے آگے بڑھ گئے لیکن ہم ہوا کے ساتھ آسمان تک کا سفر کرتے ہیں جہاں آج ہلکے ہلکے سُرمئی بادل بھی نظر آرہے تھے۔آج وہاں کا آسمان ایسا ہی رہنا تھا۔ہوائیں اٹکھیلیاں کرتیں ہر چیز کو چھیڑ رہی تھیں۔یہی چھیڑ چھاڑ بنگلے کے ٹیرس میں پڑے گملوں میں اُگی بڑی بڑی منی پلانٹ کی بیلوں میں بھی ہوئی۔کمرے کے اندر کھڑا اسفند باہر کے موسم سے بے نیاز تھا۔وہ شیشے کے سامنے کھڑا آفس کیلیے تیار ہو رہا تھا۔چہرہ سنجیدہ تھا اور بالوں کو جیل لگا کر سیٹ کر رکھا تھا۔وہ بالوں کو جیل لگاتا تھا کیونکہ ایسا نہ کرنے سے اُسکے بال ماتھے پر گرے رہتے تھے اور آفس میں یہ اُسکے ڈسپلن کی خلاف تھا۔کف لنکس لگا کر اُس نے ایک آخری نظر خود پر ڈالی۔وہ تیار سا اسفند آج پھر ایک بڑے سفر پر نکلنے جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

بجو اماں کے لاڈلے کیلیے بجو اماں کا حکم سر آنکھوں پر تھا۔

کمرے کے دروازے کے باہر کا سفر کرو تو ہال میں لگی گھڑیاں صبح کے ساتھ بجا رہی تھیں۔ مناہل کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔ تھوڑا آگے بڑھو تو عدیل سیڑھیاں اُترتا نظر آ رہا تھا۔

وہ کالی پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا۔ کالر والی کالی ہی شرٹ کے کف کُہنیوں سے زرا نیچے تک موڑے، آدھی شرٹ کو پینٹ میں اڑسے، بالوں کو یونہی سیٹ کیے وہ سیڑھیوں پر تقریباً بھاگ رہا تھا۔

لاؤنج میں پہنچ کر اُس نے ایک ہاتھ میں پکڑا لیپ ٹاپ بیگ صوفے پر اُچھالہ اور کلائی میں پہنی گھڑی دیکھی۔

"اوہ نو!" بُرا سا منہ بنایا اور ڈائینگ روم میں گھُسا۔ ہاجرہ ناشتہ لگا رہی تھی۔ بھائی کو دیکھ کر مُسکرائی۔

''میں لیٹ ہو گیا ہوں۔'' کہہ کر تیزی سے کُرسی گھسیٹی اور سامنے پڑے سینکے ہوئے بریڈ سلائیس اُٹھا کر اپنی پلیٹ میں رکھنے لگا۔

''یہ کونسا کوئی نئی بات ہے۔'' افضل اُسی پل اندر آئے تھے۔ہاجرہ ہنسی۔

''میری چھوڑیں۔آپ کیوں آج جلدی اُٹھ گئے ہیں؟'' تیز تیز کھاتے ہوئے گردن موڑ کر باپ کو دیکھا۔وہ تیار تھے۔

''بس یار تمہارے تایا کے دوست کے ساتھ میٹینگ ہے۔'' جمائی روکتے ہوئے کہا۔وہ عزیز کی بات کر رہے تھے۔وہ اور سہیل اب بہت کم ہی فرم جاتے تھے۔ اب سب اسفند پر تھا تو دونوں بے فکر تھے۔

''اُنکے سامنے آپ نے اُسے اُنکا دوست کہا تو سوچ لیں۔'' اسفند بھی کوٹ بازو پر ڈالے اندر آیا۔ سُہیل کو عزیز سے واضع چِڑ تھی۔خاص طور پر اُسکے کان کی بالی سے۔

''ہاجرہ آپی میری کافی پلیز۔''عدیل کے سامنے والی کُرسی پر بیٹھااور کوٹ ساتھ والی کرسی کے پُشت پر لٹکادیا۔

''مناہل کا بھی دروازہ بجاتے آتے۔''ہاجرہ نے کافی کا مگ اُسکے آگے رکھا۔

''میں بجاکر آیا تھا۔اُٹھی ہوئی ہے،آرہی ہوگی۔''اسفند میں منہ کچھ زیادہ ہی بریڈ بھرلی تھی۔

''اوراسماعیل؟''ہاجرہ نے عدیل کو دیکھا۔اُس نے کندھے اُچکائے۔

''اُسے خود ہی اُٹھالو۔وہ دروازہ نہیں کھولتا میں بجابجاکر تھک گیاہوں۔''جھوٹا کہیں کا۔

''بجواماں کے ہی قابو آتاہے وہ۔''افضل نے بھی حصہ ڈالا۔

''افضل چچا،بجواماں ناراض ہورہی تھیں۔''اسفند کواُنکی بات سے یاد آیا۔

''ہاں میں جانتا ہوں۔ میری خیر ہے تمہاری تو وہ اچھی خاصی کلاس لینگی۔'' وہ ہنسے۔ اسفند نے ابھی تک اُنہیں کوئی پلان نہیں بتایا تھا اپنے آنے کا۔

ہاجرہ اب باپ کے کپ میں چائے اُنڈیل رہی تھی۔ پھر اپنا کپ بھرا اور اُنکے ساتھ والی کُرسی پر ہی بیٹھ گئی۔

''میں نے کہا تو ہے چلا جائے۔ ایویں اُس عزیز ڈار سے ڈر رہا ہے۔'' وہ اب کھڑے ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ وہ لیٹ ہو رہا تھا۔

''او نہوں۔۔۔ ڈر تو نہیں رہا۔'' کافی کا گھونٹ بھرا۔ عدیل نے بھی چائے کا کپ لبوں کو لگایا۔

''میں بس وہ معاملہ ختم کر لوں پھر بناتے کوئی پلان۔''

''بناؤ بھئی بناؤ۔ وہاں سب تمہاری یاد میں ہلکان ہو رہے ہیں۔'' کپ واپس رکھا اور عجلت بھرے انداز میں للہ خافظ کہتا باہر نکل گیا۔

بات عام سی تھی۔ مگر زو معنی تھی۔اسفند کا رنگ سُرخ ہوا۔وہ ابھی بھاگتے ہوئے عدیل کو گلاس ڈور کے پار سے گھور ہی رہا تھا کہ ساتھ بیٹھی ہاجرہ کو چائے کا اچھو لگا۔ افضل اُسکی کمر تھپکنے لگے اور ٹشو اُسکے آگے رکھے۔اسفند نے اپنی ہنسی روکی۔

"جب ایک دوسرے کے راز پتا لگ جائیں نا تو پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔"اُسکے قریب سرگوشی کرتا سیدھا ہو گیا۔

"بد تمیزوں!"وہ بھی بڑبڑائی اور ٹشو نکال کر ناک رگڑی۔اسفند اب ہلکے سُرخ چہرے کے ساتھ مزے سے کافی پی رہا تھا۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

آسمان اب بھی سُرمئی بادلوں سے ڈھکا تھا۔ماحول بارش والا تھا مگر حبس زدہ سا۔ ابھی صبح کے گیارہ بجے تھے اور وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ گردن فون پر گرائے وہ مگن سا تھا۔ہر دو منٹ بعد سر اُٹھا کر گاڑی سے باہر دیکھتا اور پھر اپنے کام میں

مشغول ہو جاتا۔ تقریباً دس پندرہ منٹ مزید گزرے اور ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھلا اور وہ دھپ سے آکر اندر بیٹھ گئی۔ بیگ پیچھے والی سیٹ پر پھینکا اور سیٹ کی پُشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ اُسے سانس چڑھا ہوا تھا جیسے کہیں دور سے چل کر آئی تھی۔

"پانی۔" کہہ کر اسماعیل نے چھوٹی بوتل اُسکی طرف بڑھائی۔

"شُکریہ!" مناہل کو واقعی پانی چاہیے تھا۔

"تمہیں پتا ہے جب میں دو ڈیپارٹمنٹ کراس کر کے تمہاری گاڑی تک پہنچتی ہوں اور آکر تمہاری صورت دیکھتی ہوں تو مجھے کیسا محسوس ہوتا ہے؟" پانی کا گھونٹ بھرا اور سامنے دیکھتے ہوئے ہی بولی۔ اسماعیل کی آنکھیں چمکیں۔

"اور تمہیں پتا ہے جب میں روز اپنے ڈیپارٹمنٹ سے نکل کر آدھا گھنٹہ یہاں گاڑی میں بیٹھ کر، گرمی میں تمہارا انتظار کرتا ہوں، اور پھر جب تم آجاتی ہو تو مجھے

کیسا محسوس ہوتا ہے؟"اُسی کے لہجے میں کہا اور سامنے دیکھنے لگا۔ پُر سکون اور خوش۔ صرف شکل سے۔

گاڑی میں چند پل خاموشی کی نظر ہو گئے اور پھر خاموشی توڑی گئی۔ بلکہ نہیں، خاموشی چیری گئی۔

"میرا دل کرتا ہے کہ میں تمہارا گلہ دبا دوں!"

اب کے بولے تو دونوں اکھٹے۔ لہجے بدلے ہوئے تھے۔ چہروں کو ایک دوسرے کی طرف موڑے نظروں میں کاٹ سی تھی۔ آواز اتنی تیز تھی کہ اگر شیشے کھُلے ہوتے تو پارکینگ میں موجود لوگ اُن دونوں کو وہی کہتے جو وہ تھے۔

www.novelsclubb.com

محبت میں پاگل؟

آہ نہیں!

گرمی میں پاگل۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔

"تم گاڑی لے کر میرے ڈیپارٹمنٹ تک بھی تو آ سکتے ہو نا!" وہی کاٹ لیے اُسکا چہرہ گھورا، ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑی بوتل اُسے مارنے والے انداز میں واپس کی۔

"میں تمہارا ڈرائیور نہیں ہوں!" چبا چبا کر کہا۔ بوتل واپس رکھی اور گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔

"اتنا جاہل ڈرائیور مجھے چاہیئے بھی نہیں جسے دائیں بائیں اور رائیٹ لیفٹ کا فرق ہی بھول جاتا ہو! ہونہہ!" دوپٹہ جو مناہل نے سر پر لے رکھا تھا اُتار کر گلے میں ڈالا اور اے سی ایڈجسٹ کرنے لگی۔

"تمہارے ساتھ رہونگا تو کچھ تو اثر ہو گا نا!" گاڑی اب یونیورسٹی کی حدود سے باہر کورواں تھی۔

''واٹ ایور!'' وہ مزید بحث کے موڈ میں نہیں تھی۔اے سی جو چل گیا تھا۔

اسماعیل بھی خاموش رہا۔

''اسماعیل!'' تھوڑی دیر بعد مخاطب کیا۔سر اب سیٹ کی پُشت کے ساتھ ٹکا رکھا تھااور گردن باہر کو موڑے ہوئے تھی۔

''ہاں؟'' ونڈ سکرین کے پار دیکھتے ہوئے ہی کہا۔

''یہاں قریب میں ہی دو گلیاں چھوڑ کر نیا آئس کریم کیفے کھلا ہے۔'' اسماعیل نے نظریں موڑ کر اُسے دیکھا۔وہ اب گردن اُسکی طرف موڑے میسنوں والی شکل بنائے کہہ رہی تھی۔اُس سے زیادہ معصوم کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔اسماعیل پلک جھپکنا بھول گیا۔

www.novelsclubb.com

''پلیز!'' مناہل نے شکل اور زیادہ معصوم کرلی۔وہ گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

"مناہل وہ دو گلیاں چھوڑ کر نہیں ہے، پانچ کلو میٹر کا راستہ ہے۔" اپنی جون میں واپس آ گیا۔

"یار اسماعیل! دیکھو جب سے تمہیں گاڑی ملی ہے تم ایک بار بھی باہر نہیں لے کر گئے۔" مناہل نے اُسے شرمندہ کرنا چاہا۔

"ہاں یونیورسٹی تو جیسے ہمارے بیک یارڈ میں واقع ہے۔" سٹئرینگ وہیل سے ہاتھ اُٹھا کر پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔

"آنے دو بجو اماں کی کال واپس نہ لی چابی تو میرا نام بھی مناہل عباسی نہیں!" منہ پھلا کر بازو سینے پر باندھے سیدھی ہو گئی۔

"تمہارا نام مناہل عباسی ہے بھی نہیں۔" زیرِ لب بڑبڑایا۔ سُن لیتی نا" مناہل اسماعیل" تو بتاتی۔

"دیکھنا پھر اُسی بائیک پہ سڑتے ہوئے جانا یونیورسٹی۔" اُسکا بس نہیں چل رہا تھا۔

''دیکھنا تم بھی پیچھے ہی بیٹھی ہو گی۔''اُسی کے جلے بھُنے سے انداز میں کہا۔

''توبہ کتنے تم۔۔''ناک پھُلائے جیسے اُسے کوئی لفظ نہیں مل رہا تھا اُسکی شان میں بیان کرنے کو۔

''کمینے اور کنجوس ہو!''کہہ کر جیسے سکون آیا تھا۔

''بڑی نوازش آپکی!''نظریں سامنے ہی جمائے ایک ہاتھ سینے پر رکھ کر قصیدے وصول کیے۔

''آہ! یا میرے للہ! مجھے صبر عطاء کریں!''مناہل نے دونوں بازو پھیلا کر مُٹھیاں ضبط سے بھینچیں۔

www.novelsclubb.com

''مجھے بھی!''اسماعیل پیچھے رہتا بھلا؟

ایک شاکی نظر اُس پر ڈالی اور ''کول ڈاؤں مناہل''بڑبڑا کر آنکھیں پھیر لیں۔

گاڑی آکر پورچ میں ہی رُکی تھی۔ مناہل کا منہ اب تک اور زیادہ بھیانک ہو چکا تھا اور اسماعیل اپنی ہنسی روکنے سے قاصر تھا۔ گاڑی کا دروازہ مناہل نے ہذیانی انداز میں مارا۔

"ہاجرہ آپی! میرے لیے پانی اور مناہل کیلیے برف کے کیوبز لے کر آیئے گا پلیز!" لاؤنج میں آکر نعرہ لگایا اور صوفوں کی طرف بڑھ گیا۔

مناہل کے ضبط کی حد تھی۔ کندھے پر لٹکا بیگ اُتار کر پوری قوت سے اُسکے سر میں دے مارا۔ وہ جو بڑے مزے سے صوفے پر براجمان تھا، کتابوں سے بھرا بیگ عین اُسکے سر میں آن لگا تھا۔

"آہ! مناہل!" اپنا سر تھامے وہ ایسے ہو گیا جیسے بیگ میں کتابیں نہیں بڑے بڑے پتھر تھے۔ کیا پتہ مناہل کا؟

"سستے آدمی!" کہہ کر وہ سیڑھیاں چڑھ گئی۔

''بچ جاؤ اب تم! آہ میرا سر!'' وہ ابھی بھی سر تھامے دوہرا ہو رہا تھا۔

☆☆☆

میٹینگ روم کے بڑے بڑے شیشے باہر کا موسم دکھا تو رہے تھے لیکن اُسے محسوس نہیں کروا سکتے تھے۔ باہر کی حبس اندر کے اے سی کی ٹھنڈک سے ہزار درجے بہتر تھی۔ میز پر بہت سے کاغذات بکھرے پڑے تھے، لیپ ٹاپ کھُلے ہوئے تھے اور اُس انڈے کی شکل کے بڑے میز کے گرد براجمان افسران کے چہروں پر اپنی روشنی ڈالتے نظر آ رہے تھے۔ سربراہی کرسی پر سہیل تھے اور اُنکے دائیں بائیں جانب افضل اور اسفند تھے۔ وہ دونوں ڈنر سوٹ میں ملبوس تھے البتہ سہیل سفید سوٹ پر کالا کوٹ پہنے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

اسفند کے ساتھ والی کرسی پر اُسکی سیکریٹری تھی اور اُسکے سامنے وہ بیٹھا تھا۔ کالے بال اب پانچ چھ انچ تک بڑھ گیے تھے۔ وہ آج سفید ڈنر سوٹ کے ساتھ سُرخ رنگ کی شرٹ میں ملبوس تھا۔ چہرے پر مُسکراہٹ قائم تھی البتہ کان کی بالی کی

جگہ آج ڈائمنڈ سٹڈ تھا۔ وہاں صرف سکون نہیں تھا، شوخی بھی تھی۔ سُہیل کو اُسکے کان کا سٹڈ سب سے زیادہ بُرا لگ رہا تھا۔

عزیز کے ساتھ والی کرسی پر اُسکی سیکریٹری براجمان تھی۔ یہ وہ واحد لڑکی تھی جو اسفند کو ٹھٹکنے پر مجبور کر رہی تھی۔ وہ بڑے ہی اعتماد سے عزیز کے ساتھ چلتی رہی تھی اور اسفند کے ماتھے کے بلوں کی باعث بنی تھی۔ کیونکہ وہ پہلے بھی وہاں آچکی تھی۔ ہمدانی کے لوگوں کے ساتھ۔ اسفند کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ اسفند کو ایک لمحہ لگا تھا یہ جاننے میں کہ عزیز ڈار واقعی وہ نہیں تھا جو نظر آتا تھا۔ وہ خود کو اتنا ہی جاننے دیتا تھا جتنا وہ خود چاہتا تھا۔ وہ کسی بھی سسٹم کے اندر تک سرائیت کر جانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ عزیز ڈار واقعی اداکار تھا۔

www.novelsclubb.com

تقریباً تین سے چار گھنٹے کی اُس میٹینگ کے آخر میں اگر ایک بار اُن سب کے چہرے دیکھو تو پُر سکون تھے۔ دونوں طرف کی سیکریٹریاں اپنے اپنے ٹیب پر آخری نکات درج کرتیں وہاں پڑے صفحات اکھٹے کر رہی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر میں لیگل کانٹریکس لائے گیے اور دستخط کیے گیے۔ عزیز ڈار اب بھی مُسکرا رہا تھا۔ بہت کچھ جتاتی ہوئی مُسکراہٹ۔ اسفند عباسی سنجیدہ تھا۔ بہت کچھ بتاتی ہوئی سنجیدگی۔

سب متفق تھے۔

سب پُر سکون تھے۔

زیادہ دیر نہیں رہنے والے تھے۔

ملاقات ختم ہو گئی۔

ایک پہاڑ سَر ہو گیا۔

اسفند عباسی سے؟

یا پھر عزیز ڈار سے؟

☆☆☆

www.novelsclubb.com

میٹینگ ختم ہو گئی تو اسفند سب سمیٹنے لگا۔اُسے کراچی جانا تھا۔وہ اِس بار پوری تیاری کے ساتھ جانا چاہتا تھا۔وہ اس بار پیچھے کچھ بھی خراب کیے بغیر جانا چاہتا تھا۔ ذہنی سکون۔

اپنی سیکریٹری کو ہدایات دیتا، ساری فائلوں، کانٹریکٹس پر آخری نگاہیں ڈالتا، سائین کرتا، وہ ماتھے پر بکھرے بالوں کے ساتھ اَن گنت بل لیے آگے کا سوچ رہا تھا۔ ایک بار پھر پلیننگ کر رہا تھا۔

ہاں سارا نظام خدائے برتر کا ہے۔لیکن پلیننگ کے بغیر زندگی گزارنے والوں کے وقت، رزق اور رشتوں کی برکت اُٹھ جایا کرتی ہے۔یہ خدائی صفت ہے۔اور زمین والوں کیلیے بہت فائدہ مند ہے۔

www.novelsclubb.com

عصر ابھی تازہ سی تھی جب وہ سارے کام سمیٹ کر اب اپنے آفس میں بیٹھا کُرسی جھلا رہا تھا۔پھر کوئی خیال آیا۔کرسی سے ٹیک ہٹائی اور میز پر پڑا اپنا فون اُٹھا لیا۔ٹیک واپس لگا لی اور فون سکرین پر ٹیپ کرنے لگا۔پھر فون سے سگنلز نکلنے لگے اور ہوا میں

سفر کرتے تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔یہ سگنلز بھی فاصلوں کی طرح ہی ہوتے ہیں۔اَن دیکھے اور بہت دور۔

تیزی سے اُڑتے سگنلز رعناء کے قصر کے لاؤنج تک پہنچے اور پھر اُنکی وجہ سے وہاں پڑا بجو اماں کا فون روشن ہوا۔پھر بجنے لگا۔پورا قصر خاموش تھا۔گھر میں کوئی بھی نہیں تھا۔سارے مکین باہر تھے۔

چند سیکینڈز،چند لمحے اور پھر کئی منٹ۔سگنلز آتے رہے اور فون بجتا رہا۔لیکن کسی نے نہیں اُٹھایا۔

اپنی کرسی پر بیٹھا اسفند حیران ہوا۔فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔بجو اماں اور اسفند کی کال نہیں اُٹھا رہی تھیں؟حیرانگی کی بات تو تھی۔

پھر اُس نے کانٹیکٹ لسٹ نکالی۔ایک ہی نام پر اُنگلیاں تھمیں۔ایک بار ٹیپ کیا۔

فون نے چار مزید آپشنز دیے۔کال۔ میسج۔ویڈیو یا پھر میل۔کچھ اَن دیکھا۔کچھ اَن کہا سا۔فاصلہ۔کوئی اجازت۔کئی بند۔

اجازت؟اسفند کو واقعی ابھی اجازت نہیں تھی۔

بند؟اسفند اور عُمائمہ کے درمیان ابھی بہت سے بند تھے۔

وہ اپنے ہی خیال پر مُسکرا دیا۔پھر فون کی ہوم سکرین کو تاریک کر کے میز پر ڈال دیا۔ٹیک واپس لگالی اور کُرسی جھلانے لگا۔

زندگی میں کچھ لوگوں کی وجہ سے آپ جیتے ہیں۔اور کچھ لوگ مکمل آپکی زندگی ہی ہوتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

رعناء کے قصر کے سارے مکین آج کراچی کے کسی مال میں گھومتے نظر آرہے تھے۔ عُمائمہ بجواماں کے بازو میں بازو ڈالے مُسکرا کر اُنہیں کچھ بتاتی سب سے آگے چل رہی تھی۔ عائشہ اور جویریہ نبیل کے دائیں بائیں تھیں۔

"ڈیڈ مجھے بھوک لگی ہے۔" بجواماں سے باتیں کرتے کرتے اُس نے گردن موڑ کر پیچھے باپ کو کہا اور پھر محوِ گفتگو ہو گئی۔ چلتے چلتے بجواماں یکدم رُکیں اور گہرے گہرے سانس لینے لگیں۔

"نبیل میاں! یہ تمہاری بڑی لڑکی جتنی تیزی سے باتیں کر رہی ہے اُتنی ہی تیزی سے چلنے لگتی ہے۔" وہ ہانپنے لگی تھیں۔ عمائمہ نے بُری سی شکل بنائی۔ اُسے پہلے بھی دو بار ڈانٹ پڑ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں اب جویریہ کے ساتھ چلونگی۔" اُنہوں نے اُسکے بازو میں سے اپنا بازو نکال لیا۔

''اچھا ناسوری۔اب آہستہ چلو نگی۔'' یہ جملہ وہ کوئی دسویں بار کہہ چکی تھی۔

''چلو اب بس کرو۔اماں تھک رہی ہیں۔ کھانا کھاؤ اور واپس چلو۔'' نبیل نے آگے بڑھ کر بجو اماں کا بازو تھام لیا۔اب اُن سب کا رُخ کیفے کی طرف تھا۔

''بجو اماں آپکو پتا ہے اِس ریسٹورانٹ کا کھانا مام کا فیورٹ تھا۔''

رعناء کی باتیں۔اُنکی یادیں۔

لوگ ساری زندگی آپکے ساتھ نہیں رہتے۔ لیکن اُن سے جُڑی باتیں اور یادیں ہمیشہ آپکے ساتھ رہتی ہیں۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

''بجو اماں! اسفند بھائی کی اتنی ساری مسڈ کالز!'' گھر آکر عائشہ نے سب سے پہلے بجو اماں کا ساکت پڑا فون اُٹھا کر دیکھا تھا۔ بیگز رکھتی عُمائمہ نے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔

"ملاؤ کال۔ میں بات کروں۔" بجو اماں نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھیں۔

عائشہ بھی فون لیے پیچھے ہی ہو لی۔

سورج کی سُنہری کرنیں اب آہستہ آہستہ مدھم ہوتی جا رہی تھیں۔ تھوڑی دیر تک مکمل غائب ہو جانی تھیں۔

"السلام علیکم بجو اماں!" پہلی ہی کال پر بجو اماں کے لاڈلے نے فون اُٹھا لیا تھا۔ وہ ٹی وی لاؤنج میں اُن سب کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ عدیل ابھی تک اکیڈمی سے نہیں آیا تھا۔ باقی سب بیٹھے ڈرامہ دیکھ رہے تھے۔

"وعلیکم السلام اسفند میاں! تم تو آئے نہیں، تمہاری کالز آئی ہوئی تھیں۔" انداز روٹھا سا تھا۔

www.novelsclubb.com

صوفے پر ٹک لگائے بیٹھا اسفند بے اختیار کھلکھلا کر ہنسا۔لاؤنج میں موجود ہر ایک نے اُسے مڑ کر دیکھا۔گھور کر۔کھا جانے والی نظروں سے۔بھلا کوئی شام سات بجے والے ڈرامے میں اتنا خلل ڈالتا ہے۔

"سوری سوری!" بے آواز کہتا وہ وہاں سے اُٹھ گیا۔اب رُخ سیڑھیوں کی طرف تھا۔

"تو آپ نے کونسا میری کالز اُٹھالی تھیں۔" سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔

"میں بہت بزی تھی۔" بجو اماں نے سرعت سے اُسی کا جملہ دُہرایا۔عائشہ جو اُنکی دوائیاں نکال رہی تھی، ہنسی۔

دوسری طرف ہال سے گزرتا اسفند بھی ہنسا۔

"آرہا ہوں کل۔" وہ اب ٹیرس کا دروازہ سلائیڈ کر کے باہر آگیا تھا۔

دور اُفق پر نظر پڑی تو اب وہاں سورج کے چند آثار رہ گئے تھے۔ باقی سارا آسمان اندھیرے میں ڈوب چکا تھا۔

"کتنے بجے؟" وہ مُسکرائی تھیں۔

"اب یہ تو سرپرائیز ہے۔ بس کل کسی بھی وقت آسکتا ہوں۔" ریلینگ پر ہاتھ رکھے وہ سامنے دیکھتا مُسکرا رہا تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے تھے اور بھوری آنکھوں میں چمک تھی۔

"چل ہٹ! سرپرائز کے بچے! عدیل کو بھی لیتے آنا ساتھ۔" وہ ہنسیں اور پھر بڑے آرام سے اگلا حکم سُنایا۔ حناء کی کال اُنہیں آچکی تھی۔

"باقی پیچھے رہ کون جاتا ہے۔ اماں سب کو ہی لے آوں؟" ہنستے ہوئے کہا۔ وہ اب اُنہیں تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

''میں نے جتنا کہا ہے اُتنا کر۔ زیادہ اپنی پھپھو بننے کی کوشش نہ کر۔''اسفندر عناء کے حوالے پر اپنا قہقہہ روکنے سے قاصر تھا۔

''مجھے یاد آگیا ہے کہ عدیل کیلیے آپ نے کیا منصوبہ بنا رکھا ہے۔''

''ہاں تو بس لے آ اُسے بھی ساتھ۔''وہ بھی ہنسیں۔عائشہ نے پانی کا گلاس بھر کر ساتھ پڑی چھوٹی میز پر رکھا اور اُنہیں دوائی لے لینے کا اشارہ کرتی باہر نکل گئی۔

''اور انسانوں کی طرح بتا دے کب پہنچے گا، بھئی لڑکیوں نے کھانے پکانے کا بھی تو کچھ کرنا ہے نا۔''

''اماں سرپرائز ہے نا۔''اُنہیں کے لہجے میں کہا۔

''اور ویسے بھی لڑکیوں کو کونسا کوئی کھانا بنانا آتا ہے۔ باہر سے ہی منگوانا ہے۔''وہ اب کُرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا تھا۔

سمجھدار اسفند اپنے دماغ کو زنگ سے بچاتے ہوئے مُسکرا رہے تھے۔

''ایویں نہیں آتا۔اتنے دن شائستہ، آصفہ کے ساتھ لگی رہی ہے عُمائمہ۔اچھا بھلا سب بنا لیتی ہے اب۔ تجھ سے تو بہتر ہے جسے بس وہ کالی کڑوی کافی بنانی آتی ہے۔''

اُنہوں نے ''کڑوی کافی'' جیسی ہی شکل بنائی۔

''اچھا دیکھ لینگے ہم بھی۔ لیکن سرپرائز نہیں خراب کرونگا میں اپنا۔'' وہ مسلسل مُسکرا رہا تھا۔

''دوسری رعناء ہی ہے تُو بھی!'' وہ بھی ہنسیں۔

اور پھر فضاؤں نے اُن دونوں کی باتوں پر اگلے بہت سے پل قہقہے لگائے۔

☆☆☆

''کہاں ہو؟'' بجو اماں کی کال بند ہوئی تو اسفند نے اگلی کال عدیل کو ملائی۔

''گھر آگیا ہوں۔ کچن میں ہوں۔ کیا ہوا؟'' وہ حیران ہوا۔

''اوکے۔'' کہہ کر اسفند نے کال بند کی اور ٹیرس سے نکل گیا۔

"چھٹیاں لے لو دو تین دن کی پھر سے۔" ڈائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے نعرہ لگایا۔

"کیوں؟" پلیٹیں لگاتی مناہل اور عدیل نے بیک وقت پوچھا۔

"کیونکہ بجو اماں نے تمہیں بھی یاد کیا ہے۔" وہ اُسکے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یار یونیورسٹی والے نکال دینگے مجھے۔" عدیل مے بُرا سا منہ بنایا۔ "میرے بچوں کے مڈٹرم ہونے والے ہیں ایک ہفتے بعد۔" وہ ابھی تک صبح والے لباس میں ہی تھا۔ شرٹ کے بٹن اب کھول رکھے تھے اور بالوں کا اب تک گھونسلہ بن چکا تھا۔

"نہیں نکالتے۔ بس دو دن ہی تو ہیں۔ آگے ویک اینڈ ہے۔ جلدی آجائینگے ہم۔" اسفند نے اب ختمی اعلان کیا۔

www.novelsclubb.com

''بھائی مجھے بھی لے جائیں۔میں بھی عُمائمہ سے مل لونگی۔''مناہل کی آنکھیں چمکیں۔پلیٹیں لگا کر اب وہ بھی وہیں براجمان ہو گئی تھی۔بھلا کوئی ڈسکشن چل رہی ہو اور مناہل کمرے سے اُٹھ جائے؟ایسا تو بھئی ہو نہیں سکتا تھا۔

''ڈرامے نہ کرو زیادہ۔ابھی تو مل کر آئی ہو۔''عدیل نے جواب دیا۔مناہل نے منہ بنایا۔

''اور ویسے بھی تو عمائمہ کو لے کر ہی آنا ہے ساتھ۔''اُسے کہتے کہتے عدیل نے گردن اسفند کی طرف موڑی۔اسفند کے پیٹ میں بل سا پڑا۔

''ہاں۔''کہا تو بس یہی۔

''کب جانا ہے؟''مناہل نے پھُلائے ہوئے منہ سے ہی پوچھا۔

''میں فلائیٹس چیک کرتا ہوں۔''کہہ کر فون پر لگ گیا۔

☆☆☆

کافی کا مگ تھامے وہ بڑے انہماک سے سامنے لگی سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔ کھانا وہ لوگ باہر ہی کھا آئے تھے اور اب سب یہاں وہاں ہی بیٹھے تھے۔

"عُمائمہ!" کمرے میں سے آتی بجو اماں کی آواز پر انہماک ٹوٹا۔

"جی بجو اماں!" وہیں سے نعرہ لگاتی اُٹھ گئی۔

"اسفند اور عدیل آرہے ہیں کل۔" عُمائمہ کا سانس رُکا تھا یا دل؟

"اسفند ڈرامے کر رہا ہے اور بتا نہیں رہا کہ کتنے بجے پہنچے گا۔ کہہ رہا ہے سرپرائز ہے۔" وہ مُسکرائیں۔ عُمائمہ اُنکے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"تم ایسا کرو ہاجرہ یا مناہل کو پوچھ لو کب کی فلائیٹ ہے۔ اُنہیں پتا ہو گا۔" اُنہوں نے ترکیب بتائی۔

www.novelsclubb.com

"اماں اگر سرپرائز دینا چاہ رہے ہیں تو رہنے دیں ایسے ہی۔" اب لہجہ کھویا ہوا تھا۔

"آئینگے تو بھوکے ہونگے۔ کھانا نہ بنا ہوا تو پھر؟" اُنہیں کونسا کوئی ایک فکر تھی۔

''اماں جہاز میں ہی کھا لینگے۔اب اتنا تو سرپرائز کیلئے برداشت کر ہی سکتے ہیں۔'' وہ مُسکرائی۔

''ایک ہی جیسے ہو تم سب ! پانی کی بوتل بھر کر دے جاؤ۔میں سونے لگی ہوں۔'' اُسے ڈپٹتیں اپنے تکیے ٹھیک کرنے لگیں۔عُمائمہ نے آگے بڑھ کر اُنہیں سہارا دیا، کمبل درست کیا۔اے سی کا درجہ حرارت کم کیا اور بوتل اُٹھا کر باہر آگئی۔

کچن میں آکر بوتل شیلف پر رکھی۔فریج میں سے ایک اور بوتل نکالی اور واپس مڑ گئی۔کمرے میں آکر بیڈ کے پاس پڑی چھوٹی میز پر رکھی۔بجو اماں کے کروٹ لیے ہوئے سُرمئی سر پر پیار دیا اور مُسکرا دی۔پھر لائیٹس مدھم کرتی باہر نکل آئی۔

مدھم سی روشنی میں اگر تم دیکھو تو بجو اماں کی آنکھیں پُرسکون انداز میں بند تھیں لیکن لبوں پہ مُسکرائٹ تھی۔اُنکے بچے کس وقت کیا سوچ رہے ہوتے ہیں وہ جانتی تھیں۔

وہ اسفند تو کیا؟ عُمائمہ کے دل کا چور بھی پکڑ چکی تھیں۔

☆☆☆

دور کہیں فجر کی آخری اذان ہو رہی تھی جب اُسکی آنکھ کھُلی۔ آنکھ کھُلتے ہی وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔ چند لمحے سوئی ہوئی آنکھیں لیے وہ اُسی طرح بیٹھی رہی۔ پھر مُسکرا دی۔ اُسی طرح کئی لمحے مُسکراتی رہی۔ اُسے ساری رات ایکسائیٹمنٹ سے نیند نہیں آئی تھی۔ وہ جب بھی کراچی آتا تھا عُمائمہ کے ساتھ یہی ہوتا تھا۔ وہ اتنی خوش ہو جاتی تھی کہ نیند اور بھوک کہیں غائب ہو جاتی تھی۔ اور اِس بار تو وہ اُسکے آنے کا وقت بھی نہیں جانتی تھی۔

اُسی طرح مُسکراہٹ قائم رکھتے وہ بیڈ سے اُٹھ گئی۔

☆☆☆

آسمان ابھی بھی اندھیر تھا جب وہ مسجد سے واپس گھر کی طرف جا رہا تھا۔ زیرِ لب کچھ پڑھتا وہ پُر سکون تھا۔ ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈال رکھے تھے اور گیلے بال سر پر بکھرے تھے۔

چند منٹوں بعد ہی وہ اپنے کمرے میں تھا۔ ایک چھوٹا سفری بیگ بیڈ پر کھول کر رکھا تھا جس میں کپڑے سلیقے سے سیٹ کیے تھے۔ اسفند نے اُن پر ایک آخری نگاہ ڈالی اور بیگ بند کرنے لگا۔ پھر اُسے بیڈ سے اُٹھا کر دروازے کے پاس رکھ دیا۔

مُسکراہٹ لبوں سے جُدا نہیں ہو رہی تھی۔

☆☆☆

"اسفند بھائی آ رہے ہیں، ہم آج چھُٹی کرینگے۔" عائشہ اور جویریہ نے ناشتے سے پہلے ٹی وی لاؤنج میں اعلان کیا۔

"کوئی چھٹی نہیں۔وہ دونوں کس ٹائم پہنچینگے ہمیں نہیں پتا۔ چلواُٹھو تیار ہو جاؤ۔"

بجو اماں نے دونوں کو آنکھیں نکالیں۔

"کیا آمنہ بھی آئے گی؟"معصوم جویریہ کی آنکھیں چمکیں۔

"نہیں آمنہ کیوں آئے گی۔جویریہ ابھی لاسٹ ویک تو وہ سب گیے ہیں۔ چلو تیار ہو!"عُمائمہ نے اُنکی ماں بنتے ہوئے کچن میں سے نعرہ لگایا۔ایک تو بڑی بہنوں کو بلاوجہ ماں بننے کی عادت ہوتی ہے۔

"اچھا عُمائمہ آپی۔"اُس نے منہ بنایا۔

"میرا بچہ پہلے ہی بہت چھٹیاں ہو گئی ہیں۔اُٹھ جاؤ۔"نبیل نے بھی پچکارا۔

www.novelsclubb.com

"اوکے ڈیڈ۔"بددلی سے کہااور اُٹھ گئیں۔

☆☆☆

"آمنہ۔"

ناشتے کی میز پر بیٹھے ناشتہ کرتے خاندان میں سے اسفند نے آمنہ کو آواز دی اور پُر سوچ نظروں سے اُسے دیکھے گیا۔

"جی بھائی؟"

"اپنا بیگ پیک کر لو۔" کہہ کر ناشتہ کرنے لگا۔

"لیکن میں آج سکول نہیں جا رہی۔ میرا سر درد ہے۔" وہ بیزار لگ رہی تھی۔ اسفند جیسی ہی بھوری آنکھیں بیمار سی لگ رہی تھیں۔

میز کے گرد موجود باقی لوگ اُن دونوں کو بات کرتے سُنے گئے۔ وہ اسفند اور آمنہ کے لاڈ سے بخوبی واقف تھے۔

"اپنا دوسرا بیگ پیک کرو آمنہ۔ تم ہمارے ساتھ کراچی جا رہی ہو۔" پراٹھا کھاتے ہوئے سکون سے کہا۔ آمنہ کی آنکھیں لمحوں میں تندرست ہوئیں۔ مناہل کا منہ کھل گیا۔

''واٹ؟''عدیل،اسماعیل اور مناہل کو وقتاً شاک لگا تھا۔

''ہاں۔''پر اٹھا ہر چیز سے زیادہ اہم تھا۔

''ہیں؟جویریہ کے گھر؟رعناء پھپھو کے گھر؟''وہ اب کرسی پر اُچھل رہی تھی۔

''ہاں!''نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا اور مُسکرا دیا۔

''واؤ!''اُس نے نعرہ لگایا اور اپنی کرسی سے اُتر کر اسفند کی طرف بھاگی۔اسفند اپنی کرسی پر گھوم گیا۔وہ ٹیبل کے گرد سے چکر لگا کر اُس تک آئی اور اُسکے گلے لگ گئی۔ مناہل کے علاوہ سب مُسکرائے۔

''جب میں نے کہا تھا کہ مجھے لے جائیں تو عدیل بھائی آپ نے کیسے مجھے ڈانٹا تھا۔''

www.novelsclubb.com

خفا سی مناہل یونی جانے کیلیے تیار سی بیٹھی تھی۔

''مناہل،ہم عُمائمہ کو ساتھ لے آئینگے تو بجو اماں اکیلی ہو جائینگی اِس لیے۔سب کا سوچو نا۔''اسفند نے سنجیدہ سی میسنی شکل بنائی۔

"جو بھی ہو۔میں اب ناراض ہوں۔" منہ پھیر کر ناشتہ کرنے لگی۔

اسفند مُسکرایا۔

مناہل کو منانا اسفند کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا!

آمنہ اب اُسکے گھٹنے پر بیٹھی تھی۔وہ ایک لقمہ خود کھاتا اور ایک اُسے کھلا رہا تھا۔وہ اب ایکسائیٹڈ سی بار بار کھلکھلا رہی تھی۔

☆☆☆

فیروزی رنگ کا دوپٹہ تہہ کر کے بیڈ پر پھیلا رکھا تھا اور وہ شیشے کے سامنے کھڑی اپنے بال سمیٹ رہی تھی۔کٹے ہوئے لئیرز کو ماتھے پر ڈالے باقی بالوں کو چُٹیا میں ڈھال لیا تھا۔کانوں میں ہلکے نیلے رنگ کے سٹڈ تھے۔چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیے وہ تیار تھی۔پھر مڑ کر دوپٹہ اُٹھایا اور ایک شانے پر پھیلا لیا۔ایک آخری بار خود کو دیکھا اور کمرے سے نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

پیچھے چھوڑی فضائیں اُسکی فیری ٹیل پر رشک کرتی رہ گئیں۔

☆☆☆

''میں تیار ہوں!''آمنہ نے لاؤنج میں آکر نعرہ لگایا۔آصفہ نے مُسکرا کر آخری بار اُسکے بال ٹھیک کیے اور وہیں صوفوں میں سے ایک پر براجمان ہو گئیں۔

وہ پیلے رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک میں ملبوس تھی۔بالوں کی دائیں بائیں دو پونیاں بنائی گئی تھیں۔چہرہ دمک رہا تھا۔اسفند نے فون سے سر اُٹھا کر خود کی کہنی تک آتی چھوٹی بہن کو دیکھا جسکا قد مناہل جتنا ہونے والا تھا۔آمنہ تیرہ سال کی تھی اور جویریہ سے ایک سال بڑی تھی۔

''گیارہ بجے کی فلائیٹ ہے۔عدیل بھائی آجائیں پھر نکلتے ہیں۔''اسفند نے بتایا۔

عدیل چھُٹیاں لینے یونیورسٹی گیا تھا۔بیچارہ!

''تنگ نہ کرنا بھائی کو راستے میں۔'' آصفہ اب اُسے ہدایات دینے لگیں۔ مائیں اور اُنکی پیاری پیاری ہدایتیں کبھی نہ ختم ہونے والی ہوتی ہیں۔

☆☆☆

''اسفند بھائی! ہم عُمائمہ کے گھر جا رہے ہیں نا؟''

چھوٹی آمنہ درمیان میں بیٹھی تھی۔ دائیں بائیں اسفند اور عدیل تھے۔ اسفند سیٹ پر ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

''ہاں۔'' اُسی طرح بیٹھے ہوئے ہی کہا۔ جہاز اپنی منزل کی طرف رواں تھا۔

''اچھا۔'' کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔ شکل ایسی تھی جیسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''اسفند بھائی؟'' تھوڑی دیر سوچنے کے بعد پھر اُسکا کندھا ہلایا۔

''جی؟'' خمار آلود مدھم سی آواز۔ ساتھ بیٹھا عدیل میگزین پڑھ رہا تھا۔

''ہم اگر عُمائمہ کو لینے جا رہے ہیں تو دولہے کی گاڑی کہاں ہے؟اور ہم جہاز میں کیوں جا رہے ہیں؟''اسفند چونکا۔ گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔آمنہ کے چہرے پر صرف معصومیت تھی۔

عدیل جو میگزین پر نظریں جمائے اُنکی باتیں سُن رہا تھا، گردونواح کی پرواہ کیے بغیر قہقہہ لگا کر ہنسا۔ میگزین بند کر کے ایک طرف رکھ دی اُن کی طرف مڑا۔

اسفند کا چہرہ دیکھا وہ سُرخ ہو رہا تھا۔عدیل کو اور زیادہ ہنسی آئی۔

''یہ تمہیں کس نے کہا ہے؟''اسفند بھی آمنہ کی طرف گھوم چکا تھا۔

''مناہل نے۔''اُس نے کندھے اُچکائے۔وہ مناہل کو ''آپی''نہیں کہتی تھی۔اُسکی حرکتیں تھیں آپی کہنے والی؟

عدیل ہنستا رہا۔اسفند نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

''آمنہ بچے ابھی دولہے کی گاڑی لے کر جانے میں بہت ٹائم ہے۔''عدیل نے مُسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''کتنا ٹائم؟''آمنہ نے اُسے دیکھا۔

''یہ بھی مناہل کو ہی پتا ہو گا۔''اسفند نے تپا ہوا جواب دیا۔

''اُسکی زبان کچھ زیادہ ہی چلنے لگی ہے۔بد تمیز!''منہ بنا کر واپس اُسی طرح بیٹھ گیا۔

''اوہ مائی گاڈ اسفند!''عدیل ہنستا جا رہا تھا۔

''اتنی بھی ہنسنے والی بات نہیں ہے۔''چِڑ کر اُسے کہا اور آنکھیں موند لیں۔نیند اب کوسوں دور تھی۔

www.novelsclubb.com

عدیل اب مُسکراتے ہوئے آمنہ سے باتیں کر رہا تھا۔باتیں بھی کسکی؟دولہے اسفند کی اور دُلہن عُمائمہ کی۔

اِس بات سے بالکل بے خبر کہ آگے بجواماں نے اُسکے لیے کیا منصوبہ بندی کی ہوئی ہے۔

☆☆☆

قصر پر دوپہر پوری شان و شوکت سے پھیلی تھی۔عائشہ اور جویریہ ابھی ہی سکول، کالج سے آئی تھیں اور ابھی تک یونیفارم میں ہی لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔اُنہیں وہیں چھوڑے زرا اُس ''اوپن کچن'' کا منظر ملاحظہ کرو تو ڈائیننگ پر سبزیاں بکھری پڑی تھیں۔عُمائمہ ہاتھ میں چھری لیے سبزی کاٹ رہی تھی اور بجواماں سربراہی کرسی پر بیٹھیں دھنیے کے تازہ پتے چُن رہی تھیں۔

اگلے کئی منٹ سب معمول پر ہی رہا اور پھر ڈور بیل کی چنگھاڑتی ہوئی آواز وہاں گونجی۔اُن سب نے چونک کر گردنیں اُٹھائیں۔سوائے عُمائمہ کے۔

اُس نے گردن نہیں اُٹھائی بلکہ وہ بوکھلا گئی۔اور اُسی بوکھلاہٹ میں چھری ہاتھ میں پکڑے ہی کھڑی ہو گئی۔ساتھ بیٹھی بجواماں نے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا۔

''بیٹھ جاؤ عُمائمہ بچے۔''چند لمحوں بعد بھی جب وہ کھڑی رہی تو اُنہوں نے مخاطب کیا۔وہ چونکی اور پھر بیٹھ گئی۔

''سوری بجواماں۔''چہرہ شرمندگی سے سُرخ ہو رہا تھا یا ایکسائیٹمنٹ سے؟

دوسری طرف ٹی وی لاؤنج میں موجود اُن دونوں کو اب سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ باہر کو جائیں یا پھر اپنے اپنے کمروں میں جا کر کپڑے تبدیل کریں۔بالآخر دونوں نے ایک نظر اپنے یونیفارم کو دیکھا، نظر انداز کیا اور اُٹھ کر باہر کو دوڑ لگا دی۔

وہ تینوں اب گیٹ سے اندر آ رہے تھے۔سب سے آگے آمنہ تھی اور پیچھے وہ دونوں بیگ گھسیٹتے ہوئے لا رہے تھے۔

''آمنہ !''سب سے اونچی چیخ اب کی بار جویریہ کی تھی جو اُس نے پورچ میں ہی کھڑے ہوئے ماری تھی۔دور گیٹ سے ڈرائیووے تک آتی آمنہ کھلکھلائی۔

''السلام علیکم !''عائشہ اب اُنکے قریب آگئی تھی۔

''وعلیکم السلام بچے !''عدیل نے اُسکے سر پر ہاتھ رکھا۔اسفند نے گھسیٹتا بیگ چھوڑ کر اُسکا شانہ تھپکا۔وہ مُسکرا نہیں رہا تھا ہنس رہا تھا۔مسلسل۔

''کیسی ہو؟''عدیل نے بھنویں اُچکائیں۔

''بہت اچھی !''وہ ہنسی۔

''چلو یہ بیگ پکڑو پھر۔''اسفند نے بیگ اُسکے حوالے کیا۔

''اور گندی بچی !یونیفارم کس نے چینج کرنا تھا؟''عدیل نے اُسکے سر پر ہاتھ مارا۔

www.novelsclubb.com

''صبر کریں زرا ابھی پوری طرح سے میرے گھر میں آئے بھی نہیں ہیں اور مجھے ہی مار رہے ہیں۔ بجو اماں! بجو اماں کو بتاتی ہوں میں!'' منہ بناتی وہ مصنوعی خفگی سے کہتی بیگ گھسیٹنے لگی۔

''بجو اماں سے یاد آیا، وہ ناراض ہیں تم سے!'' عدیل نے آگے آگے چلتے اسفند کو پیچھے سے آواز دی۔ آمنہ اور جویریہ اب منظر سے بھاگ گئی ہوئی تھیں۔ بھئی یہ بڑوں کے ہی حال احوال کے سلسلے نہیں ختم ہوتے۔ بچے تو اس تکلف سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

''میں تو بچ جاؤنگا۔ تم اپنی فکر کرو۔'' مڑے بغیر ہی کہا۔

''میں؟ ہیں ہیں؟ میں کیوں بھئی؟'' حیران سی نظر عائشہ اور اسفند کی پُشت کو دیکھا۔

''بکرا بنانے والے ہیں تمہیں ہم۔'' بے نیاز سا اسفند۔

''کونسا بکرا؟''اُس نے عائشہ سے پوچھا۔''مجھے کیا پتا؟''کندھے اُچکا دیے۔

''وہ کیا کہتے ہیں؟بَلی کا بکرا!''کہتا ہوا لاؤنج میں داخل ہو گیا۔

''ایک تو للہ ہمیں بجو اماں اور اسفند کے مشاورتی عوامل سے بچا لیں۔''وہ بھی پیچھے ہی ہو لیے۔عائشہ ہنسی۔

''السلام علیکم بجو اماں!''اندر آ کر نعرہ لگایا۔

کچن میں بیٹھی عُمائمہ کا سانس رُکا۔اماں مُسکرائیں۔اگلے ہی پل چہرہ پھر سنجیدہ کر لیا۔بھئی وہ ناراض ہیں اسفند سے۔بھلا رہ سکتی ہیں وہ ناراض؟

''کہاں چھُپی ہیں؟یار!کیا ابھی تک ناراض ہیں؟''وہ لاؤنج میں ہی کھڑا تھا۔عُمائمہ کنکھیوں سے اُسے گلاس وال کے باہر ڈرامے کرتے دیکھ سکتی تھی۔ایک دو منٹ مزید وہاں مصنوعی سی تلاش جاری رکھنے کے بعد اُس نے گلاس وال کے اندر جھانکا۔

"بندہ کسی اچھی جگہ چھُپتا ہے۔" کہتا ہوا اندر آ گیا۔اُسکے چہرے کی چمک آج ہر آنکھ کو چُندھیانے پر مجبور کر سکتی تھی۔ عُمائمہ اِس بات کی گواہ تھی۔

بجو اماں چُپ رہیں۔ بڑی مشکل سے وہ چہرہ سنجیدہ رکھے ہوئے تھیں۔

وہ چلتا ہوا اُنکی کرسیوں تک آیا اور عمائمہ کے سامنے والی کرسی کے پاس رُک گیا۔

اب بجو اماں کے بائیں طرف عُمائمہ تھی اور دائیں طرف کھڑا اسفند۔

"کیا بنا رہی ہیں؟" کُرسی کی لمبی پُشت پر دونوں بازو ٹکائے،اوپر ٹھوڑی رکھے فرصت سے پوچھنے لگا۔ مخاطب نا جانے دونوں میں سے کون تھا البتہ نگاہیں سامنے بیٹھی عُمائمہ پر جمی تھیں۔وہ بُری طرح کنفیوز ہو رہی تھی وہ جانتا تھا۔

"اماں بولیں نا!" اُسی طرح کھڑے گردن بجو اماں کی طرف موڑ لی۔وہ نیوی بلیو رنگ کی آدھی آستینوں والی ٹی شرٹ میں ملبوس تھا۔کالی پینٹ کے ساتھ سفید جاگرز اب مٹیالے سے ہو رہے تھے۔

''عُمائمہ مجھے اُٹھا، میں عدیل سے ملوں جا کے۔''اُنہوں نے دھنیا چھوڑا اور عُمائمہ کی طرف بازو بڑھایا۔اُس نے ہاتھ میں پکڑی سبزی اور چھری رکھی اور اُٹھ کھڑی ہوئی۔

''دیکھ لیں اماں، سب چھوڑ کر آ گیا ہوں آپکے لیے۔''اُسی طرح ٹھوڑی ٹکائے معصوم اسفند اب ایمو شنل اٹیک پر اُتر آیا تھا۔

''کل تک تو آپ مجھے دوسری رعناء پھپھو کہہ رہی تھیں، تو کیا اب اپنی رعناء سے ایسے منہ پھیر ینگی ؟'' بازو ہٹا لیے اور سیدھا ہوا۔دو قدم آگے جاتیں بجو اماں رُکیں۔

''وہ تو میں نے تجھے بلیک میل کرنے کیلیے کہا تھا۔میری رعناء تو اب عُمائمہ ہے۔'' اُنہوں نے چِڑانے والے انداز میں کہا اور عُمائمہ کو اپنے کندھے سے لگا لیا۔وہ مُسکرائی۔اسفند گردن جھکا کر ہنسا۔

"پارٹی کتنی جلدی بدلی ہے نا آپ نے!" کہہ کر آگے آیا اور پیچھے سے اُنکی گردن میں بازو ڈال کر کندھے پر سر رکھ دیا۔ بجو اماں ہنس دیں۔ اِس سے زیادہ نہ وہ ناراضگی دکھا سکتی تھیں، نہ ہی اِس سے زیادہ ناراضگی اسفند سے برداشت ہونی تھی۔

"میں نے آپکو مِس کیا اماں۔" اُسی طرح سر رکھے کہا۔ عُمائمہ جو دوسرے کندھے سے سر لگائے کھڑی تھی بے اختیار ایموشنل ہوئی۔ آنکھیں نم ہونے لگیں اور ہونٹ مزید مُسکرانے لگے۔

"میں نے بھی میرا بچہ۔" اُنہوں نے اُسکے بالوں پر لب رکھے۔

ایک بازو عُمائمہ کے گرد پھیلائے، ایک ہاتھ موڑ کر اسفند کے سر پر رکھے، بجو اماں اپنے دونوں کندھوں پر اپنی دُنیا لیے کھڑی تھیں۔ وہ کھڑی تھیں اگر تو اُنہی دونوں کی وجہ سے۔

"بجو اماں! ہم سوتیلے ہیں؟"

لمحے کا طلسم عدیل کی آواز پر ٹوٹا۔ وہ فون جیب میں اڑستا دروازے میں کھڑا مُسکرا رہا تھا۔ دونوں مُسکرا کر اُن سے الگ ہوئے اور عدیل آ کر ملا۔

ٹی وی لاؤنج کی بہار لوٹ آئی تھی۔ بجو اماں کی کھلکھلاہٹیں ہر سُو گونج رہی تھیں۔ اسفند اب اُنکی گود میں سر رکھے، پیر صوفے کے ہتھے سے گزار کر نیچے لٹکائے لیٹا تھا اور عدیل ساتھ بیٹھا اُس ایک ہفتے کی اکھٹی ہوئی مناہل، اسماعیل کی چُغلیاں کر رہا تھا۔ جس پر وہ سب ہنس ہنس کر دوہرے ہوئے جا رہے تھے۔

☆☆☆

فیصل آباد کے اُس دو منزلہ بنگلے کے ٹی وی لاؤنج میں آؤ تو ہاجرہ میز کے اوپر سے شو پیسز اُٹھا کر صاف کرنے میں مصروف تھی۔ ہاتھ میں کپڑا تھا جو دھول سے اَٹا ہوا تھا۔ دوپٹے کو کمر سے کراس کر کے باندھ رکھا تھا اور کانوں میں ائیر پورڈز لگے

تھے۔وہاں گانے نہیں چل رہے تھے بلکہ سیف کی آواز گونج رہی تھی۔وہ کچھ بتا رہا تھا جس پر ہاجرہ بس ''ہوں''''ہاں''میں جواب دیتی نظر آرہی تھی۔بڑے انہماک سے اُس نے شوپیس صاف کر کے واپس رکھا اور پھر یکدم ہی اُسے کچھ یاد آیا۔آنکھیں بے یقین ہوئیں۔

ہاں اُسے وہی یاد آیا جسے ہم سب چولہے پر رکھ کر بھول جاتے ہیں،اور پھر وہ تب ہی یاد آتا ہے جب وہ برتن سے چھلک کر اِدھر اُدھر پھیل نہ جائے۔

''یا میرے للہ!''اُس نے بے اختیار کہا اور اُسی بے اختیاری میں وہ گرد سے اَٹے کپڑے والا ہاتھ اُٹھا کر اپنا سر پیٹ ڈالا۔پھر کیا ہونا تھا؟ساری گرد،مٹی اُسکے منہ، ماتھے اور بالوں تک پھیل گئی۔ساتھ ہی اُسکی آنکھیں مزید پھیلیں اور پھر وہ کھانسنے لگی۔بالکل اُسی وقت دور کہیں کیمرے کا پردہ کھل کر بند ہوا تھا۔اب ہاجرہ کو کیمرے کی کیا ہوش۔تھوڑا قریب جاؤ تو ائیر پوڈز میں سے اب سیف کے قہقہے سُنائی دے رہے تھے۔وہ جان گیا تھا کہ اُسکی سگھڑ ہاجرہ کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

ہاجرہ اب کھانستی ہوئی کچن کے طرف بھاگ رہی تھی۔ چچ۔۔ چچ۔۔

☆☆☆

کراچی میں ایک اور دن کا آغاز ہڑبڑی میں ہوا تھا۔ عائشہ، جویریہ کو زبردستی کالج بھیجا گیا تھا۔ اور اب عدیل اور اسفند مل کر آمنہ کا پھُلایا ہوا منہ ٹھیک کرنے کی ناکام کوششوں میں تھے۔ وہ تو اُسکے ساتھ سکول جانے کیلیے بھی تیار تھی۔ تھوڑی دیر پہلے والے میلوڈرامے کو اسفند سر پکڑے دیکھتا رہا تھا، پھر اُسی نے اپنی بہن کو سنبھالا تھا اور جویریہ کو بھیجا تھا۔ وہ دونوں بچیاں کبھی کبھی اپنے اتفاق کی وجہ سے اُن سب کو پریشان کر دیتی تھیں۔

"تیار ہو جاؤ آدھے گھنٹے تک، ہم نے حناء کے گھر جانا ہے۔" ناشتے کی میز پر اعلان کیا۔ گردنیں اُنکے جانب گھومیں۔

اسفند نے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا۔

عُمائمہ خاموش رہی۔عدیل کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کیوں؟" پہلا سوال عدیل کی طرف سے ہی تھا۔اُسکا ارادہ آج سی سائیڈ جانے کا تھا۔

"تیرا رشتہ لے کر جا رہے ہیں۔زیادہ بول مت، جا کر تیار ہو۔" بجو اماں نے سی سائیڈ والے منہ کو اچھی طرح جھاڑ دیا۔

"اچھا بجو اماں۔اتنا کیوں ڈانٹ رہی ہیں۔ہو جاتا ہوں تیار۔" کہہ کر منہ بناتا اُٹھ گیا۔یہ مائیں ہی ہوتی ہیں جو سچ کو بھی اتنا طنزیہ بنا دیتی ہیں کہ جھوٹ لگنے لگتا ہے۔ بیچارہ عدیل۔

"میں واقعی اِسکا رشتہ لیکر جا رہی ہوں۔عُمائمہ باپ کو بھی کال کر دو، میری بات ہو گئی تھی نبیل سے۔" وہ اُٹھ گیا تو اُنہوں نے اُن دونوں سے سرگوشی کی۔

''ہیں؟ میم حناء سے؟'' وہ حیران ہوئی۔ایک نظر مُسکراتے ہوئے اسفند کو دیکھا اور پھر بجواماں کو۔یعنی یہ بجواماں اور اسفند کا مشاورتی اٹیک تھا۔

''ہاں۔حناء راضی ہے۔بس اُسکے ماں باپ کو ہمارا عدیل پسند آجائے۔''

''عدیل تو پسند آہی جائے گا۔اُس سے تو پوچھ لیں بجواماں،اُس کو کوئی اور لڑکی پسند ہوئی تو؟'' اسفند سنجیدہ ہوا۔بھوری آنکھوں میں ہنسی ناچ رہی تھی۔

''میں نے اب تجھے کوئی چیز اُٹھا کر مار دینی ہے اسفند!'' بجواماں نے گھورا۔

اُنکے جملے پر وہ دونوں کھلکھلائے۔

آہ زندگی کتنی مکمل سی تھی نا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

کمرے میں فسوں انگیز اندھیرا قائم تھا۔ کھڑکیوں کے پردے گرے ہوئے تھے۔ اے سی کی خُنکی وہاں موجود ہر ایک چیز کو ٹھنڈا کر چکی تھی۔ کمرے میں البتہ کوئی وجود موجود نہیں تھا۔ لیکن وہاں ایک چیز تھی جو پہلے نہیں تھی۔

وہاں فرش سے لیکر میز کے اوپر تک سُرخ گلابوں کی چادر سی بچھی تھی۔ شاید وہاں اُنکی خوشبو کا ہی سارا فسوں تھا۔

دُفعتاً دروازے کا ناب گھوما اور مناہل نے دروازہ دھکیل دیا۔ خوبصورت گلابوں کی خوشبو اُسکے وجود سے ٹکرائی۔ گہری مُسکراہٹ اُسکے چہرے پر پھیلی اور روح تک سرشاری اُتری۔ پھر اُس نے ہاتھ بڑھا کر لائیٹیں جلادیں۔ اب اندھیرا کم ہو گیا۔ اب وہاں مدھم مدھم سی روشنیاں تھیں۔ مناہل عباسی نے ایک نظر کمرے کو دیکھا اور وہ ششدر رہ گئی۔ کمرے کی ہر چیز پر گلاب کے پھولوں کی پتیاں تھیں۔ مُسکراہٹ قائم رہی۔ پھر اُس نے پاؤں سے جوتا اُتار کر بڑے اشتیاق سے اندر قدم بڑھا دیے۔ نم پتیاں پاؤں کو بہت بھلی لگ رہی تھیں۔ وہ چلتی ہوئی بیڈ تک آگئی اور

پھر اُسکی نظر وہاں پڑے ایک کارڈ پر پڑی۔ آنکھیں چمکیں اور کارڈ اُٹھالیا۔ کمفرٹر سے تکیوں تک بھی سُرخ گلاب تھے۔

"مناہل! تم جانتی ہو میں تمہاری وجہ سے ہی جیتا ہوں۔ اگر تم سے بدلہ نہیں لونگا تو زندہ کیسے رہونگا۔

تُمہارا اسماعیل۔"

کارڈ پر بس دو سطریں درج تھیں۔ مناہل کی مُسکراہٹ معدوم ہونے لگی۔ پہلی لائین تو ٹھیک ہے، مسلۂ بدلے والی لائین میں ہے۔ مناہل نے ایک نظر ادھر اُدھر دوڑائی۔ ہر چیز نارمل تھی۔ بدلہ؟ کہاں لے رہا تھا وہ بدلہ؟

یہی سوچتی مناہل نے بیڈ سے تھوڑی سی پتیاں ایک طرف کیں اور بیٹھ گئی۔ ننگے پاؤں سے فرش پر بکھری پتیاں چھیڑنے لگی۔ کارڈ ہاتھ میں ہی لیے سوچتے سوچتے

مناہل نے یکدم اپنے پاؤں پر کوئی حرکت سی محسوس کی۔ گردن موڑ کر دیکھا۔اور مناہل ہلنے کے بھی قابل نہ رہی تھی۔

وہاں ایک چھوٹی اُنگلی جتنا ہرے رنگ کا کیٹر پلر تھا جو بڑے مزے سے اُسکے پاؤن ہر چڑھتا اب ٹانگ کے قریب پہنچنے والا تھا۔

"اوہ مائی گاڈ!" حلق سے بمشکل آواز نکلی اور اُس نے کارڈ ایک طرف پھینکا اور آنکھیں میچ کر پاؤں زور سے جھٹکا۔ لیکن وہ کوئی عام سا کیڑا نہیں تھا۔ بڑا سا کیٹر پلر تھا جسکی پکڑ مضبوط تھی۔ تھوڑا سا جھٹکا کھا کر وہ واپس چڑھنے لگا۔

"ماما!" دبی دبی، گھُٹی گھُٹی سی ایک اور آواز دی۔ وہ بس رونے والی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے والی خوشی، مُسکراہٹ اب انعقاد تھی۔

www.novelsclubb.com

پھر اُس نے پاؤں اپنے قریب کیا اور ایک جھٹکے سے ہاتھ سے اُسے دور پھینکا۔ پھر تیزی سے دونوں ٹانگیں سمیٹ کر گھٹنے سینے سے لگا لیے اور دونوں بازو اپنے گرد باندھے بیٹھ گئی۔

شکل پر مدتوں کا رونا درج ہوا۔

پھر اُس نے آہستہ آہستہ نظروں کے زاویے یہاں وہاں گھمائے۔ جہاں وہ بیٹھی تھی اُس سے چند انچ دور تک سارے پھول ہی پھول تھے۔ مدھم روشنی میں آنکھیں پٹپٹا کر دیکھا اور مناہل عباسی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہاں پھولوں کی چھوٹی چھوٹی سفید اور ہری سُنڈیاں اور اُسی سائز کے بڑے اور بھی کیٹر پلرز بڑے مزے سے رینگ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مناہل۔" آہستہ سی آواز اُسکے کانوں سے ٹکرائی۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں اُس نے آواز پہچان لی اور گردن اُٹھا کر دروازے کو دیکھا۔ وہ شاید دروازے کے باہر کھڑا تھا۔

''اسماعیل؟''اُسی طرح بیٹھے کہا۔اُسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اونچا بولے گی تو وہ سارے کیڑے اُسکی طرف متوجہ ہو کر اُسی کی طرف آنے لگیں گے۔

''مناہل؟''آواز پھر آئی۔ مناہل کو کچھ یاد آیا۔

''تم سے بدلہ نہیں لونگا تو زندہ کیسے رہونگا۔''

''یا میرے للہ! اسماعیل یہ تمہارا ہی کیا دھرا ہے نا! مجھے نکالو یہاں سے گدھے کہیں کے!''رُندھی ہوئی آواز میں اب کی بار وہ چیخی۔

''مناہل۔۔۔''ایک اور ہلکی سی پُکار۔

''میں تمہیں چھوڑونگی نہیں! تم ایک بار میرے ہاتھ تو لگو زلیل آدمی!''وہ پھر چیخی۔

www.novelsclubb.com

''منّو!''اب کی بار دروازے کو ہلکا سا بجایا بھی گیا تھا۔

''نکالو مجھے یہاں سے!''وہ رو پڑی تھی۔

"اسماعیل!" آنسو اب گالوں پر بہہ رہے تھے۔

اور اُسی لمحے دروازہ دھاڑ سے کھول کر اسماعیل اندر داخل ہوا۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔ مکمل اندھیرا۔ مناہل کی گھُٹی گھُٹی سی رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔ اسماعیل نے بے اختیاری میں بورڈ پر ہاتھ مار کر ساری بتیاں جلادیں۔ سفید روشنیاں یکدم ہی سارے میں پھیل گئیں۔ مناہل ہڑبڑا کر اُٹھی۔

"اسماعیل!" چیخ نما نیند زدہ آواز۔

"کیا مسئلہ ہے؟ تم پاگل ہو؟ میں تو سمجھا تمہارے کمرے میں کوئی گھُس آیا ہے!" دروازے میں ہی کھڑے، ایک ہاتھ پہلو پر رکھے، ایک ہاتھ اُٹھا کر اشارے کرتا وہ برہمی سے کہنے لگا۔

www.novelsclubb.com

مناہل اُسے ٹُکر ٹُکر دیکھے گئی۔ پھر اِدھر اُدھر دیکھا۔ نیند آلود سُرخ آنکھوں کو گھُمایا۔ پھول؟ کیڑے؟ وہ کارڈ؟ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ حواس جاگے۔ جھماکے

سے اُسے سارا خواب یاد آیا۔ آہ شُکر وہ خواب تھا۔ ہاتھ بڑھا کر گال چھوئے، کوئی آنسو نہیں تھا۔ پھر ماتھا چھوا، اے سی کے باوجود پسینا۔ یعنی زہنی ٹارچر۔ کسکی وجہ سے؟ گردن اُٹھا کر سامنے کھڑے اُسے حیرانگی سے دیکھتے اسماعیل کو دیکھا۔ اِس گدھے کی وجہ سے۔

''اور تم سوتے میں بھی میرا نام لے رہی تھیں نا؟ میں نے سُنا!'' وہ مُسکرایا۔

''تمہاری وجہ سے!'' وہ کمبل ہٹاتی، اپنا دوپٹا اُٹھاتی کھڑی ہونے لگی۔ پاؤں نیچے اُتارنے سے پہلے فرش دیکھا۔ شُکر!

''تم نے میرا جینا تو حرام کر ہی رکھا ہے، سونا بھی حرام کر دیا ہے۔'' ساتھ پڑی چھوٹی میز سے پانی کی خالی بوتل ہاتھ میں اُٹھائی۔

اسماعیل دو قدم پیچھے ہٹا۔ جارحانہ انداز، غصے میں بڑبڑاتی مناہل اور ہاتھ میں پلاسٹک کی پانی کی بوتل۔ اسماعیل کو واقعی خوف آیا۔

"کیوں پیٹ رہے تھے میرا دروازہ صبح صبح!" تیزی سے آگے آئی اور بوتل رکھ کر اُسکو دے ماری۔

"آہ! پاگل!" پیچھے ہٹتے ہٹتے بھی اسماعیل کو بوتل خاصی زور سے لگی۔

"میں تو تمہیں یونیورسٹی کیلیے بُلانے آیا تھا۔ مجھے کیا پتا تھا تم سو رہی ہو۔" اپنا بازو سہلاتا وہ چوکھٹ سے باہر ہو گیا۔

"نہیں جانا میں نے یونی! آف ہے آج میرا! اب دفع ہو یہاں سے!" کمرے کے اندر کھڑے کہا اور دروازہ پوری شدت سے مارا۔ بلکہ دروازہ اسماعیل کے منہ پر مارا۔

دو منٹ تو اسماعیل ہکّا بکّا کھڑا رہا۔ پھر جاگا۔

"میں کوئی تمہارا شوفر نہیں ہوں جسے تم آرڈر دے دیتی ہو! رات کو بتایا کرو کہ تم نے جانا ہے یا نہیں! جاہل!"

بازو سہلاتا ہاتھ اُٹھا کر ایسے کہا جیسے صبح صبح ہمسایوں میں جھڑپ ہو جائے تو عورتیں ہاتھ جھلا جھلا کر لڑتی ہیں نا، ہاں ویسے ہی۔

اندر کھڑی مناہل تلملائی۔اُسی جارحیت سے دروازہ واپس کھولا۔اسماعیل دو قدم اور دور ہوا۔بوتل ہنوز اُسکے ہاتھ میں ہی تھی۔

"کیا کہا تم نے؟" بوتل ایسے تانی جیسے رائفل تھی۔

"جاہل کہا ہے!" وہ بھی کہاں ڈرنے والا تھا۔ڈر تو رہا تھا ویسے۔

"نہیں اُس سے پہلے!" آنکھوں میں نیند کی خماری قائم تھی البتہ آواز چیخ نما ہو رہی تھی۔وہ دو قدم آگے آئی۔

"کہا ہے رات کو منہ سے پھوٹ دیا کرو کہ صبح جانا ہے یا نہیں!" اسماعیل اور پیچھے کھسکا۔دل میں اپنی سلامتی کی دُعا کی۔

"اُس سے بھی پہلے!" بوتل صوفے کے ہتھے پر ماری۔ہال میں آواز پیدا ہوئی۔

اسماعیل رُک گیا۔اب وہ اور پیچھے نہیں جا سکتا تھا۔پیچھے صوفہ تھا۔

"کہا ہے میں تمہارا شوہر نہیں ہوں جو تم بیوی بن کے آرڈر دے دیتی ہو!"

اسماعیل کی آنکھیں سیکینڈز میں چمکیں۔خرافاتی دماغ نے لمحوں میں کام کیا اور اُس نے "شوفر" کو بدل کر وہی بتایا جو دروازے کے پار کھڑی مناہل کو سمجھ آیا تھا۔

"میں تمہارا منہ توڑ دونگی اسماعیل!" مناہل نے بوتل ہوا میں لہرائی۔اسمعیل نے آنکھیں بند کر لیں۔اب اللہ ہی بچائیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟" سیڑھیوں سے اوپر آتی آصفہ نے دور سے آواز دی۔

مناہل کا بازو ہوا میں ہی رُک گیا۔گردن موڑ کر ماں کو دیکھا۔بوتل واپس لے آئی۔

اسماعیل مُسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"تم پاگل ہو؟ کیوں مار رہی ہو اُسے؟" وہ اوپر آ گئیں۔اسماعیل نے اب منہ بنا لیا۔

ایسا منہ جیسے ابھی تک مار کھا کھا کر ادھ موا ہو رہا تھا۔

''اپنے اِس چہیتے کو سمجھا لیں ماما۔ آج تو بوتل ہے، کل اِسی کا بیٹ لے کر اِسکی ہڈیاں توڑ دونگی!! جاہل!'' کہہ کر بوتل اُسکے سینے پر ماری، بظاہر تھمائی۔ اور مڑ گئی۔

''کیوں توڑو گی تم اِسکی ہڈیاں؟'' مناہل کو جاتا دیکھتیں وہ اسماعیل کے پاس آ گئیں۔ وہ ابھی ایسے ساتھ چمٹ گیا جیسے بہت مار کھائی تھی۔

''میں تو بس اِسے جگانے آیا تھا کہ یونی جانا ہے۔'' معصوم، بیچارہ اسماعیل عباسی۔

''خود ہی اُٹھ جاتی یہ جنگلی۔ میرا بچہ تم کیوں خوار ہوتے ہو۔'' آصفہ نے اُسکا سر چوما۔ مناہل نے دھاڑ سے دروازہ مارا۔

اسماعیل پھر مُسکرایا۔ حد ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

صبح کی دھوپ اب آہستہ آہستہ دوپہر میں تبدیل ہو گئی تھی۔روشنی چھِن کر ڈرائینگ روم کے پردوں سے ٹکرا رہی تھی، لیکن بھاری پردے روشنی کو اندر نہیں آنے دے رہے تھے۔

پردوں کے پار دیکھو تو مہمان اور میزبان چہروں پر مُسکراہٹ لیے باتوں میں مصروف تھے۔عمائمہ، حناء کے ساتھ بیٹھی مسلسل مُسکرا رہی تھی اور نبیل اور بجواماں، مقدس اور سفیر کے ساتھ ایسے محوِ گفتگو تھے جیسے برسوں کے رشتہ دار۔ اسفند عدیل کے ساتھ بیٹھا اُسے اپنی اور بجواماں کی ساری کارستانی بتا رہا تھا۔عدیل کا حیرت زدہ چہرہ دیکھنے والا تھا۔

"تم پہلے نہیں بتا سکتے تھے؟" سرگوشی عدیل کی طرف سے تھی۔

"کیا تمہیں اعتراض ہے؟" اسفند نے منہ بنایا۔

''مجھے کیوں اعتراض ہو گا بھئی۔پہلے بتا دیتے تو میں زرا اور اچھے سے تیار ہو کر آتا۔''عدیل نے اُس سے بھی بُرا منہ بنایا۔

اسفند کو اپنا قہقہہ روکنے کیلیے تگ و دو کرنی پڑی۔

تھوڑی ہی دیر بعد ''بڑوں کی بات۔''کہہ کر اُن سب کو باہر نکال دیا گیا تھا۔بات ہو گئی اور بات پکی ہو گئی تو کھانا لگایا گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے واپسی کی راہ پکڑ لی گئی۔

عدیل دیکھتا ہی رہ گیا۔

''اسفند!''ہلکی سرگوشی نما آواز۔

پورچ میں کھڑے اسفند کا دل حلق کو چھو گیا۔مت کیا کرو عُمائمہ اُسکے ساتھ ایسا۔

''جی۔''گہرا سانس لیکر اُسکی طرف مڑا۔وہ آج سفید اور ہلکے فیروزی رنگ کا امتزاج نظر آ رہی تھی۔آدھے بالوں کو کھلا چھوڑے چہرے پر ہلکا میک اپ تھا۔

"اگر ہم بجو اماں کو کہیں کہ عدیل بھائی اور میم حناء کو ایک بار بات کرنے دیں۔" چلتی ہوئی اُس تک آگئی۔ آنکھوں کی چمک پر کٹے ہوئے لئرز گرا رکھے تھے اور گال کا گڑھا واضع تھا۔

اسفند مُسکرایا۔ عُمائمہ کے چہرے کی چمک بڑھی۔

"لیکن اب تو ہم واپس جانے لگے ہیں۔ بجو اماں بس مل ہی رہی تھیں سب سے۔ کیا پھر سے اندر جا کر بیٹھنا پڑے گا؟" سمجھدار اسفند انجان بنا۔ وہ اُسے تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"تو کیا ہوا؟ تھوڑی دیر بیٹھ جائینگے کچھ نہیں ہو گا۔ اُن دونوں کی آپس کی رضامندی بھی تو ہونی چاہیے نا۔" ٹھوڑی اُٹھا کر اُسے دیکھتی عُمائمہ اُسکا ارادہ نہیں سمجھی۔

"ماں باپ راضی ہونے چاہئیں۔ آپس کی رضامندی کا بھلا کیا کرنا ہے؟" وہ ایسے ہو گیا جیسے سدا کا دقیانوس۔ عُمائمہ حیران ہوئی۔

''وہ دونوں راضی ہی نہیں ہونگے تو ساتھ کیسے رہینگے؟''عُمائمہ کو بات سمجھانی نہیں آرہی تھی یا پھر اسفند سمجھنا نہیں چاہ رہا تھا۔

''جیسے ہم رہ لینگے۔''اسفند کی مُسکراتی آنکھوں نے اُسکی سنجیدہ آنکھوں کو دیکھا اور کندھے اُچکا دیئے۔

''لیکن ہم تو۔۔''عُمائمہ کی زبان کو بریک لگا اور وہ ساری بات سمجھ گئی۔اسفند کو دیکھتی اُسکی آنکھیں پھیلیں، چہرہ میک اپ کے باوجود سُرخ ہوا اور پھر اُس نے نظریں جھکا لیں۔

''لیکن ہم تو راضی ہیں۔ہے نا؟''مُسکراتے ہوئے اُسکا جملہ پورا کیا۔

عُمائمہ ساکت رہی۔وہ نہ ہی اب ایک بھی لفظ بولے گی۔نہ ہی نظر اُٹھا کر دوبارہ اُسے دیکھے گی، یہ بات تو اسفند اچھی طرح جانتا تھا۔

''ویسے میں سوچ رہا تھا کہ آج آسمان زیادہ خوبصورت ہے یا میرے سامنے کھڑیں آپ؟''اُس نے گردن موڑ کر آسمان کو دیکھا جو مکمل نیلا تھا اور کہیں کہیں سفید بادلوں کے ٹکرے تیر رہے تھے۔پھر واپس عُمائمہ کو۔

وہ اب اپنے دوپٹے پر لگے موتیوں کی طرف متوجہ تھی۔اُسکا وہاں کھڑا ہونا محال ہو رہا تھا۔ہاتھوں کی ہلکی لرزش اسفند دیکھ سکتا تھا۔

''خوش رہا کریں۔آپکو نہیں پتا آپ مُسکراتے ہوئے کتنی اچھی لگتی ہیں۔''اعتراف تھا یا سوال؟عُمائمہ تو یہ بھی نہ پوچھ سکی۔

کہہ کر مُسکراتا ہوا اسفند اُسکے ایک طرف سے ہو کر گزر گیا۔دوپٹے پر لگے موتیوں کو چھوتے اُسکے ہاتھ تھم گئے۔صرف ہاتھ؟اسفند اُسکی پوری دُنیا تھما دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ساکت،جامد۔

وہ وہیں کھڑی رہ گئی۔ حیرت زدہ۔ پھر نظر اُٹھا کر بے اختیار آسمان کو دیکھا اور مُسکرا دی۔ کتنے ہی لمحے مُسکراتی رہی۔

وہ اپنی فیری ٹیل کا وہ مرکزی کردار تھی جسکی محبت قابلِ رشک تھی۔ اور اُسی محبت میں وہ نکھرتی جا رہی تھی۔ وہ ملکہ تھی۔ اپنی لازوال خوشیوں کی ملکہ۔

اور وہیں کھڑے تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ جتنا مزہ مناہل کو اپنے بھائی کا اُڑا ہوا سُرخ چہرہ دیکھنے میں آتا تھا، اُتنا ہی مزہ اسفند کو اپنی عُمائمہ کا سُرخ چہرہ دیکھنے میں آتا تھا۔

☆☆☆

"یہ زیادتی تھی بجو اماں!" گاڑی کی خاموشی کو عدیل کی آواز نے توڑا۔ اُسکا منہ اُس وقت سے ہی کسی ساس کی طرح پھولا ہوا تھا۔ حالانکہ اُسے تو خوشی سے کھلکھلانا چاہیے تھا، نہیں؟

"کیا؟" کمال بے فکری تھی۔ نبیل سمیت اُن سب کے اپنی ہنسی کو مُسکراہٹوں میں تبدیل کیا۔

"آپ مجھے بتاتیں تو کہ میرا رشتہ لیکر جا رہی ہیں۔"

"لے! بتایا تو تھا میں نے۔ کیوں اسفند؟" اُنہوں نے تائید لینی چاہی۔

"وہ بتانا کم طنز زیادہ تھا۔ کیوں عُمائمہ؟" بھئی کیا ضروری ہے کہ اگر اسفند پھنس رہا ہے تو عُمائمہ کو بھی پھنسایا جائے؟ ہاں بالکل! ضروری ہے۔

"بات تو سہی کہہ رہے ہیں عدیل بھائی۔" وہ بھی مُسکرائی۔

"تم ہماری طرف ہو یا اُسکی طرف؟" بجو اماں نے ساتھ بیٹھی کو ٹہوکہ دیا۔

www.novelsclubb.com

"میں تو دونوں طرف ہوں۔" وہ ہنسی۔ کیا بغیر کسی وجہ کے؟

"نیوٹرل ہے میری بچی۔" ڈرو ئیو کرتے بنیل نے بیٹی کے حق میں گواہی دی۔

''نیوٹرل نہیں اِسے دوغلا پن کہتے ہیں۔''اسفند نے اگلی سیٹ سے نعرہ لگایا۔یہی وجہ تھی۔

اور پھر قہقہے تو بے اختیار ہوا کرتے ہیں۔

☆☆☆

فیصل آباد کی دوپہر بھی گرم سی تھی۔ڈائینگ کے گرد ہاجرہ، مناہل اور اسماعیل براجمان تھے اور ساتھ میں اُنکی مائیں بھی۔افضل اور سُہیل ابھی آفس سے نہیں آئے تھے۔اسفند وہاں نہیں تھا اِس لیے اُنہیں پورا ٹائم دینا پڑ رہا تھا۔

''ریاض انکل اور فوزیہ آنٹی آئینگی کل۔پھپھو کی تعزیت کرنے۔''اعلان ہاجرہ کی طرف سے تھا۔

www.novelsclubb.com

''اُف ہاجرہ آپی! موڈ خراب کر دیا میرا۔''اسماعیل نے منہ بنا کر ہاجرہ کی ساس کی نقل اُتارنے والے انداز میں کہا اور ہنسا۔

اُس نے آنکھیں نکالیں تو ہنسی روک لی۔

"بڑی جلدی نہیں خیال آ گیا اُنکو؟" آصفہ اور اُنکی ایسے معاملوں میں چلتی زبان۔ ویسے تو اُنکا دماغ بھی بہت چلتا تھا لیکن بجو اماں زندہ باد۔

"شکر کرو آصفہ خیال آ گیا۔ ورنہ بجو اماں نے اُنہیں یہاں سے عاق کر دینا تھا اور پھر اُنکا یہاں آنا بند کر دینا تھا۔" شائستہ ہنسیں۔ ہاجرہ نے دونوں کو گھوری سے نوازا۔

"بھئی آپ دونوں سیفی بھائی کے والدین گرامی کے لیے ایسے نازیبہ الفاظ کا استعمال نہ کریں۔ اصولاً اب وہ ہاجرہ آپی کے والدین بھی ہیں۔ اُنکو بُرا لگے گا۔" مناہل نے کسی نیوز کاسٹر کی طرح ہاتھ جھلا جھلا کر کہا۔ چہرہ مکمل سنجیدہ تھا اور بھنویں ماتھے پر چڑھالی تھیں۔ اسماعیل اپنی ہنسی روکنے سے قاصر تھا۔

"میرا کام تھا آپکو بتانا۔ میں نے بتا دیا ہے۔" ہاجرہ نے ایک نظر اُن دونوں پر ڈالی اور اُنہیں اگنور کرنا اپنا فرض سمجھا۔

"آنے دو میرا بچہ۔ فکر نہ کرو۔" شائستہ نے بیٹی کا کندھا تھپکا۔

☆☆☆

قصر کی دیواروں پر عصر اب ڈھلتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ سورج کی آخری سُنہری کرنیں ہر چیز کو سونا بناتی نظر آ رہی تھیں۔ ایسے میں اگر ٹی وی لاؤنج میں پہنچو تو میز پر لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔ ساتھ ہی ٹرے رکھی تھی جس میں چائے، کافی کے مگ اور سنیکس تھے۔ لیپ ٹاپ کے سامنے کا زاویہ دیکھو تو بڑے صوفے پر سکرین کے عین سامنے بجو اماں تھیں اور دائیں بائیں عائشہ اور عُمائمہ۔ آمنہ اور جویریہ بھی وہیں ایڈجسٹ ہوئی تھیں۔ لیپ ٹاپ کی سکرین کے پیچھے اسفند اور عدیل باقی صوفوں پر براجمان تھے۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیلم!" رابطہ جُڑتے ہی یہاں سے یک آواز ہو کر کہا گیا۔ اسفند نے اپنے فون سے سر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا اور مُسکرایا۔ ایک تو اُسکے خاندان کی ایکسائیٹمنٹ۔

''وعلیکم السلام!''دوسری طرف بھی یہی حال تھا۔مُسکراہٹیں گہری ہوئیں۔

''کیسی ہیں بجو اماں؟''چہکتی ہوئی مناہل۔

''میں بالکل ٹھیک ہوں میرا بچہ۔''بوڑھے چہرے پر مُسکرانے سے جھرّیاں پڑتی تھیں۔

''میرے پاس تم سب کیلیے ایک نیوز ہے۔''اُنکی آنکھیں چمکیں۔عدیل چونکا۔

''کیسی نیوز؟''کیمرے کے پیچھے کہیں سے اسماعیل چیخا تھا۔

''بجو اماں سارے خاندان کے سامنے؟''عدیل نے سر گوشی کی اور منہ بنایا۔

بیچارہ۔

www.novelsclubb.com

''شائستہ!تمہاری خواہش پوری کر دی ہے میں نے۔حناء کا رشتہ مانگ کر آئی ہوں۔تمہارا عدیل اُنہیں پسند آگیا ہے۔آپس کی بات ہے عدیل میاں تو لڑکی پر لٹو

ہیں۔"آخری جملہ بظاہر سرگوشی میں کہا تھا۔لاؤنج میں گونجنے والے قہقہے اِس بات کے گواہ تھے کہ بات کتنی سرگوشی میں تھی۔

"اماں ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔"وہ پھر بولا۔اُسے سُن کون رہا تھا اب۔

"میرا عدیل ہے ہی اتنا ہینڈسم،کیسے نہ پسند آتا۔"شائستہ اِترائیں۔

"چلو زیادہ ہواؤں میں نہ اُڑو شائستہ!میرا اسفند زیادہ ہینڈسم ہے۔"بجو اماں کا اِترانا بنتا تھا۔عُمائمہ نے نظر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔وہ مُسکراتے ہوئے فون پر جھکا تھا۔

"اماں اسفند میرا بھی ہے۔"آصفہ بھلا کیوں پیچھے رہتیں۔لیکن یہ بات تو سب جانتے تھے کہ اسفند اپنی ماں سے زیادہ بجو اماں اور رعناء کے قریب تھا۔

"آپکا ہی ہوں ماما!"اُس نے گردن اُٹھائے بغیر کہا۔آصفہ ہنسیں۔

"آپ لوگوں نے نئی پھوٹ ڈلوانے کیلیے کال کی ہے یا پھر کوئی فنکشن کرنے کیلیے؟" ہاجرہ نے بیچ بچاؤ کروایا۔ بھئی اگر وہ تینوں مائیں لڑنے لگ جاتیں تو عدیل اور حناء تو دور کی بات ہیں، اسفند اور عُمائمہ بھی وہیں بیٹھے رہ جاتے۔

"فنکشن کی تیاری تم بعد میں کر لینا۔ ابھی کل تمہارے ساس سُسر آرہے ہیں اُنکی خبر تو دو بجواماں کو۔" شائستہ نے اطلاع دی۔

"ہیں؟ فوزیہ آرہی ہے؟" بجواماں حیران ہوئیں۔ وہ تو اپنی طرف سے واقعی اسے عاق کر چکی تھیں۔

"جی۔ ویسے تو وہ رعناء کی تعزیت کیلیے آرہی ہے لیکن مجھے پورا یقین ہے کہ وہ کوئی اور بات بھی کریگی۔ اتنی سیدھی نہیں ہے ہاجرہ کی ساس۔" آصفہ بھلا چُپ بیٹھ سکتی تھیں۔

"چلو کوئی نہیں۔ شائستہ تم ہاجرہ کو کمرے میں بند کر دینا اور آصفہ تم اپنی زبان کے سارے جوہر اُسے ایسے دکھانا جیسے دوبارہ تمہیں بولنے کا موقع نہیں ملے گا۔" بات مکمل ہونے کی دیر تھی کہ مناہل اور اسماعیل کے قہقہے وہاں گونجے۔ آصفہ جو بجو اماں کو کچھ کہنے لگی تھیں گھور کر اُن دونوں کو دیکھا۔

"اوہ مائی گاڈ!" اسفند نے بھی ہنسی روکنے کو ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔

"تین دن بعد جانا ہے ہم نے اسلام آباد۔ اسفند سامنے آؤ زرا۔ پہنچے نہیں ہوا بھی تک تم عُمائمہ کو لے کر۔" اِس سے پہلے کہ بات سیف تک جاتی اور پھر وہ مشترکہ خاندان مل کر ہاجرہ کو تنگ کرتا، اُس نے بڑے آرام سے اُن سب کا رُخ اسفند اور عُمائمہ کی طرف کر دینا بہتر سمجھا۔

www.novelsclubb.com

منہ پر ہاتھ رکھے اسفند کی مُسکراہٹ غائب ہوئی۔ اُنگلیاں رینگتی ہوئی گال تک گئیں اور اب وہ سنجیدہ شکل بنائے، ایک ہفتے کی بڑھی شیو کھُجانے لگا۔ اب سارے خاندان کے سامنے کے سامنے وہ یہی کر سکتا تھا۔ اُسکا دل تھا کہ چلو آرام سے پہلے

عُمائمہ کو منائے گا پھر دونوں مل کر بجواماں کو منا لیتے۔ لیکن کیا کریں، ہماری ہاجرہ بہت سمجھدار ہیں۔

''عمائمہ کہاں جا رہی ہے؟'' عائشہ نے استفسار کیا۔

بجواماں نے بھی نگاہوں کا رُخ ساکت بیٹھی عُمائمہ کی طرف کیا۔اُس نے حیرتوں میں گھِری نظریں موڑیں اور سب کو دیکھا۔

''چلو جی! اسفند میاں تو وہاں جا کر بھول ہی گیے ہیں کہ واپس بھی آنا ہے۔'' آنکھیں مٹکا کر ہنسی۔

عدیل جو منہ بنا کر بیٹھا تھا اُسکی بات پر بے ساختہ ہنسا۔اسفند نے اُسے گھورا۔ قصر کے باہر پھیلی ڈھلتی عصر بھی مُسکرائی۔

www.novelsclubb.com

''عُمائمہ تمہیں نہیں بتایا اِس نے؟ میں بتاتا ہوں!'' اپنا فون بند کر کے میز پر ڈالا اور اُنکی طرف متوجہ ہو گیا۔ بھئی عدیل کا اپنا دُکھ ایک طرف لیکن کسی دوسرے کو،

خاص طور پر اسفند کو تنگ کرنے کا موقع بہت کم ملا کرتا تھا۔وہ یہ موقع ضائع نہیں کر سکتا تھا۔

گہرا سانس لیتے اسفند نے بھی گردن موڑی۔عُمائمہ اُسی کی منتظر تھی۔دونوں کی نگاہیں ملیں۔ایک طرف حیرانگی تھی اور ایک طرف بے بسی۔

"تین دن بعد ہاجرہ اور مناہل نے سیف کے ساتھ اسلام آباد جانا ہے۔"عدیل نے بتانا شروع کیا،"سیف چاہتا ہے کہ گھر کا سارا انٹیریئر ہاجرہ کی پسند کا ہو۔اب ہاجرہ بی بی نے شوشہ چھوڑا۔۔۔"

"کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔میں چاہتی ہوں ہم تینوں مل کر سب سیلیکٹ کریں۔"ہاجرہ نے مُسکرا کر اُسکی بات کاٹی۔آنکھوں میں چمک تھی اور چہرے پر خوشی۔

''پھر ڈیسائیڈ یہ ہوا کہ اسفند بھائی جا ہی رہے تھے کراچی تو وہ آتے ہوئے تمہیں لے آئیں ساتھ۔'' مناہل سے رہا نہیں گیا۔ عُمائمہ کھوئی ہوئی، حیرت زدہ تھی۔

''یہ تم لوگ میری غیر موجودگی کا ناجائز فائدہ اُٹھا رہے ہو!'' بجو اماں نے اُن کا انہماک توڑا۔

''ہاتھ سے نکلتی جا رہی ہیں اولادیں تم لوگوں کی آصفہ، شائستہ!'' آخر بہوؤں کو کیسے بَری کر دیتیں وہ۔

''اماں سارا پلان افضل نے اپروو کیا ہے۔ اُنہی سے پوچھیں۔'' شائستہ نے سارے معاملے سے خود کو نکال لیا۔ آصفہ نے بھی کندھے اُچکائے۔

''آنے دو اُس گدھے کو بھی۔ پوچھ لیتی ہوں میں!''

کھی کھی کی واضع آوازیں۔

''اماں کل ہم نے واپس جانا ہے۔'' اسفند کی بڑی ہی معصوم آواز آئی۔

''اور اِس ''ہم'' میں تیرے ساتھ عُمائمہ نہیں ہے۔'' فیصلہ سُنایا۔اب عُمائمہ کو ہوش آیا۔چونک کر گردن موڑی اور ساتھ بیٹھی اماں کو دیکھا۔وہ بے نیاز رہیں۔

مناہل، عائشہ اور ہاجرہ کی تگ ودو کمال کی تھی۔بجو اماں کو منانے کی نہیں، اپنی اپنی ہنسی روکنے کی۔

''اماں جانے دیں نا۔ تھوڑے دنوں تک واپس چھوڑنے بھی آجاؤنگا۔''اب سارا خاندان ایک طرف تھا اور ایک طرف اسفند، اور اسفند کے پیچھے عُمائمہ۔بے اختیار کئی ہاتھ منہ تک گیے۔ بھئی نازُک صورتحال۔ سمجھا کرو۔

''مجھے بھوک لگ رہی ہے عُمائمہ۔اُٹھو شام کا کھانا دیکھو۔بند کرو اپنے اپنے ڈرامے۔ چلو بھئی للہ کے امان میں۔ تمیز سے رہنا۔اُس فوزیہ سے بھی نمٹ لینا۔'' عدالت برخاست کر دی گئی۔ تخلیہ!

"چچ۔۔۔چچ۔۔ظالم سماج۔" بڑبڑاہٹ مناہل کی طرف سے تھی۔اور پھر سکرین فولڈ کر دی گئی۔عُمائمہ نے دوبارہ نظریں نہیں اُٹھائیں۔اسفند نے دوبارہ ضد نہیں کی۔بجواماں نے اور زیادہ بے نیاز شکل بنالی۔عُمائمہ اُٹھی اور اُنکے ساتھ اُنہیں کمرے میں لے جانے لگی۔عائشہ لیپ ٹاپ سمیٹنے لگی۔عدیل مُسکراتی نظروں سے اسفند کو دیکھتا رہا۔

☆☆☆

بجواماں کے آنگن میں ایک اور دوپہر اُتر آئی تھی جب گیٹ پر ہارن کی آواز نے اندر بیٹھے نفوس کو چونکایا تھا۔

"اِس وقت کون آسکتا ہے؟"

www.novelsclubb.com

سوال ہاجرہ کی طرف سے تھا۔باپ کاموں پر گئے تھے۔مناہل اپنے کمرے میں تھی۔اسماعیل اپنے دوستوں کے ساتھ نکلا تھا۔

''ریاض صاحب آئے ہیں۔''چوکیدار نے انٹر کام پر اطلاع دی۔

''اوکے۔گیٹ کھولو۔''حکم دے کر آصفہ نے انٹر کام رکھ دیا۔

''فوزیہ اور ریاض آئے ہیں۔''اُنہوں نے لاؤنج میں آکر بتایا۔

''آگیے جن کا انتظار تھا۔ہاجرہ پیاری آجاؤ تم میرے ساتھ کچن میں۔مناہل کو بھی بلاؤاوپر سے۔''شائستہ نے ریموٹ سے سکرین پر چلتے کرداروں کی دُنیااندھیر کی اور کچن کی طرف بڑھیں۔

''جی ماما۔''ہاجرہ بھی اُٹھ گئی۔آنکھوں میں چمک آئی اور دل میں بے چینی۔ناجانے کیوں لڑکیاں ساس سُسر سے اتنا ڈرتی ہیں۔حالانکہ ساس اگر فوزیہ جیسی ہو تو زیادہ ڈرنا چاہیے۔

www.novelsclubb.com

اگلے ڈیڑھ گھنٹے تک وہ سب ڈرائینگ روم میں ہی رہے۔فرم سے افضل بھی گھر آگیے تھے اور اسماعیل کو بھی دوستوں کے پاس سے اُٹھوالیا گیا تھا۔

"گھر پر جو مرضی ہو جائے سیا پاسب سے پہلے اسماعیل کو ہی ڈالنا ہوتا ہے!" مناہل کی کال پر اونچی بڑبڑاہٹ کے ساتھ فون کاٹا تھا۔ اگلے دس منٹ میں وہ گھر پر تھا۔

گھڑی کی سوئیوں نے مزید حرکت کی اور پھر ہاجرہ نے علیک سلیک کے بعد اُنہیں کھانا لگنے کی اطلاع دی۔ اب منظر کچھ یوں تھا کہ سربراہی کُرسی کو خالی چھوڑے باقیوں پر وہ سب بیٹھے کھانے میں مصروف تھے۔

"ہم چاہتے ہیں کہ اب ہاجرہ اور سیف کی رُخصتی کر دی جائے۔" چاول کھاتے ہوئے فوزیہ نے اُن سب کو حیرت میں ڈالا تھا۔

"جب تم چاہو فوزیہ۔ ویسے بھی ہاجرہ تو اب تمہاری ہی امانت ہے ہمارے پاس۔" آصفہ نے مُسکرا کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"بالکل۔ ویسے بھی بچے بھی اب ایک دوسرے کو جان گیے ہیں۔" شائستہ کا چہرہ تمتمانے لگا تھا۔ مائیں اپنی خوشیوں میں اتنی خوش نہیں ہوتیں جتنی اپنے بچوں کی خوشیوں میں ہوتی ہیں۔

"بجو اماں ابھی یہاں نہیں ہیں، ہم ابھی آپکو کوئی فائنل تاریخ نہیں بتا سکتے۔" افضل سنجیدہ سا مُسکرا رہے تھے۔

"کیسی باتیں کر رہے ہو افضل بجو اماں کے بغیر تو کچھ نہیں ہو گا نا۔ تم لوگ مشورہ کر لو۔ ہم تاریخ کو تم پر چھوڑتے ہیں۔" اب کی بار ریاض نے گفتگو میں حصہ لیا۔

"شائستہ! مٹھائی منگواؤ بھئی۔" فوزیہ مُسکرا رہی تھی۔ رسمی ہی سہی۔ لیکن مُسکرا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

شائستہ مُسکراتے چہرے کے ساتھ اُٹھ گئیں۔

شائستہ کی خوشی کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی۔بیٹی کی رُخصتی ہونے والی تھی اور بیٹے کا رشتہ پکا ہو رہا تھا۔بھلا اُنہیں اور کوئی خوشی چاہیے تھی؟ارے ہاں نا!اسماعیل کی خوشی بھی چاہیے تھی اُنہیں۔لیکن ابھی صبر کرو۔

بجو اماں کے آنگن میں ایک بار پھر خوشیاں ناچنے والی تھیں۔

لیکن خوشیاں ابدی نہیں ہوتیں۔

ابدی تو غم بھی نہیں ہوتے۔

☆☆☆

ناشتے کی میز پر بیٹھے اُن سب کے چہرے معمول کے مطابق تھے البتہ ایک چہرہ اُترا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"عُمائمہ تم بھی کہیں جا رہی ہو؟"اُترے ہوئے چہرے سے نبیل نے پوچھا۔

بجو اماں نے بھی تیار سی بیٹھی عُمائمہ کو دیکھا۔اسفند خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا۔

"جی ڈیڈ۔یونیورسٹی جارہی ہوں۔مام کی گاڑی کی چابی مجھے دے دیں۔" پلیٹ میں پڑے آملیٹ پر سے نظریں ہٹائے بغیر ہی کہا۔اسفند نے اب کی بار نظر اُٹھا کر اپنے سامنے بیٹھی ہوئی کو دیکھا۔خوبصورت چہرہ اُداس سا تھا۔بے تاثُر سا۔

"میں چھوڑ آتا ہوں۔ابھی تمہیں ڈرائیونگ اتنی اچھی نہیں آتی۔" وہ ڈرے ہوئے تھے۔وہاں اب ہر ایک ہی ڈرا ہوا تھا۔موت کا ڈر۔اپنوں کو کھونے کا ڈر۔

"ڈیڈ چلاؤنگی تو ڈرائیونگ اچھی ہو گی نا،ایسے گھر بیٹھے تو کچھ نہیں ہو گا۔" اُسی لہجے میں کہتے اُس نے آملیٹ کا ٹکرا اُٹھا کر منہ میں رکھا۔بجو اماں گہرا سانس لے کر رہ گئیں۔کئی دنوں بعد اُنہیں وہ والی عُمائمہ نظر آئی تھی جو رعناء کی موت پر تھی۔

"لیکن بیٹے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"آپ چابی مجھے دے دیں نبیل انکل۔ میں ڈرائیو کر لونگا۔" اسفند نے گفتگو میں حصہ لیا۔ عُمائمہ کا آملیٹ چباتا جبڑا سُست پڑا اور اُس نے سر اُٹھا کر اسفند کو دیکھا۔ وہ نبیل کی طرف متوجہ تھا۔

"ٹھیک ہے میرا بچہ۔" اُنہوں نے کہا تو اسفند کو لیکن دیکھا عُمائمہ کو۔ جیسے تائید چاہ رہے ہوں۔ عُمائمہ نے بھی سر ہلا دیا اور واپس ناشتے کی طرف جھک گئی۔

☆☆☆

فیصل آباد میں واقع کچن کی کھڑکیوں سے آتی سُنہری کرنیں ایک نئی صبح وارد ہونے کا پتا دیتی تھیں۔ ایک خوبصورت سی صبح۔ زندگی میں سکون ہو تو ہر صبح کی آمد ہی نئی اور خوبصورت ہوتی ہے۔ اُس صبح کو اور زیادہ حسین وہاں کھڑی مناہل کی گُنگناہٹ بنا رہی تھی۔

مناہل عباسی صبح سویرے اُٹھ گئی تھی، یہ کافی نہیں تھا کہ اب وہ چولہے کے سامنی کھڑی اپنی چائے بننے کا انتظار بھی کر رہی تھی۔ کانوں میں ائیر پوڈز لگے تھے تھے فون ساتھ صاف کی ہوئی صلیب پر رکھا تھا۔ کیا مطلب اُس نے کچن صاف بھی کر دیا تھا؟ ارے نہیں، بھلا ہاجرہ کس مرض کی بلا ہے۔

گُنگناتے ہوئے مناہل کے ہاتھ بھی ہلکے ہلکے لہرا رہے تھے۔ وہ شاید اُسکا پسندیدہ گانا تھا۔ وہ بالوں کو ٹیل میں جکڑے، ہلکے سُرمئی رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھی۔ پیروں میں جا گرز تھے اور کلائی میں گھڑی کی زنجیر ہاتھوں کو لہرانے کی وجہ سے واضع تھی۔ وہ یونی کیلیے تیار تھی۔

نظر اگر اطراف میں دوڑاؤ تو کچن کے دروازے سے وہ آرہا تھا۔ گاڑی کی چابی کو اُنگلیوں میں گھماتا، سیٹی بجاتا، مناہل عباسی کا سکون غارت کرنے کی چلتی پھرتی مثال، اسماعیل عباسی۔

"میرے لیے بھی چائے بنا دینا پلیز۔" سرسری سی نگاہ اُس پر ڈالتا وہ فریج کی طرف بڑھ گیا۔ مناہل نے نہیں سُنا، اُس نے تو دیکھا بھی نہیں۔ وہ گُنگناتی رہی۔ اسماعیل نے بوتل نکالی، وہیں کھڑے کھڑے پانی پیا اور بوتل واپس رکھ دی۔

"مناہل۔" فریج بند کر کے مڑا۔ مناہل کا ہاتھ ابھی بھی ہوا میں تھا۔ اسماعیل کے ماتھے پر بل پڑے۔ دو قدم آگے آیا۔

"منّو!" پھر آواز دی۔ اور عین اُسکے پیچھے آ کر رُک گیا۔ ایسے کہ گردن آگے کو کر لی اور ہاتھ پیچھے کمر پر باندھ لیے۔

گُنگناتی ہوئی مناہل کو لمحوں میں اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ گُنگناہٹ روکی، ناچتے ہاتھ تھمے اور اُس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔

اگلے ہی لمحے ہوا میں معلق ہاتھ دل پر رکھے اور بمشکل اپنی چیخ کو ہوکوں میں تبدیل کرتی وہ دو قدم دور ہوئی۔ اسماعیل کے قہقہے قابلِ رشک تھے۔

''اُف اسماعیل!''ایک ہاتھ ابھی بھی دھڑکتے دل پر تھا اور دوسرے ہاتھ سے ائیر پوڈ نوچا۔

''کوئی اپنی دُنیا میں اتنا مگن کیسے ہو سکتا ہے؟''ہنستے ہوئے کہا۔

''میں گانا سُن رہی تھی۔''ائیر پوڈز ایک طرف رکھے اور فون سے گانا روکا۔

''مسلہ کیا تھا تمہیں؟''اب اُسکی شامت لائی۔

''ناشتہ چاہیئے۔''چائے کی طرف اشارہ کیا۔

''اپنا ناشتہ بناؤ اور لے لو۔میرا دماغ مت کھاؤ۔''مناہل کپ نکالنے لگی۔

''یار بنا دو نا کیسی بے مروت عورت ہو تم۔''اسماعیل نے ایسی معصوم شکل بنائی کہ مناہل کو ہنسی آئی۔

www.novelsclubb.com

''اچھا زیادہ ڈرامے نہ کرو، پانی لے کر جاؤ، آ رہی ہوں۔''ہنسی دبالی اور سنجیدگی سے کہتی چائے انڈیلنے لگی۔اُسا عیل مُسکراتا ہوا فریج کی طرف مڑ گیا، پانی نکالا اور کچن سے نکل گیا۔

وہ باہر نکل گیا تو مناہل مُسکرا دی۔ساری لڑائیاں، جھگڑے ایک طرف لیکن مناہل عباسی کے دل کا ایک حصہ مکمل طور پر اسماعیل پر مر مٹا ہوا تھا۔کیا صرف ایک حصہ؟

☆☆☆

''کیوں جانا ہے یونیورسٹی؟''اسفند اُسکے ساتھ آ کر کھڑا ہوا تھا۔

وہ پورچ کی چھاؤں میں کھڑی دور ڈرائیوے پر دیکھ رہی تھی جہاں چوکیدار رعناء کی گاڑی کا کور اُتار کر اُسے صاف کرنے میں مصروف تھا۔

''مام کے آفس سے اُنکی چیزیں لانی ہیں اور اُنکے ہیڈ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔''

سامنے دیکھتے ہوئے ہی کہا۔اسفند نے اُسکا چہرہ دیکھا۔وہ اُسکا آدھا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔

کالی بلاک ہیلز پہن کر وہ اسفند کے برابر آرہی تھی۔کالے ہی رنگ کے سوٹ میں ملبوس، بالوں کو کھلا چھوڑ کر سامنے سے کانوں کے پیچھے اڑسے، دوپٹہ ایک کندھے پر ڈالے وہ رعناء ہی لگ رہی تھی۔لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ رعناء نہیں تھی بلکہ وہ آخری بار اُس یونی میں رعناء کا پُرسا لینے جارہی تھی۔

''پریشان کیوں ہیں؟'' بالآخر اسفند نے اپنی واحد پریشانی بتائی۔

''میں پریشان نہیں اُداس ہوں اسفند۔میں مام کو مِس کر رہی ہوں۔اُنہوں نے اُس مقام تک پہنچنے کیلیے اپنی آدھی زندگی صرف کر دی اور جب وہ اُس مقام تک پہنچیں تو زندگی ہی ختم ہو گئی۔آج جب اُنہیں گئے بمشکل دو ہی مہینے ہوئے ہیں۔۔'' وہ رُکی، ایک سانس کے ساتھ بہت سے آنسو بھی اندر اُتارے۔

''تو یونیورسٹی والوں کو اُنکا آفس خالی چاہیے۔اُنہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ اُنہیں اپنی آدھی زندگی سرو کرتی رہی ہیں۔'' وہ سامنے دیکھتی رُندھتے گلے کے ساتھ بولتی رہی،اور اسفند اُسے دیکھتا رہا۔

''یہی زندگی وہ جاب چھوڑ کر گھر میں گزارتیں تو آج میں اور آپ یہاں نہ کھڑے ہوتے۔'' آواز نارمل نہیں رہی،کانپ گئی۔اسفند کا دل ڈوبا۔نہیں عُمائمہ رونا مت۔

''عُمائمہ ہم میں سے ہر ایک اپنی زندگی لکھوا کر لایا ہے۔پچھتانے سے کچھ بھی بدلتا نہیں ہے۔۔''

''میں پچھتا نہیں رہی اسفند۔'' اُسکی بات کاٹی اور اُسکی طرف گھوم گئی۔اب اسفند اُسکا پورا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔

''میں حالات کو اپنانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ خیر چھوڑیں۔ واپس کب جانا ہے؟''مُسکرانے کی ناکام سعی کی۔ اسفند گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

''آپ کو لے کر جانا ہے۔ آپ بتائیں۔''بھوری آنکھیں دھوپ کی وجہ سے چمک رہی تھیں۔

''بجو اماں سے اجازت لے لیں۔ میں تو تیار ہوں۔''عُمائمہ اُسکا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ آنکھیں نہیں۔ وہ ابھی وہاں کھڑے رہنا چاہتی تھی۔ اسفند کی مُسکراتی آنکھیں عُمائمہ کا بولنا تک محال کر دیتی تھیں۔

''اجازت۔۔۔ دیکھتے ہیں۔''آنکھیں گھُمائیں۔ عُمائمہ بے ساختہ مُسکرا دی۔

''واپس آ کر لینگے اجازت، ابھی چلیں؟''مُسکراتے ہوئے ہی کہا۔

''شیور۔''وہ بھی مُسکرایا۔ سُنہری دھوپ وہ نظارہ دیکھتی رہ گئی۔

☆☆☆

''سر! یہ فائل اسفند عباسی کے اِس سال کے سارے کانٹریکٹس کی ہے۔''سیلین نے ایک نیلے کور والی فائل میز پر رکھی۔ منظر عزیز ڈار کے گھر کے لاؤنج کا تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھا کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا۔

''اور سر یہ آپکی گلاسز۔''اب اُس نے ایک چھوٹا بیگ بھی سامنے رکھا۔ عزیز کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

''شکریہ سیلین! میں واقعی اِن لینز سے تنگ آ گیا تھا۔''اُس نے مگ رکھا اور بیگ اُٹھا لیا۔

''لیکن سر آپکو ہی نئی گلاسز ڈھونڈنے میں اتنا ٹائم لگا ہے۔''سیلین مُسکرائی۔

''پُرانے والی زیادہ اچھی تھیں۔''وہ اب وہیں رکھے کانٹیکٹ لینز والا بیگ کھول رہا تھا۔

"لیکن وہ ٹوٹ گئی تھیں۔" سیلین مسلسل مُسکراتے ہوئے اُسکی کارروائی دیکھ رہی تھی۔ وہ اب لینز اُتار رہا تھا۔

"میں تو ٹوٹی ہوئی ہی ریپئیر کروانے کے حق میں تھا۔" دوسری آنکھ کا لینز بھی چھوٹی ڈبیا میں ڈال دیا۔

"سر وہ دو ٹکرے ہو گئی تھی۔"

"وہ ویلڈ بھی ہو سکتی تھی۔ دُنیا میں ہر مسلے کا حل موجود ہے سیلین۔" بیگ میں سے نئی عینک اب وہ آنکھوں پر لگا رہا تھا۔ سر کے بال کافی حد تک بڑھ چکے تھے اور کان میں سٹڈ ہنوز موجود تھا۔

"میں آپ سے بحث میں جیتنا نہیں چاہتی، آپ میرے باس ہیں بس اِس لیے۔" اُس نے جتایا۔ عزیز ہنسا۔

"مجھے اپنا پلان بتا دیں تاکہ میں آپکے شیڈیول سیٹ کر دوں۔"

"ہاں اوکے۔میں تمہیں فون پر بتادونگا۔تم جاسکتی ہو۔" وہ اب فون پر کیمرہ کھولے اپنی عینک ٹھیک کرنے میں مصروف تھا۔

سیلین نے آخری نگاہ اُس پر ڈالی اور جانے کیلیے اُٹھ گئی۔

☆☆☆

یونیورسٹی سے واپسی پر گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔اسفند چُپ چاپ گاڑی چلارہا تھااور وہ اُسکے ساتھ بیٹھی عُمائمہ اپنے آنسو ضبط کرتی سڑک کو گھوررہی تھی۔پچھلی سیٹ پر بند کارٹنز رکھے تھے جن میں رعناء کی ٹرافیز اور دوسرا سامان موجود تھا۔آج وہ اُس آفس سے اُنکے تعلق ختم کرآئی تھی۔عُمائمہ،رعناء کی ساری زندگی سمیٹ کراب اپنے آنسو سمیٹ رہی تھی۔وہ شخص جو اُسکے بائیں طرف بیٹھا تھا صرف اُسکی وجہ سے وہ رو نہیں رہی تھی ورنہ وہ اُس وقت چیخنا،چلانا چاہتی تھی۔

زندگی میں کچھ رشتے آپکو بڑی آسانی سے اپنا آپ اُنکے حوالے کر دینے دیتے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے ہم جس سکون سے اپنی زندگی گزار لیتے ہیں وہ کہیں اور نہیں مل سکتا۔

☆☆☆

''بجو اماں! بچوں کو جانے دیں۔'' رات کے کھانے پر اب اسفند اور عُمائمہ نے نبیل کی سفارش سے کام چلانا ضروری سمجھا تھا۔

''تو بچے جائیں۔ مجھ بوڑھی کو پھر اکیلا چھوڑ جائینگے۔ جائیں۔'' اُنہوں نے منہ بنالیا۔

''اماں ہم تو یہیں ہیں نا۔'' عائشہ نے مُسکرا کر کہا۔ بجو اماں نے اُسے آنکھیں نکالیں۔

www.novelsclubb.com

''اوہ تو آپکو اسفند بھائی چاہئیں۔'' اُس نے آنکھیں مٹکائیں۔

''اماں ایسا کرتے ہیں۔آپکو واپس لے جاتے ہیں، عُمائمہ کو رہنے دیتے ہیں، ویسے بھی سب وہاں آپکو مِس کر رہے ہیں۔''عدیل نے ہنسی دباتے مشورہ دیا۔

''نہیں میں یہیں رہونگی۔مجھے یہاں سے میری رعناء کی خوشبو آتی ہے۔لے جاؤ تم لوگ عُمائمہ کو۔لیکن زیادہ دن نہ لگانا۔''نروٹھی سی شکل بنائے اجازت دے دی۔

''واقعی؟''عُمائمہ کو یقین نہیں آیا۔

''ہاں میرا بچہ۔جاؤ۔''اب مُسکرا دیں۔

''تھینک یو بجو اماں!''مُسکرا کر اُنکا ہاتھ تھام لیا۔

مُسکرا ہٹیں امر ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

یہ جمعہ کا دن تھا جب ایک بار پھر اُن سب کے بیگز پیک ہو کر پورچ میں رکھے تھے۔ سب سے بڑا بیگ عُمائمہ کا ہی تھا۔ کیونکہ اُسے سب کیلئے گفٹس لیکر جانے تھے۔

وہ بات بات پر ہنس رہی تھی۔ کھلکھلا رہی تھی۔ کھو رہی تھی اور پھر اپنی ہی فیری ٹیل میں مُسکرا رہی تھی۔ اور اسفند اُسے دیکھ کر نثار ہوئے جا رہا تھا۔ وہ عُمائمہ کے دل کا راز جانتا تھا۔ وہ ہی تو اُسکے راز کا ضامن تھا۔

دو گھنٹے کی فلائیٹ میں وہ مسلسل بولتی رہی تھی۔ کبھی اسفند سے تو کبھی عدیل سے باتیں کر رہی تھی۔

"اسفند! آپ سو رہے ہیں۔" اگر کبھی اسفند کی آنکھیں بند ہو رہی ہوتیں تو وہ اُسکا کندھا ہلاتی۔

"نہیں میں سُن رہا ہوں۔" آنکھیں بمشکل کھولتا۔ عدیل ہنستا۔

"جا گو اسفند میاں! تم ہی اِس باتوں کی مشین کو اپنے ساتھ لائے ہو۔" ہنستے ہوئے ہی وہ بہت کچھ بتاتا۔ عُمائمہ اُسے بھی گھورتی اور سوتے ہوئے اسفند کو بھی۔ پھر باتیں وہیں سے شروع کر دیتی۔ نا جانے لڑکیاں جب خوش ہوتی ہیں تو اُنکے پاس اتنی باتیں کہاں سے آجاتی ہیں۔ بند آنکھوں والا اسفند سوچ کر ہی رہ جاتا۔

فیصل آباد ائیر پورٹ پر چیک آؤٹ کرتے وقت اسفند کی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھایا اور اُسے کھڑے رہنے کیلیے عدیل کا سہارا لینا پڑا۔ چند لمحے اُسکا بازو پکڑے وہ خود کو کمپوز کرتا رہا پھر ڈھیٹوں کی طرح بیگز گھسیٹنے لگا۔

"کیا ہوا؟ ٹھیک ہو؟" وہ پریشان ہوا۔

"کچھ نہیں شاید جہاز کے چکر چڑھ گئے ہیں۔" وہ ہنسا۔ آواز بوجھل ہو رہی تھی۔

"جتنا اس بار ہمارا آنا جانا لگا ہوا ہے نا جہاز کو ہمارے چکر چڑھنے چاہئیں۔" اُسکے ساتھ ہی چلنے لگا۔

ٹیکسی میں بھی اسفند سو گیا تھا۔

"اسفند! گھر آ گیا ہے۔" گیٹ کے سامنے پہنچ کر عُمائمہ نے اُسے اُٹھایا۔ وہ مشکل سے اُٹھا۔

"ٹھیک ہیں؟" عُمائمہ نے تشویش سے پوچھا۔ اُسکی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں اور چہرہ زرد۔

"ٹھیک ہوں۔" مُسکراتا۔ چہرہ تکان زدہ ہی رہتا۔

وہ بھی مطمئن ہوئے بغیر سر ہلا دیتی۔ وہ سفر میں کبھی نہیں سوتا تھا۔ وہ بیمار ہو رہا تھا۔

"عُمائمہ!"

www.novelsclubb.com

گیٹ کے باہر سے ہی وہ مناہل کے نعرے سُن سکتی تھی۔ بیگز گھسیٹتے وہ دونوں بھی ہنسے۔

دلوں کے رشتے ایک بار پھر مل گئے تھے۔آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔چہرے کھل اُٹھے تھے۔

☆☆☆

"ہاجرہ آپی کافی بنادیں۔"اسفند کی التجائیہ سی تھکی ہوئی آواز کچن میں گونجی۔وہ لاؤنج سے اُٹھ کر اُن عورتوں کے پاس آیا تھا۔عُمائمہ نے سلاد کاٹتے ہاتھ روک کر اُسے دیکھا۔

"پہلے کھانا کھالو میرا بچہ۔"شائستہ نے ٹوکا۔

"مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہے۔ادھر بازو دکھاؤ۔"اسفند نے بڑی ہی تابعداری سے بازو ماں کی طرف بڑھادیا۔آصفہ نے ماتھے پر بل ڈالے اُسکا بازو تھاما۔

"بخار ہو رہا ہے۔اور گھومو۔ایک دو دفعہ جہاز کا چکر اور لگا آؤ۔"ماں نے گھورا۔

''ماما تھک گیا ہوں۔ ریسٹ کرونگا ٹھیک ہو جاؤنگا، ہاجرہ آپی۔۔۔'' ماں کا ہاتھ تھپکا، ہاجرہ کو کافی یاد کروائی اور چلا گیا۔

''مناہل! جاؤ اسفند کو کافی دے آؤ۔'' تھوڑی دیر بعد ہاجرہ نے ٹرے میں مگ رکھا۔ مناہل جو شیلف کے اوپر بیٹھی تھی نیچے اُتری۔

''پین کلر بھی دے آنا مناہل۔'' عُمائمہ نے مگن سے انداز میں کہا۔ مناہل نے ایک ابرو اُچکائی۔

''ہاں اُسکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔'' آصفہ نے بھی لقمہ لگایا۔ مناہل نے اب ماں کی طرف گردن موڑی۔

''ہائے للہ! آپ سب عورتیں تو میرے بھائی کے پیچھے ہی پڑ گئی ہیں!'' اُن تینوں کو گھورتی وہ وہاں سے نکل گئی۔ پیچھے اُسکی بات پر کوئی بھی شرمندہ نہیں ہوا تھا۔ بھلا اُسے کیا پتا اسفند کی فکر اُن سب پر فرض کر دی گئی تھی۔

''اتنی فکر بھی اچھی نہیں ہوتی دیکھنا لیپ ٹاپ کھول کر پھر کوئی کام کر رہے ہونگے۔''سیڑھیاں چڑھ کر اب وہ ہال سے گزرتی بڑبڑا رہی تھی۔

''اسفند بھائی۔''ایک بار باہر سے آواز دیکر دروازہ دھکیل دیا۔

کمرہ مکمل اندھیر تھا۔مناہل حیران ہوئی۔

''اسفند بھائی؟''آگے بڑھی اور ٹرے ایک ہاتھ میں کرتی سوئچ ڈھونڈنے لگی۔

سفید اور زرد روشنیاں سارے میں پھیلیں تو منظر واضع ہوا۔

بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے وہ جوتوں سمیت لیٹا تھا۔آنکھیں بند تھیں اور ایک ہاتھ ایک طرف کو بیڈ سے نیچے ڈھلکا ہوا تھا۔

''بھلا اتنا اندھیرا کر کے کون سوتا ہے؟''وہ چلتی ہوئی آگے آئی اور سائیڈ ٹیبل پر ٹرے رکھ دی۔

''اندھیرا چھوڑیں، بھلا جوتے پہن کر کون سوتا ہے۔''اُسے سُناتے ہوئے مناہل نے نیچے لٹکتا اُسکا ہاتھ اُٹھا کر اُسکے سینے پر رکھا۔وہ نہیں جاگا۔مناہل کے ماتھے پر بے اختیار بل پڑے۔

''اسفند بھائی؟''آواز دی۔کوئی اثر نہیں۔

''اسفند بھائی!''اب کندھا جھنجھوڑا۔بیڈ کراؤن کے ساتھ لگا سر بھی ڈھلک گیا۔ مناہل کا دل بند ہوا۔

''اسفند۔۔اسفند بھائی۔۔۔''دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اُسکا چہرہ لیے وہ گال تھپتھپانے لگی۔اسفند پھر بھی نہیں جاگا۔مناہل رو دینے کو ہوئی۔

''ماں۔۔۔ماما!''اُسکا گال تھپتھپاتے مناہل کے ہاتھوں میں کپکپی آگئی۔گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹک گیا۔

''بھائی!''باہر کو آواز دیکر اُس نے واپس اُسکو دیکھا۔

"ماما! اسماعیل! ہاجرہ آپی!" اُسکا ہاتھ ملتے وہ ایک بار پھر باہر کو آوازیں دینے لگی۔ حلق سے بمشکل آواز نکل رہی تھی۔

"یار عمائمہ! ہاجرہ آپی! کوئی آکیوں نہیں رہا؟ اسفند بھائی!" بس اُسکی حد ختم ہو گئی اور وہ رو دی۔ آنسو اب اسفند کی ساکت ہتھیلی پر گرنے لگے۔

"اُٹھیں یار! بھائی!۔۔۔ آکیوں نہیں رہے تم سب!"

"کیونکہ نیچے تک یہاں سے آواز نہیں جاتی۔" اُسی طرح ڈھلکے ہوئے سر کے ساتھ بمشکل بولا۔

"ہاں۔۔" اُس نے ہاتھ کی پُشت سے گال رگڑا۔

"اب کیا کروں؟" ایک نظر باہر دیکھا پھر بند آنکھوں والے اسفند کو۔ آنکھیں بار بار دُھندلا رہی تھیں۔ ناک سُرخ ہو گئی تھی۔

"نیچے جا کر بُلا کر لاؤ! جلدی مناہل!" ڈھلکی ہوئی گردن مزید ڈھلکا دی۔

''اچھا۔۔'' مناہل نے گال پر سے آنسو رگڑے اور باہر کو لپکی۔ دروازے تک پہنچی تو ٹھٹکی۔ رُکی۔ چہرہ سفید پڑا۔ آنکھوں میں آنسوؤں کی جگہ شاک نے لے لی۔

''اسفند بھائی؟'' شل سی واپس مڑی۔ اسفند اُسی طرح پڑا تھا۔

''آہ مناہل ابھی تک یہیں ہو؟'' حد ہو گئی۔

''میں۔۔۔ میں چھوڑونگی نہیں آپکو!'' اپنا رونا بھول کر وہ اُسی تیزی سے واپس اُسکی طرف آئی۔ اسفند جو ایک آنکھ کھول کر اُسے دیکھ رہا تھا ابھی اُٹھنے ہی لگا تھا کہ مناہل نے اُسکے کندھے پر زوردار پنچ مارا۔

''شرم نہیں آئی! مجھے اتنا رُلایا!'' ایک اور پنچ۔ وہ ہنسا۔ نقاہت زدہ سی ہنسی۔

''زیادہ مرنے کا شوق ہو رہا ہے؟ میں پورا کرتی ہوں ٹھہر جائیں زرا!'' اب مناہل کے دونوں ہاتھ اُسکی گردن پر تھے۔ چچ چچ۔۔ ابھی اُنہیں ہاتھوں سے وہ اُسکے ہاتھ

مل رہی تھی۔اصل میں بہن بھائیوں کو ایک دوسرے کی دی ہوئی عزت ہضم نہیں ہوتی نا۔

"مناہل! پاگل! یہ کیا کر رہی ہو؟" وہ ہنستا جا رہا تھا۔

"ہنسیں اور ہنسیں۔۔دبا دوں گلا؟" مناہل نے زور ڈالا۔اسفند کھانسنے لگا۔

"یا میرے للہ!" آ گئیں اسفند کی عُمائمہ۔اُسے کھانستا سُن کر وہ تیزی سے آگے آئی تھی۔

"آہ عُمائمہ! مجھے بچالو! اِس جنگلی عورت سے بچالو!" اسفند نے ہنستے چہرے کو پھر پریشان چہرہ بنالیا جیسے وہ واقعی گلا دبا رہی تھی۔

"للہ! ڈرامے باز!" مناہل نے اُسکی گردن چھوڑ دی۔اسفند اور ہنسا۔

"تم پین کلرز نیچے ہی چھوڑ گئی تھیں۔" عُمائمہ جو ابھی تک اُن دونوں کی کارستانی دیکھتی دروازے میں ہی کھڑی تھی آگے آ کر دوائی ٹرے میں رکھ دی۔

''اس شکل کو پین کلرز کی ضرورت محسوس ہوتی نظر آ رہی ہے؟'' مناہل نے اُسکے کندھے پر ایک اور تھپڑ مارا۔

''ہوا کیا ہے؟'' وہ دونوں بہن بھائی عُمائمہ کو پاگل کر کے ہی چھوڑینگے دیکھنا۔

''مرنے کی ایکٹینگ کر رہے تھے۔ میرا آدھا کلو خون جلوا دیا اور پھر جاگ گیے۔ میں تو بس ایکٹینگ کو رئیلٹی ٹچ دے رہی تھی، گلا دبا کر۔'' ہف تف کہ وہ قریب پڑے صوفے پر ڈھیر ہوئی۔

''لائیں عُمائمہ میڈیسن، میری کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔'' مُسکراتے ہوئے سیدھا ہو گیا اور مناہل کو دیکھ کر آنکھیں گھُمائیں۔

عُمائمہ نے ٹرے اُسکے آگے کی۔

''میں سچ میں ڈر گئی تھی، اسفند بھائی۔'' مناہل کی آواز اب ہموار تھی۔ روتی آنکھیں۔۔۔ سُرخ ناک، اب وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔

"میرے لیے تمہیں ڈرنا بھی چاہیے پیاری مناہل۔" کہہ کر گولی پھانک لی۔ عُمائمہ کے دل کو کچھ ہوا۔

"بس بہت ہو گیا مزاق، مناہل اُٹھو کھانا لگ گیا ہے۔اور آپ۔۔" اُسے کہتی وہ اسفند کی طرف مڑی۔ وہ اب مزے سے کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا، اُسکے بلانے پر مُسکراتی آنکھیں اُس پر جمائیں۔

"آپ ریسٹ کریں۔اگر نہیں، تو نیچے آکر کھانا کھائیں۔" عُمائمہ نے نظریں چُرا لیں اور ٹرے اُٹھاتی وہاں سے نکل گئی۔

"بھابھی کچھ زیادہ ہی آرڈرز نہیں دینے لگ گئیں؟" وہ نکلی تو مناہل نے آواز کو سرگوشی میں بدلا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں۔" اسفند نے گردن ہلائی۔

"اِس قابل ہیں آپ!" جلے کٹے انداز میں کہہ کر اُسے گھورا اور اُسکے پیچھے ہی لپکی۔

اسفند ہنس دیا۔ کتنی ہی دیر ہنستا رہا۔

تھکان زائل ہونے لگی تھی۔

☆☆☆

سارے دن کی بھاگ دوڑ کے بعد اب وہ سب نیچے والے ہال میں بیٹھے تھے۔ ماحول کچھ یوں تھا کہ سارے میں ہلکی روشنیاں تھیں اور سب سے زیادہ تیز روشنی وہاں لگی ایل ای ڈی کی تھی۔ صوفوں پر براجمان اُن نفوس کے چہروں پر پڑتی روشنی اُنکے چہرے واضع کر رہی تھی۔ سامنے پڑے بڑے سینٹر ٹیبل پر چائے اور کافی کے بھاپ اُڑاتے مگز تھے، ساتھ بہت سے پاپ کارن باؤلز۔

یعنی بجو اماں کی اولاد آج اُنکے بغیر ہی مووی نائٹ منا رہی تھی۔

"اسماعیل! ابھی صبر کرو۔ مووی شروع تو ہو لینے دو۔" میز پر پڑے باؤلز کے قریب ایک ہاتھ رینگتا ہوا آ رہا تھا، جسکو اسفند نے ایک زوردار تھپڑ سے نواز کر سُنا بھی دیا تھا۔

اسماعیل نے منہ بنایا اور ہاتھ سہلانے لگا۔

ریموٹ عدیل کے ہاتھ میں تھا اور وہ نیٹ فلیکس سرفینگ میں مشغول تھا۔ ہاجرہ والا کام اب عدیل سنبھالتا تھا۔

چند لمحوں بعد جب مووی شروع ہوئی تو سب سے پہلے ہاجرہ ہی چونکی تھی۔

"عدیل یہ ہارر مووی ہے۔" ہاجرہ نے پوچھنے سے زیادہ بتایا تھا۔

"ہاں ہارر مووی ہے۔" سکون سے اپنی چائے کا گھونٹ بھرا۔

www.novelsclubb.com

''میں نے منع کیا تھا نا۔'' وہ روہانسی ہوئی۔اُن سب میں بس ہاجرہ ہی تھی جو بچپن سے مووی پرسن ہونے کے باوجود ڈراؤنی موویز نہیں دیکھ سکتی تھی۔اُسے اندھیرے سے خوف آتا تھا اور جن بھوت،اُسکے بقول:

''مجھے میرے کمرے میں چلتے پھرتے نظر آنے لگتے ہیں۔''

اِس بات پر پہلی بار وہ اتنا ہنسے تھے کہ ہاجرہ کا چہرہ شرمندگی سے سُرخ ہو گیا تھا۔وہ اپنی ''بڑی بہن'' سے ایسی توقع نہیں کر رہے تھے۔

''ہاجرہ آپی یہ جن بھوتوں والی نہیں ہے۔'' مناہل نے سکرین سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔عُمائمہ اور مناہل ایک صوفے پر تھیں۔ہاجرہ،عدیل اور اسفند سامنے والے بڑے صوفے پر،اور اسماعیل اُنکے بائیں طرف والے صوفے پر۔

''ہاں یہ زومبیز والی ہے۔'' اسماعیل نے اُسکا جملہ مکمل کیا۔

''دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔'' وہ اب سکرین کو نہیں دیکھ رہی تھی۔

"حد کرتی ہیں ہاجرہ آپی، زومبیز اور جن بھوت میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔"

اسفند موووی چھوڑ کر کافی پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ کافی تھی یا اُسکا عشق؟

"لیکن پھر بھی، میں نہیں دیکھ سکتی۔ عدیل اِسکو بند کرو، کوئی اور لگاؤ۔ ورنہ میں اندر جا رہی ہوں۔" لہجہ دو ٹوک ہوا۔ بھئی ڈر کے آگے انسان بے بس ہوتا ہے۔

"آج تو ہم یہی موووی دیکھینگے۔ ہاجرہ آپی اپنے ڈر کا سامنا نہیں کرینگی تو ختم کیسے ہو گا؟" مناہل اور اُسکے گیان۔

"ہاں یار آج دیکھ لیں۔ کچھ نہیں ہو گا۔ یہ بس فکشن ہے، سکرین سے باہر تھوڑی ہی آنا ہے اُنہوں نے۔" اسفند مُسکرا کر سمجھا رہا تھا۔

"اچھا۔" اُس نے کچھ سوچا۔ سکرین پر اب ڈراؤنی زومبیاں ناچ رہی تھیں۔

"لیکن پھر میں عُمائمہ اور مناہل کے درمیان میں بیٹھونگی۔"

اتنی انٹرسٹینگ موووی کے باوجود وہ سب اُسکی اتنی بونگی بات پر ہنس دیے تھے۔

''ہاں چُڑیلوں کے ساتھ بیٹھینگی تو زومبیز سے ڈر نہیں لگے گا۔'' کہہ کر اسماعیل پھر ہنسا۔

''اپنی حد میں رہو، دیو کہیں کے!'' مناہل، اسماعیل کا حساب نہیں رکھا کرتی تھی۔

ہاجرہ اُٹھی اور اُن دونوں کے پاس آگئی۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ موی اپنی پوری وحشت کے ساتھ جاری تھی۔ ہاجرہ کی چیخیں وقتاً فوقتاً وہاں گونجتی تھیں، لیکن وہ سب مگن تھے۔

''اسفند بھائی۔'' اسماعیل نے اُسکا کندھا ہلایا۔

''ہاں؟'' سکرین سے نظریں ہٹا کر اُسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

''مجھے بھی یہاں بٹھالیں پلیز۔'' دُہائی دیتی شکل۔

''کیا ہوا میرے دیو کو ڈر لگ رہا ہے؟'' مناہل کے کان اسماعیل کے معاملے میں بہت تیز تھے۔

اُن سب کی ہنسی کو اُس نے نظر انداز کیا اور عدیل اور اسفند کے درمیان جگہ بنائی۔

بھئی عزت کی خیر ہے فلحال اُسے ڈر لگ رہا تھا۔

اگلے دو گھنٹے تک اسفند اور عدیل اُن سب کی چیخیں سُن سن کر بس ہنستے ہی جا رہے تھے۔

☆☆☆

حبس زدہ دن کا آغاز ہوا۔ لیکن قصر کے اندر مصنوعی ٹھنڈک پھیلی تھی۔اِسی ٹھنڈک میں لاؤنج کے بڑے میز پر ناشتہ لگایا تھا اور بجواماں کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا جس میں اُنکا باقی خاندان میلوں دور ناشتے کی میز پر براجمان نظر آ رہا تھا۔ کال اسفند کے فون پر تھی لیکن فون میز کے گرد بیٹھے ہر ایک فرد کے ہاتھ میں ''ٹریول'' کرتا نظر آ رہا تھا۔

''کب جانا ہے تم لوگوں نے؟'' بجواماں نے ہاجرہ کو پوچھا۔

''بجو اماں آج تو سیف کی میٹینگ ہے، اُسکے بعد ہی وہ پلان بتائینگے۔'' ہاجرہ نے بڑے سکون سے کہا۔اب وہ سیف کے نام پر چونکتی نہیں تھی۔اُسے اب سیف اور اُسکی باتوں کی عادت ہوتی جا رہی تھی۔اب اُس نے اپنے چونک جانے پر قابو پالیا تھا۔

''یعنی اب کل ہی جاؤ گے؟'' اُنہوں نے پھر کہا۔

''عائشہ کہاں ہے؟'' فون مناہل نے اُچک لیا۔اسفند نے لقمہ منہ میں رکھتے ہوئے اپنے فون کے لیے دُعا کی۔

''اب بڑی کو تم لوگ لے گئے ہو تو وہی کریگی ناکام، کچن میں ہے۔'' بجو اماں نے اُسے ڈپٹ دیا۔

www.novelsclubb.com

''اماں اُسے بھی تو کام شام آنے چاہئیں نا۔اب ایک نہ ایک دن تو عُمائمہ نے ایسے ہی رُخصت ہو کر آنا ہے۔'' مُسکراتے ہوئے آنکھیں گھُمائیں۔

اسفند نے اپنی ہنسی روکی اور عُمائمہ کھانسنے لگی۔چہرہ سُرخ ہو گیا۔

"اونہوں! آرام سے کھاؤ بچے۔"ساتھ بیٹھی شائستہ نے مُسکراتے ہوئے اُسکی کمر تھپکی۔کیمرے کے دوسری طرف بیٹھی بجواماں بھی ہنسیں۔

"فون واپس کرو مناہل! میں لیٹ ہو رہا ہوں۔"اسفند اپنا راز کم از کم اِس طرح کھُلتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"اوکے بھائی۔"اُس نے بجواماں کو دیکھ کر ایک آنکھ دبائی۔وہ ہنستی رہیں۔

"آکر بات کرو نگا اماں۔اپنا خیال رکھیں۔للہ حافظ۔"آواز میں مصنوعی سا رعب لایا اور بمشکل سنجیدہ رہتے ہوئے کہہ کر فون بند کر دیا۔اپنی کرسی کی پُشت سے اپنا کوٹ اُٹھایا اور باہر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

"بندہ گدھے کو راز بتا لے، مناہل کو نہ بتائے۔"بڑبڑاتا ہوا اسفند گاڑی تک پہنچا تھا۔

گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے ایک بار پھر اُسکا فون بجا۔ اسفند نے ہاتھ روکے اور پینٹ کی جیب سے فون نکالا۔ سکرین پر نظر پڑی تو عجیب سی مُسکراہٹ لبوں پر رینگی۔

"لانگ ٹائم اسفند عباسی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ ہمیشہ کی طرح لاپرواہ، چہکتا ہوا لہجہ۔

"وعلیکم السلام۔" اسفند عباسی بھی مُسکرایا۔ شرم دلانا چاہی۔ عزیز ڈار کا قہقہہ اسفند کے کانوں میں گونجا۔

"اچھی کوشش تھی، لیکن عزیز ڈار شرمندہ نہیں ہوا کرتا۔" ہنستے ہوئے اُس نے عینک کے پار آنکھ کا کونہ صاف کیا۔

"کیوں کال کی ہے؟" اسفند اب گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔

''ہم بالکل ٹھیک ہیں۔ تم کیسے ہو؟''عزیز ڈار نے فوراً حساب برابر کیا،اسفند ہنسا۔ گردن جھکا کر ہلکا سا۔

''میری اماں کہتی ہیں کہ اسفند کو بس وہی شرمندہ کر سکتی ہیں۔''

''پھر تو تمہاری اماں سے ملنا پڑے گا۔ بھئی یہ ٹرک ہمیں بھی آنی چاہیئے۔''اُسکی آنکھیں چمکیں۔

''کیوں کال کی ہے عزیز؟''اسفند اب سنجیدہ تھا۔

''کل سنڈے ہے،اور کل کا لنچ ہم تمہارے گھر پر کرینگے۔''اُس نے بڑے سکون سے کہا۔اسفند کی بھنویں حیرت کے مارے ماتھے پر چڑھیں۔

''لیکن کل ہمارے گھر پہ کوئی ''بزنس'' لنچ نہیں ہے۔''اُس نے بزنس لرزور دیا۔ گہری بھوری آنکھوں میں فکر اُبھری۔

''ہم،اسفند عباسی، تمہارے گھر فیملی بن کر آئینگے۔ بزنس کی بات چائے پر کر لینگے۔''اب وہاں بھی سنجیدگی تھی۔

''وجہ جان سکتا ہوں؟''اسفند کی سنجیدگی سے اب ڈرا جانا چاہیے تھا۔

''کوئی وجہ نہیں ہے۔''اُس نے کندھے اُچکائے۔

''عزیز ڈار مجھے وجہ بتاؤ، ورنہ میں فون کاٹ رہا ہوں۔''نہیں وہ اِس شخص کو گھر تک نہیں آنے دیگا۔

''اوکے اوکے۔ بتا رہا ہوں۔''وہ مُسکرایا۔

''اصل میں منڈے کو ہم نے امریکہ واپس چلے جانا ہے۔ سیلین یہاں سارا کام دیکھ لیگی۔ ہمارا وہاں والا سارا ایمپائر ہمیں پُکار رہا ہے۔ وہ ہمارے باپ کا بزنس ہے، اب اُنکے مرنے کے بعد ہم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ اُسے ٹھپ ہونے سے بچا لیں۔ سو، اسفند عباسی کل ہم تم سے مل کر اپنے اگلے سارے پلانز ترتیب دینگے۔

بس یہی وجہ ہے۔" بات ختم کر کے اُس نے سانس لیا۔ وہ بہت بولتا تھا، اسفند کو بس یہی عادت اُسکی بُری لگتی تھی۔

"لیکن ہم یہ میٹینگ آفس میں بھی کر سکتے ہیں۔" اسفند بضد تھا۔

"ہم آج سارا دن بزی ہیں، اِن فیکٹ کل بھی۔ ایک گھنٹہ ٹائم مینیج کر کے اگر ہم تم سے ملنے آرہے ہیں اور تم نخرے کیے جارہے ہو۔" وہ جیسے بدمزہ ہوا۔ اسفند نے گہرا سانس لیا۔ زہن میں جمع تفریق کی۔

"ٹھیک ہے کل پورے لنچ ٹائم پر گھر آجانا۔" وہ رُکا۔

"ایڈریس تو تمہیں معلوم ہی ہوگا۔"

"چچ چچ۔۔ اسفند عباسی، اب ہم اتنے بھی بے غیرت نہیں ہیں کہ لوگوں کو اُنکے گھر تک سٹالک کریں۔" آواز میں افسوس تھا۔ اداکار کہیں کا!

"تم اِس سے زیادہ بے غیرت ہو عزیز۔" اسفند نے اُسی کے لہجے میں کہا اور کال کاٹ دی۔

اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا عزیز ہنس دیا۔ کتنی ہی دیر اُسی طرح کھڑا ہنستا رہا۔ پھر دوبارہ فون پر جھکا۔ اُسے سیلین کو اپنا پلان بتانا تھا۔

☆☆☆

شام کا کھانا لگ چکا تھا اور گلاس وال سے وہ سب ڈائینگ روم میں بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ ہنسی کی آوازیں، مُسکراہٹیں، ماؤں کا ٹوکنا اور بیک گراؤنڈ میں چلتے چھری کانٹوں کی آوازیں بھی وہاں گونج رہی تھیں۔

ایسے میں اسفند کچھ بے چین سا نظر آ رہا تھا۔ عُمائمہ اُسے کافی دیر سے نوٹ کر رہی تھی۔ وہ یہ چہرہ لے کر آفس نہیں گیا جس چہرے کے ساتھ وہ واپس آیا تھا۔ لیکن وہ پوچھ نہیں پا رہی تھی۔ "لحاظ" ایک لحاظ تھا اُن دونوں کے درمیان۔ بلکہ وہاں

موجود ہر ایک کے درمیان تھا۔ خاندانوں میں لحاظ ہونا ضروری ہے۔ جب ہمیں اندازہ ہو جائے کہ ہمارا قریبی ہمیں اپنے کسی پرسنل میں شامل نہیں کرنا چاہتا تو اُس لحاظ کو قائم رکھنا چاہیے۔ باؤنڈریز۔

"کوئی بات ہے اسفند؟" بالآخر سہیل نے پوچھا۔ اسفند نے کھانا چھوڑ کر کہرا سانس لیا۔

"عزیز ڈار۔۔۔ اُسے کل میں نے لنچ پر گھر بُلایا ہے۔" وہ سیدھا مُدعے پر آیا۔ چمچوں کانٹوں کی آوازیں تھم گئیں۔ افضل کا منہ مارے حیرت کے کھلا رہ گیا۔

"کیوں؟" سہیل نارمل رہے۔

"اُسکے پاس کوئی سٹریٹجی ہے جو وہ مجھ سے شئیر کرنا چاہتا ہے۔" اسفند کا چہرہ باپ کے نارمل رویے پر پُرسکون ہو گیا۔ اب وہاں پریشانی نہیں تھی۔

"لیکن تم یہ میٹینگ آفس میں بھی کر سکتے تھے۔" بالنے والے افضل تھے۔

چمچوں، کانٹوں کی آوازیں ایک بار پھر اُبھرنے لگیں۔

"لیکن افضل تایا کل سنڈے ہے۔ مجھے ایسے ہی کمفرٹیبل لگا۔" اسفند نے بات گول کر دی۔ اُس نے یہ نہیں بتایا کہ عزیز ضد کر کے آ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے اسفند، لیکن اگلی بار میٹینگ کنفرم کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھ لینا۔" کہہ کر واپس کھانے کی طرف متوجہ ہو گیے۔ وہ اسفند کو موقع دینا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ معاملوں کو سمجھے، پرکھے۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ لوگوں کو جانے تاکہ وہ آگے بڑھ سکے۔ اب کمپنی اُسی کے حوالے تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی پاپا۔"

اسفند عباسی کا دل اُس پر اعتبار کرنا چاہتا تھا مگر دماغ جمع تفریق میں زیادہ تیز تھا اور انکار کر دیتا تھا۔ وہ بھی اِس بار اُسے موقع دینا چاہتا تھا۔

☆☆☆

رات ڈھل چکی تھی، مگر حبس ابھی تک قائم تھی۔ایسے میں وہ سب اے سی کی ٹھنڈی خُنکی چھوڑے آج باہر لان میں بیٹھے تھے۔لان کی روشنیاں جلی ہوئی تھیں۔

بجو اماں کے تخت پر اسماعیل ایسے بیٹھا تھا کہ کوئی اور نہیں بیٹھ سکتا تھا۔باقی کُرسیاں وہیں تخت کے قریب پھیلائے،وہ سب بڑے سکون سے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

چند مزید لمحے سرکے تو وہاں ہاجرہ اور عُمائمہ ٹی ٹرالی گھسیٹتی نمودار ہوئیں۔ٹی کی جگہ کافی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کتنی اچھی ہیں نا آپ دونوں۔"

اسفند نے معصومیت سے مُسکرا کر کہا۔ہاجرہ ہنس دی۔عُمائمہ مُسکرا بھی نہ سکی۔یہ اب کچھ زیادہ ہی ہو رہا تھا۔

"عدیل بھائی اگلا فنکشن ہمارے گھر کب آرہا ہے؟" مناہل نے بات چھیڑی۔

"دیکھو میں ہاتھ پکڑ کر لا رہا تھا۔" اُس نے فون بند کر کے رکھ دیا۔مکمل سنجیدگی سے دیکھا۔

"حناء کے گھر سے عُمائمہ کے گھر تک تو وہ خوشی خوشی آگیا۔" وہ ایسے کہہ رہا تھا جیسے بڑی ہی کوئی اہم بات تھی۔

اسفند نے مُسکراہٹ روکنے کی کوشش نہیں کی۔ہاجرہ، عُمائمہ محظوظ سی سُنتی رہیں۔

www.novelsclubb.com

"لیکن پھر چونکہ میرا گھر تو فیصل آباد میں ہے۔تو وہ فنکشن اب میرے گھر تک کیسے آئے گا،اِسکا بجواماں کو ہی پتا ہے۔" لمبا سانس لے کر افسوس کیا۔

مناہل اور اسماعیل ہنسے۔

"کوئی کام کی بات نہ کرنا کبھی۔" ہاجرہ نے اپنی کافی اُٹھالی۔ پھر جیسے کچھ یاد آیا۔

"سیف کی کال آئی تھی۔ وہ صبح دس بجے تک آجائینگے ہمیں لینے۔ مناہل، عُمائمہ ریڈی رہنا۔ ہم بس دو دن رہینگے وہاں، کوئی ضد نہیں کرنا۔"

وہ بڑی تھی۔ آواز میں رعب سا تھا۔ اُن دونوں نے بھی "اوکے" کہہ کر سر ہلائے۔

"کیا بائے روڈ جائینگے؟" اسفند کو اب اُنکی فکر لاحق ہوئی۔

"اب بندہ اسلام آباد جائے اور فلائیٹ سے جائے؟ یعنی اس خوبصورت شہر کی بے عزتی کر دے؟ بھئی ہم "اسفند عباسی" ہرگز نہیں ہیں۔"

مناہل اور اُسکی نہ ختم ہونے والی منطقیں۔

"جی جی۔ میں سمجھ گیا۔ سڑیں آپ لوگ ہی گرمی میں بائے روڈ جاتے ہوئے۔"

اُسی کی لہجے میں کہا اور کافی پینے لگا۔

عُمائمہ مُسکرائی۔

دور آسمان پر اُبھرنے والا چمکتا ہوا ایک لکیر جیسا پتلا چاند اُنہیں دیکھتا، جھلملاتا رہا۔

☆☆☆

فیصل آباد میں ایک اور صبح اُتر آئی تھی۔ لیکن اُن سب کی توقعات کے برعکس یہ صبح میٹھی سی تھی۔ آسمان پر آج نیلاہٹ نہیں تھی۔ آج راج سُرمئی اور سفید بادلوں کا تھا۔ موسم اچھا ہو تو موڈ خود بخود اچھے ہو جاتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

"یار ہاجرہ آپی مجھے بھی ساتھ لے جائیں نا۔" ہاجرہ ناشتہ بنا رہی تھی جب اسماعیل نامی بلا اُسے بُری طرح چمٹ گئی تھی۔

''نہیں اسماعیل۔ سیف سے صرف عُمائمہ اور مناہل کی بات ہوئی ہے، بس وہی جائینگی۔''اُس نے مصروف سے انداز میں اُسے ٹالنا چاہا۔

''اگر میں سیفی بھائی سے ہی پوچھ لوں؟''اسماعیل کی آنکھیں چمکیں۔

''تو وہ ہاں کر دینگے۔اِس لیے تم اُن سے نہیں پوچھو گے۔''ہاجرہ نے کام کرتے ہاتھ روک کر، مڑ کر اُسے گھورا۔

''تھینک یو ہاجرہ آپی! اب میں سیفی بھائی سے ہی پوچھونگا۔''کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

''اسماعیل!''ہاجرہ نے بے بسی سے اُسے جاتے دیکھا۔اسماعیل نامی بلا ایک بار چمٹ جائے تو پھر ٹل نہیں سکتی۔

ساڑھے دس بجے کے قریب سیف آگیا تھا۔وہ ناشتہ کر کے آیا تھا اور بس جوس لے کر ہی جانے کے لیے تیار تھا۔لیکن جنکو اُس نے لے کر جانا تھا اُنکی تیاریاں ختم ہی نہیں ہو رہی تھیں۔

کچھ منٹوں کیلیے وہ وہاں اکیلا رہ گیا تو اسماعیل جو موقع کی تلاش میں تھا اُچھلتا ہوا اُس تک آیا۔ منت زدہ شکل بنا کر اگلے پانچ منٹ اُسکے پاس ہی بیٹھا رہا۔ پھر اُٹھا تو چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اُسی لمحے افضل اپنے کمرے سے نکل کر اُسکے پاس آئے تھے۔

"میں بھی جا رہا ہوں اِنکے ساتھ۔" اعلانیہ کہا۔

"تم نے یہاں رہ کر کونسے تیر مار لینے تھے۔" عدیل نے کہیں سے لقمہ لگایا۔ وہ سب ہنسے۔ وہ بھی اثر لیے بنا "ہونہہ" کرتا چل دیا۔ رُخ سیڑھیوں کی طرف تھا، اب اگلا ٹارگٹ وہ سب تھیں۔

تقریباً گیارہ بجے وہ لڑکیاں اپنے اپنے بیگز کے ساتھ نمودار ہوئیں تو شکر کا کلمہ پڑھنے والا سب سے پہلا انسان اسفند تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ عزیز کے آنے سے پہلے وہ چلی جائیں۔

لیکن مجال ہے جو اسفند کے خاندان کی لڑکیاں کبھی اُسکی توقعات پر پورا اُترتیں۔

''ہم ریڈی ہیں۔'' مناہل نے نعرہ لگایا۔ جیسے کوئی جنگ فتح کر کے آئی تھی۔

''کھانا بھی ریڈی ہے۔ سیف بیٹے کھانا کھا کر جانا۔'' آصفہ کا نعرہ بھی کچن سے آیا تھا۔ سیف اور اسفند کی شکلیں اِس بات پر دیکھنے کے قابل تھیں۔

اور پھر چار و ناچار وہ سب تیار سے بیٹھے دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے۔ اسفند بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ عموماً لنچ ٹائم بارہ سے دو بجے تک کا ہوتا ہے۔ اسفند جانتا تھا کہ عزیز ڈار وقت کا کتنا پابند تھا۔

تقریباً ڈیڑھ بجے اُن سب کو گاڑی تک پہچانے میں سب سے زیادہ تگ و دو اسفند کی ہی تھی۔ اب منظر کچھ یوں تھا کہ سیف کی گاڑی گیٹ کے باہر ہی کھڑی تھی اور وہ اور عدیل سارا سامان اندر رکھ رہے تھے۔ تینوں لڑکیوں نے الگ الگ بیگز بنا رکھے تھے۔

''خدا جانیں اتنا سامان تم لوگ دو دن میں استعمال کیسے کر لو گی۔''اسماعیل نے سر پیٹا تھا۔ جسکا اپنا کوئی بیگ نہیں تھا۔اُس نے ہاجرہ کو ہی اپنی چیزیں رکھنے کو کہہ دیا تھا جس پر اُس نے ''کچا چبا جاؤ نگی تمہیں!''والی نظروں سے گھورا تھا۔

ہاجرہ آگے بیٹھی تھی اور وہ تینوں پیچھے۔ایک کھڑکی کی طرف عمائمہ تھی اور ایک کی طرف اسماعیل۔اب اسماعیل کھڑکی کی طرف کیسے آیا تھا، یہ بھی ایک الگ کہانی تھی۔

''سیف ایک بار انجن چیک کر لو، تم لوگوں نے دور جانا ہے۔''اسفند جو عُمائمہ کی کھڑکی کے پاس کھڑا تھا فکر مند ہوا۔سیف سر ہلاتا آگے بڑھ گیا۔

''بڑی فکر ہو رہی ہے۔''مُسکرا کر اُسے دیکھا۔وہ کھڑکی سے باہر لٹک رہی تھی۔

''آفڑ آل میری پیاری بہن جو کل میرے لیے آنسو بہا رہی تھی، وہ بھی اِسی گاڑی میں جا رہی ہے۔''بے نیازی سے مُسکرایا۔عُمائمہ ہنسی۔پھر اُسے کچھ یاد آیا۔

''اوہ! پانی کی بوتل تو میں اندر ہی بھول آئی۔'' ماتھے کو چھوا اور دروازہ کھولنے لگی۔

''میں لے آتا ہوں۔'' اسفند سنجیدہ ہوا۔

''نہیں میں ابھی آئی۔'' کہہ کر گاڑی سے اُتر گئی۔ اسفند اُسے دیکھتا رہا۔ اُسی لمحے بڑی خاموشی سے انکی گاڑی سے زرا دور ایک اور گاڑی آکر رُکی تھی۔ عزیز ڈار کی گاڑی۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ تیار سا۔ کان میں بالی تھی اور آنکھوں پر نظر کی عینک۔ عینک کے پار کی آنکھیں چھوٹی کر کے اُس نے اسفند کے گھر کے باہر اُسکے پھیلے ہوئے خاندان کو دیکھا۔ اور پھر وہ اُنہیں اُسی طرح دیکھے گیا۔

کچھ تھا اُس خاندان میں جو وہ اُنکی طرف کھینچا چلا آتا تھا۔ کیا تھا؟ وہ خود بھی نہیں جان پا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''عُمائمہ کہاں گئی؟'' مناہل نے اسفند سے پوچھا۔ اصل میں پہلے وہ اسماعیل سے لڑنے میں مصروف تھی۔

"پانی چھوڑ آئیں تھیں اندر۔" اسفند نے بتایا۔ اُسی پل وہ ہاتھ میں بوتل لیے گیٹ سے نکلی تھی۔ گہرے ہرے رنگ کے سوٹ میں ملبوس، سفید اور ہرے ہی پھولوں والا دوپٹہ گلے میں سے گزار رکھا تھا۔ بالوں کو سیدھا کر کے کھلا چھوڑا تھا، پیروں میں ہم رنگ کھُسہ تھا۔ اسفند نے مناہل سے نظریں ہٹا کر اُسے دیکھا۔ اور وہ رُک گیا۔ اُسے لگا سب رُک گیا۔ سانس تک۔

وہ اِسی لیے اُسے نظر انداز کر دینے کا عادی تھا۔ کیونکہ وہ اُسے نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ اب جب وہ اُسے توجہ دے رہا تھا تو خود بھی دم بخود تھا۔

وہ تیزی سے آئی، مُسکرا کر اُسے بوتل دکھائی اور اُسکے ایک طرف سے ہو کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ دروازہ زور سے بند ہوا تو وہ واپس آیا۔

www.novelsclubb.com

"آہ اسفند عباسی! اپنی حد میں رہو!" گہرا سانس لیتا بڑبڑایا اور اُسکی کھڑکی کے سامنے سے ہٹ گیا۔

لیکن یہ وہ لمحہ تھا کہ جس میں صرف اسفند ہی نہیں کھویا تھا، دور گاڑی میں بیٹھا، اُنہیں دیکھتا عزیز بھی اُس لمحے میں ڈوب کر اُبھرا تھا۔ وہ اُس وقت جاگا جب اسفند وہاں سے ہٹا تھا۔ وہ اتنی دور سے بھی اسفند اور اُس لڑکی کا ہر تاثُر بڑی آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ نامحسوس انداز میں اُس کا ہاتھ اپنے کان کی لو تک گیا۔ اور وہ مُسکرا دیا۔

اب یہ وہ مُسکراہٹ نہیں تھی جو تم آج تک دیکھتے آئے ہو، یہ ایک مختلف مُسکراہٹ تھی۔ جو تم نے پہلے نہیں دیکھی، یہ وہ مُسکراہٹ تھی جو تم دیکھ لو تو خوف کھاؤ۔

اگلے پانچ دس منٹ تک وہ گاڑی وہیں رہی اور پھر آگے بڑھ گئی۔ عزیز نے دیکھا کہ اسفند اُنہیں تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ اوجھل نہیں ہو گیے۔

www.novelsclubb.com

"تو اسفند عباسی محبت کر رہے ہیں۔ سا ؤنڈز انٹرسٹینگ۔"

واپس اندر جاتے اسفند کو دیکھ کر بڑبڑایا۔

یہ تھی عزیز ڈار کی عمائمہ حیات سے پہلی غائبانہ ملاقات۔

☆☆☆

عزیز ڈار، اُس سے ملاقات کرتا اسفند عباسی، اُس ملاقاتی لنچ میں شامل ہوتے افضل اور سُہیل۔ پھر اُن سب کیلیے کھانا لگاتی مائیں، اُنہیں کالز پر ہنساتیں بجواماں اور عائشہ، اُن سب کو وہیں فیصل آباد اور کراچی کی فضاؤں میں چھوڑے ہم پیچھا کرتے ہیں اُس گاڑی کا جو اِس وقت پاکستان کے دارالحکومت کی طرف رواں ہے۔

"اسلام آباد"

ایک ایسا شہر جسے اسلام کا شہر کہا جاتا ہے۔

www.novelsclubb.com

ایک ایسا شہر جسے سبزے کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔

ایک ایسا شہر جسے سکون کا شہر کہا جاتا ہے۔

"Islamabad- The city of PEACE."

فیصل آباد سے اسلام آباد کا سفر چار گھنٹوں کا ہے۔ لیکن اگر آپ ایک تیز اور اچھے ڈرائیور ہیں تو یہی سفر آپ اڑھائی سے تین گھنٹوں میں بھی طے کر سکتے ہیں۔ سیف ایک اچھا ڈرائیور تھا۔ لیکن اُسکے ساتھ جو عوام جا رہی تھی وہ بھوکڑ اور بیٹھ بیٹھ کر تھک جانے والی تھی۔

فیصل آباد کی حدود سے نکلنے سے پہلے بہت سے پھلوں کے باغات آپکو گھیر لیتے ہیں۔ یہ موسمی پھلوں کے باغات ہوتے ہیں۔ ابھی بھی وہ ایسی ہی ایک سڑک سے گزر رہے تھے جسکے دائیں بائیں جانب دور کئی ایکڑ زمین پر پھیلے باغات نے اُنہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔

وہ آم کے باغات تھے۔ موسمِ گرما کے حسین تحفے کے باغات۔

www.novelsclubb.com

"سیفی بھائی! گاڑی روکیں!" مناہل ایکسائیٹڈ ہوئی۔

''کیوں؟''سکون سے جواب دیا۔ہاجرہ نے بھی مڑ کر دیکھا۔آنکھیں بڑی کر کے گھورا۔

''دیکھیں دور دور تک صرف آم ہی آم ہیں۔اب یہ تو غلط بات ہے نا کہ ہم آموں کی۔۔''اُس نے رُک کر گہری سانس لے کر خوشبو اندر اُتاری۔عُمائمہ ہنسی۔

اسماعیل نے اپنا سر پیٹا۔

''خوشبو تک آجائیں اور کھائیں نہ۔''

سیف بھی اُسکی بات پر مُسکرایا۔اب وہ گاڑی روکنے کی جگہ ڈھونڈ رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ ایک باغ والے سے اجازت لے کر اُن گھنے درختوں میں ٹہل رہے تھے۔وہ بڑے بڑے آم کے درخت اپنی پوری شان سے کھڑے اُنہیں للچا رہے تھے۔چونکہ آموں کا موسم تھا تو بہت سے مزدور اور کسان یہاں وہاں کام

کرتے نظر آرہے تھے۔ ہوا میں آم کی مہک کے ساتھ سبزے کی لہلہاتی خوشبو بھی تھی۔

عُمائمہ ہر چیز کو مسمرائزڈ سی دیکھ رہی تھی۔ بار بار رُکتی، اپنے فون میں تصویر اُتارتی، مُسکراتی اور پھر چل پڑتی۔ وہ آموں کا باغ نہ بھی ہوتا تو وہ یونہی خوش ہوتی۔ وہ اُسکے اسفند کا شہر تھا۔ اُسکے لیے بس کل خوبصورتی وہی تھا۔

سیف اور ہاجرہ سب سے آگے چل رہے تھے۔ وہ اُسے آموں کی مختلف اقسام کے بارے میں بتا رہا تھا، وہ جانتی تھی مگر مُسکرا کر اُسے سُن رہی تھی۔ وہ مکمل تھے۔

پیچھے ہی مناہل اور اسماعیل تھے۔ اسماعیل کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ وہ آم کی کونسی قسم تھی، اُسے بس کسی بھی طرح آج کے دن میں بندر کا رول پلے کرنا تھا اور وہ آم کھانے تھے۔ مناہل اُسے روکے ہوئے تھی۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو روکنے، ٹوکنے میں ماہر تھے۔

آدھے گھنٹے تک اُنکا ''گارڈن ٹور'' ختم ہوا تو سیف نے کٹے ہوئے آم منگوائے۔ مناہل اور اسماعیل کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔

''کیا کبھی تم دونوں نے پہلے آم نہیں کھائے جو ایسی حرکتیں کر رہے ہو۔ ہاجرہ آپی کی عزت کا ہی خیال کر لو، جاہلو!'' عُمائمہ نے بالآخر اُنہیں ڈپٹا۔

''کھانے سے نہ ٹوکا کرو عُمائمہ۔ بجو اماں کو شکایت لگاؤنگا تمہاری۔'' اسماعیل نے منہ بنا کر اُسے دیکھا۔

''بھاڑ میں جاؤ دونوں!'' فرض سمجھ کر کہا اور ہاجرہ کے پاس کھڑی ہو گئی۔ مزید آدھے گھنٹے تک وہ دونوں کھاتے رہے تھے۔

''اب آپ کہیں بھی گاڑی نہیں روکینگے سیف۔'' سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے، ہاجرہ کی آواز پر سیف کے ہاتھ زرا کو تھمے۔ پھر وہ مُسکرا دیا۔ عُمائمہ نے ایک کٹیلی نظر اسماعیل اور مناہل کو دیکھا۔

"جو حکم۔" مُسکراتے ہوئے ہی کہا اور گاڑی چل گئی۔

ہاجرہ اگر اپنے گھر میں حکم دیتی تھی تو وہ سیف کے گھر میں بھی حکم چلائے گی۔ وہ سیف کو بھی حکم دے سکتی ہے۔ ثابت ہوا۔

اگلے دو گھنٹے تک اُنکی گاڑی موٹروے کی پلین سڑک پر دوڑتی رہی۔ گاڑی میں اب سپیکرز سے آنے والے گانوں کی ہی آواز تھی۔ اُن میں سے کوئی بھی سفر میں سوتا نہیں تھا۔ وہ سب فون پر لگے تھے۔ ہاجرہ اور سیف ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے۔

موٹروے پر وہ ایک پٹرول سٹیشن پر رُکے تھے۔ عمائمہ اور مناہل ٹک شاپ تک گئی تھیں۔ دس منٹ بعد اُنکی واپسی ہوئی تو مناہل نے ضد کی کہ اب وہ کھڑکی کی طرف بیٹھے گی جبکہ اسماعیل اُٹھنے سے انکاری تھا۔

"ایک گھنٹے کا ہی سفر رہ گیا ہے، اسماعیل تم ایڈجسٹ کر لو۔" سیف نے کہا۔ اُسکے چہرے پر تھکان واضع تھی۔ یہ اُن سب کے ساتھ اُسکا پہلا ڈائریکٹ سامنا تھا۔ فیملی

سائڈ سے پہلا تعارف۔ہاجرہ ضبط کیے بیٹھی رہی۔اِن دونوں کو تو وہ گھر جا کر بتائے گی۔

اور پھر اسماعیل نے ایڈجسٹ کر لیا۔

"ابھی ہی تو ہم اسلام آباد کی باؤنڈری میں آئے ہیں تم نے جان بوجھ کر ایسے کیا ہے نا۔"گاڑی چل گئی تو اسماعیل نے اُسکے کان میں کہا۔

"ہاں تو پہلے کھڑکی کی طرف بیٹھنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا، گدھے!"اسماعیل کا تو خون ہی کھول گیا۔

"تم! مناہل۔۔۔باز آجاؤ!"بے بسی سے بس یہی کہا۔

"ہاجرہ نے تم دونوں کو گاڑی سے باہر پھنکوا دینا ہے۔یہ نہ بھولو یہ اُسکے فرمانبردار شوہر کی گاڑی ہے۔"عُمائمہ نے بھی سرگوشی کی۔

اسماعیل منہ بنا کر سیدھا ہو گیا۔

☆☆☆

اسلام آباد کی حدود میں داخل ہوتی ہی ہوا ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ گاڑی اب پاکستان کے دار لحکومت کی شفاف سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ اُن سب کی نظریں شیشوں کے پار لگی تھیں۔ سوائے سیف کے، وہ چاروں سکول، کلجز کے ٹوُرز کے علاوہ پہلی بار فیملی کے ساتھ اُس خوبصورت شہر میں آئے تھے۔

''کتنا خوبصورت ہے۔'' عُمائمہ نے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

''واقعی!'' ہاجرہ نے بھی کھُلے دل سے کہا۔

''وہ دیکھو مناہل تمہارے سالار کے مارگلہ ہلز۔'' اسماعیل نے ونڈ سکرین کے پار اشارہ کیا۔ مناہل کی آنکھیں چمکیں۔ سامنے سے مارگلہ ہلز کی چوٹیاں صاف نظر آتی تھیں۔ آسمان پر کہیں کہیں بادل تھے۔ دھوپ آتی جاتی سی تھی۔

"وہ فیصل مسجد ہے نا!" مناہل کے گال ایکسائیٹمینٹ سے سُرخ ہونے لگے تھے۔ وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اُچھل رہی تھی۔

"مناہل ہمارا گھر بہت اچھی لوکیشن پر ہے۔" سیف مُسکرا کر بتانے لگا۔

"ہمارے لان اور ٹیرس سے فیصل مسجد صاف نظر آتی ہے۔" مناہل اور زیادہ پُرجوش ہوئی۔ عُمائمہ مُسکرائی۔ وہ اگر کہتی تھی کہ ہاجرہ خوش قسمت ہے تو اس بات میں کوئی شک نہیں تھا۔

ابھی بھی ہاجرہ بس شل سی اُسے دیکھے جا رہی تھی۔ وہ اُسکا گھر تھا۔ سیف اور اُسکا۔

پندرہ بیس منٹ کے مزید ڈرائیو کے بعد وہ کالونیز میں آ گئے تھے۔ وہاں قطاروں میں بنگلے بنے تھے۔ مارگلہ ہلز کی ٹھنڈی ہوائیں فیصل مسجد کو چھونے کے بعد اُنہی گھروں سے ٹکراتی تھیں۔ وہ نئی طرز کے شاندار بنگلے تھے۔ ہر ایک، دوسرے سے

مختلف اور خوبصورت۔ ہاجرہ اب باہر ہی دیکھ رہی تھی۔ ابھی سیف کہے گا کہ یہ اُسکا گھر ہے۔ یہ ہمارا گھر ہے۔ اُسکا چہرہ چمک رہا تھا۔ مُسکراہٹ جُدا نہیں ہو رہی تھی۔

بالآخر ایک گھر کے سامنے آکر سیف نے گاڑی کا ہارن بجایا۔ چوکیدار تیزی سے باہر آیا اور سیف کو دیکھ کر سلام کیا، پھر گیٹ کھولنے لگا۔

"یہ ہمارا گھر ہے ہاجرہ۔"

اُس نے مُسکرا کر بتایا۔ ہاجرہ کا دل تک رُک گیا۔

پیچھے بیٹھے، چہکتے، قہقہے لگاتے وجود یکدم ہی کہیں غائب ہو گیے تھے۔ وہ کسی خواب کی سی کیفیت میں بس باہر دیکھ رہی تھی۔

وہ دو منزلہ شاہانہ سا بنگلہ تھا۔ پورے بنگلے کو سفید اور سُرمئی رنگوں سے رنگا گیا تھا۔ گیٹ کے اندر آؤ تو دائیں طرف گاڑی کھڑی کرنے کی جگہ تھی اور بائیں طرف اُتنے ہی خطے جتنا لان۔

گیٹ کے سامنے پورچ، اور عین سامنے بنگلے کا مرکزی دروازہ تھا۔ ہاجرہ اب گاڑی سے اُتر کر سیف کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ وہ اُسے سمجھا رہا تھا، بتا رہا تھا۔ یہاں یہ رکھینگے، وہاں وہ اور یہاں گملے، وغیرہ وغیرہ۔

مُسکراتا چہرہ لیے وہ اُسکی باتوں کا جواب دیتی کھوئی ہوئی تھی۔ مرکزی دروازے کے اندر آؤ تو پانچ سے چھ فُٹ چوڑا کوریڈور آتا تھا۔ چند قدموں بعد ہی دائیں بائیں دو کمروں کے دروازے اُسی کاریڈور میں لگتے تھے۔ بائیں طرف کمرے کے دروازے کے ساتھ آگے سیڑھیاں تھیں جو اوپر جاتی تھیں۔ سیڑھیوں کے سامنے گیسٹ روم کا دروازہ تھا۔ یہاں وہ راہداری ختم ہوتی تھی۔ شیشے کا سلائیڈنگ ڈور اُسکے ختم ہونے کی نشاندہی کرتا تھا۔

www.novelsclubb.com

سیف نے آگے بڑھ کہ ڈور سلائیڈ کیا اور کہیں سے ساری بتیاں جلا دیں۔ اب منظر واضع ہوا تو اُن چاروں نے گردنیں گھُما کر دیکھا۔ وہ ایک بڑا سا ہال تھا جسکے بائیں طرف والی دیوار مکمل گلاسڈ تھی اور باہر لان کی گھاس نظر آتی تھی۔ یعنی وہ لاؤنج

تھا اور دائیں طرف اُسی سائز کا اوپن کچن۔ سلائیڈنگ ڈور کی سیدھ میں سامنے ایک اور دروازہ تھا۔

"یہ اصل چیز ہے جسکی وجہ سے میں نے یہ گھر لیا تھا۔" سیف اُس دروازے کی طرف بڑھا۔ ہاجرہ سحر زدہ سی اُسکے پیچھے پیچھے تھی۔ دروازہ کھولا تو اگلا منظر واضع ہوا۔ وہ ایک چھوٹا سا بیک یارڈ تھا۔ ایک کمرے جتنا ایریا۔ وہاں سے سامنے فیصل مسجد بہت واضع نظر آتی تھی۔ اُسکے چاروں مینار اور تکون سا گنبد۔ سفید، شفاف۔۔ اپنے آپ میں یکتا۔

"Stunning!"

مناہل نے بے اختیار کہا۔ کتنی ہی دیر ہاجرہ اور وہ سب وہاں گھومتے پھرتے رہے تھے۔

"ابھی صرف گیسٹ روم سیٹ ہوا ہے۔ باقی سارا سامان ہاجرہ نے ہی سیلیکٹ کرنا ہے۔" سب اندر آ گیے تو اُس نے بتایا۔

"آپ لوگ وہیں بیٹھیں میں کھانا منگواؤں۔" کہہ کر، مُسکرا کر مڑ گیا۔

"اور ہاجرہ!" جاتے جاتے پھر رُکا،

"کچن میں فریج اور اوون موجود ہے۔ کافی کا سامان بھی ہے۔ آپ چیک کر لیں۔ کچھ اور چاہیے تو مجھے بتا دیں۔"

"اوکے۔" بس اتنا ہی کہہ پائی ہاجرہ اور سیف باہر نکل گیا۔

گیسٹ روم میں آ کر اُنہیں پتا چل رہا تھا کہ اب وہ "گھر" میں آئے ہیں۔ وہ واحد کمرہ تھا جو سامان سے بھرا ہوا تھا۔ وہاں ایک بیڈ تھا اور ایک صوفوں کا سیٹ۔ دیوار گیر الماری میں ایل ای ڈی لگی تھی اور کھڑکیوں کے آگے گہرے رنگوں کے پردے۔

www.novelsclubb.com

"یار ہاجرہ آپی! ہم پہلی بار آپکے گھر آئے ہیں کوئی خاطر مدارت ہی کریں ہماری۔"

اسماعیل دھپ سے صوفے پر گرا۔

"میرے پیارے بھائی! تمہاری اطلاع کیلیے بتاتی چلوں کہ میں بھی اپنے گھر پہلی بار ہی آئی ہوں۔ صبر کرو!" آخر میں ڈپٹا۔

چند ہی لمحوں بعد سیف بھی آگیا تھا۔اب وہ کھانا آنے کا انتظار کرتے صوفوں اور بیڈ پر نیم دراز تھے۔اب سفر کر کے آئے تھے، تھوڑی دیر کا سکون تو ہونا تھا نا۔

☆☆☆

اسلام آباد پر ابر آلود سی رات اُتر آئی تھی اور وہ پانچوں نفوس اب اپنے اپنے کافی کے مگ لیے ہاجرہ اور سیف کے نئے گھر کے لان کی گھاس پر بیٹھے تھے۔چہروں پر مُسکراہٹیں تھیں اور آنکھوں میں چمک۔ بھئی اب آپ اسلام آباد آئیں اور آپکا موڈ اچھا نہ ہو، ایسا تو ہو نہیں سکتا۔

سارے دن میں اُنہوں نے بس کھایا اور آرام کیا تھا۔ ساتھ ساتھ باقیوں کو ویڈیو کال کر کے گھر کا کونا کونا بھی دکھایا تھا۔

زندگیاں خوبصورت تھیں۔

☆☆☆

کراچی میں ایک اور گرم سی صبح کا آغاز ہو چکا تھا۔ ناشتے کی میز کے گرد بیٹھیں بجو اماں کان سے فون لگائے کسی سے محوِ گفتگو تھیں۔ مُسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی اور جھریوں زدہ چہرے کی چمک دوگنی ہو رہی تھی۔

''عائشہ! حناء کے گھر والے نکاح کے فنکشن کیلیے راضی ہو گیے ہیں۔'' اُنہوں نے خوشی سے اعلان کیا۔

www.novelsclubb.com

''مبارک ہو بجو اماں!'' عائشہ کا چہرہ کھل اُٹھا۔

''افضل کو کال کرو۔'' اُنہوں نے اپنا فون اُسکے ہاتھ میں دیا۔

بجو اماں اب اپنا خاندان اکھٹا کرینگی۔ایک بار پھر۔آخر کو عدیل اُنکا پہلا بیٹا تھا۔

☆☆☆

اتوار گزر گیا تھا اور اب ایک نیا دن تھا۔وہ شیشے کے سامنے اپنی ٹائی کی ناٹ ٹھیک کرتا کسی سے بات کر رہا تھا۔فون میز پر رکھا تھا اور سپیکرز میں سے کال جانے کی آواز آرہی تھی۔دوسری گھنٹی پر فون اُٹھایا گیا تھا۔

"سر!"سیلین نے اُٹھاتے ہی کہا۔

"سیلین! شام میں میری فلائیٹ ہے۔میں تمہیں اپنا شیڈیول بتا چکا ہوں۔لیکن اُن سب کاموں میں ایک اور کام بھی ایڈ کرو جو تم یہاں پاکستان میں کرو گی۔"ٹائی ٹھیک کر کے اب وہ دراز میں سے کف لنکس کا ڈبہ نکال رہا تھا۔

"جی سر؟"دوسری طرف سیلین اُسکے آفس میں ہی بیٹھی اُسکا لیپ ٹاپ اور دوسری چیزیں میز پر رکھے کھڑی تھی۔وہ اُسکی بیکینگ کر رہی تھی۔سیلین ایک

دُبلی پتلی سی لڑکی تھی۔ بالوں کا باب کٹ گردن تک آتا تھا اور چہرے کی رنگت سفید زردی مائل تھی۔

"مجھے اسفند عباسی کی ساری ڈیٹیلز چاہئیں۔" مُسکرایا۔

"اسفند کی؟" اُس کے ابرو اچھنبے سے اکٹھے ہوئے۔ وہ اُسے ساری انفارمیشن دے چکی تھی۔

"پرسنل ڈیٹیلز۔" اب اُس نے الفاظ پر زور دیا۔

"اوہ سمجھ گئی۔ اوکے سر۔" وہ مسُکرائی۔

"میں نے کہا تھا اسفند کی کوئی نہ کوئی کمزوری تو ضرور ہو گی، اُسکی کمزوری اُسکی محبت ہے۔ وہ لڑکی اُسکی کمزوری ہے۔"

www.novelsclubb.com

"کیا وہ اُسکے خاندان کی ہی ہے؟"

"ہاں۔"

"کام ہو جائے گا سر۔" وہ بس اپنے باس ہمیشہ فیورٹ رہنا چاہتی تھی۔

"یاد رکھنا سیلین وہ لڑکی خوبصورت ہے۔اور دُعا کرنا میں یہاں سے جا کر اُسے بھول جاؤں۔" وہ ہنسا۔

"آمین سر۔" وہ بھی مُسکرائی۔وہ اُسے جانتی تھی۔اُسے کوئی پسند آجائے تو مسلہ اُسکو ہوتا تھا جو پسند آیا ہے۔عزیز ڈارکیلیے تو کوئی مسلہ سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔

"تمہارے پاس ایک مہینہ ہے۔" کہہ کر کال کاٹ دی۔

"اور میرے پاس بھی۔" فون دیکھ کر بڑبڑایا اور باہر کا رُخ کیا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

رات کا تقریباً دوسرا پہر تھا جب اَندیکھے سگنلز نے سفر کیا اور وہ تین مختلف جگہوں پر پہنچے۔ایک ہی وقت میں۔ایک ہی انسان سے جُڑے دوسرے انسانوں تک۔ تینوں شہروں تک۔ سگنلز کے آگے تو فاصلے کچھ معنی نہیں رکھتے۔

تین شہر۔

اسلام آباد

عُمائمہ حیات کے تکیے کے پاس پڑا اُسکا فون بجنا شروع ہوا۔فون کی آواز بند تھی۔ روشنی جل بُجھ رہی تھی۔ سکرین روشن تھی مگر آواز ندارد۔پُراسرار سی رات کی وحشت میں اضافہ ہوتا رہا۔

کراچی

www.novelsclubb.com

عین اُسی لمحے، رعناء کے قصر کے ٹی وی لاؤنج میں موجود انٹر کام بھی بجنا شروع ہوا۔ یہ فون سائیلینٹ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ چنگھاڑتا رہا لیکن سب سو رہے تھے۔ کمروں کے دروازے بند تھے۔ فون بجتا رہا۔ سگنل آتے رہے۔

فیصل آباد

سلسلہ وہیں تک ختم نہیں ہوا تھا۔ بجو اماں کے آنگن میں موجود لاؤنج کے صوفے پر اسفند نیم دراز تھا۔ صوفے کی پُشت کے ساتھ ٹیک لگائے وہ آنکھیں موندے ہوئے تھا۔ سفید شرٹ کا اوپری بٹن کھول کر ٹائی ڈھیلی کر رکھی تھی۔ کفوں کو موڑ کر کوٹ ساتھ رکھا تھا۔ وہ جیسے ابھی تھک کر آفس سے آیا تھا۔

اُسی پل اُسکے صوفے کے ہتھے کے ساتھ پڑے میز پر رکھا انٹر کام بجا۔ وہ چونکا۔ لاؤنج کی روشنیاں مدھم سی تھیں اور سب سو گئے تھے۔

اسفند کے ماتھے پر بے اختیار سلوٹیں دَر آئیں اور پھر اُس نے بجتا ہوا انٹر کام اُٹھا لیا۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے مردانہ آواز اُبھری۔

"کون؟" اسفند نے اپنی بھاری بوجھل آواز کو سنجیدہ کر لیا۔ اگلے ہی پل دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی۔

عُمائمہ کے پاس پڑا فون بھی بند ہو گیا، قصر میں چنگھاڑتا انٹر کام بھی خاموش ہو گیا۔

اسفند نے فون کان سے ہٹا کر ریسیور دیکھا۔ گھورا۔ اور واپس رکھ دیا۔

لیکن اُسکا دماغ اٹک سا گیا۔ وہ آواز انجان تھی مگر لہجہ جانا پہچانا تھا۔

آواز انجان تھی یا لہجہ؟

یا پھر دونوں چیزیں؟

www.novelsclubb.com

یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ دونوں میں سے ایک چیز نقلی ہو؟

آواز؟ یا لہجہ؟ یا پھر دونوں؟

کون جانے!

☆☆☆

سُنہرے اپنے کا باب نمبر تیرہ جولائی کی پندرہ تاریخ کو اپلوڈ کیا جائے گا۔انشاءاللہ

دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

www.novelsclubb.com